





قال الله تعالى عن رجل

ان لا يغير ما بقوه حتى يغير ابا القسمة

(ترجمہ) نہ پایا اللہ بزرگ برتر نے کہ اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ آپ اپنی حالت تبدیل

مد و جزر اسلام ۱۲۹۶ھ

مسند حالی

مناجات

عرض حال

جسے عالیجناب مولوی خواجہ الطاف حسین صاحب انصاری متخلص بحالی  
وام فیوضہ نے اہل اسلام کی ترقی و تنزل کے بیان میں تصنیف فرمایا

مطبع مجید کانپور میز مطبعہ

س ۱۹۱۶ء

بار دوم

التماس۔ بفضلہ تعالیٰ عاجز کے کتب خانے میں ہر فن کی کتب کا بہت بڑا ذخیرہ مطبوعہ کانپور  
 لکھنؤ۔ دہلی میرٹھ۔ لاہور۔ بمبئی۔ مصر۔ وغیرہ کا موجود رہتا ہے جسکی فہرست شائقین کی طلب پر بھی  
 جاسکتی ہے زیادہ تر اہتمام شائقین کے لیے کتب مطابع صحیحہ کے بھیجنے کا کیا گیا ہے۔ البتہ وہ کتاب جو سو وقت تک  
 کسی مطبع میں صحیح و عمدہ طبع ہی نہیں ہوئی وہ بدرجہ مجبوی غلط اور خراب نہ ہوتی ہے۔ اس فہرست  
 میں صرف اسی فن کی کتب درج کی جاتی ہیں۔

## الملتمس محمد سعید تاجر کتب و مالک مطبع مجیدی کانپور

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
تاریخ الخلفاء عربی	ایک روپیہ	جامع التواریخ فارسی	دو روپے	وصفاتی سے چھپی ہے	دو روپے
قصص الانبیاء فارسی	سواروپہ	خزانہ عامہ	بارہ آنہ	احوال الانبیاء اردو	
معارف النبوة فارسی	چار روپیہ	شواہد النبوة از ملا جامی	ساتھ چھ آنہ	یہ کتاب دو جلدوں میں ہے	
مدارج النبوة فارسی	دو روپیہ آنہ	کتب سیرت تاریخ اردو			
خزینۃ الاصفیاء فارسی	ایک روپیہ چھ آنہ				
اکبرنامہ کامل فارسی	گیارہ روپیہ				
آئین اکبری فارسی	چھ روپیہ آنہ				
روضۃ الصفا کامل فارسی	نور و پیرہ آنہ				
تاریخ فرشتہ فارسی	چار روپیہ				
شامنامہ فردوسی	ساتھ چار روپیہ				
وقائع نعمتی عالی	چار آنہ				
جنگ نامہ نعمتی عالی	پون آنہ				
سیل طغیان خرمین	چار روپیہ				
تاریخ عدنان عربی	اکٹھ آنہ				
قلائد الجمن					
		قصص الانبیاء کلاں اردو		تمام انبیاء کے حالات ہیں	
		یہ اردو کتاب حسین بی		قصص الانبیاء اردو	
		بڑے انبیاء کا ذکر ہے		منہاج النبوة اردو	
		کئی جگہ کلکتہ بمبئی وغیرہ		اردو مدارج النبوة	
		میں چھپی در کثرت شائقین		تحفۃ الالقیاء	
		سے اچھون لکھ فروخت		فہرست الانبیاء اردو	
		ہو گئی بفضلہ تعالیٰ		تاریخ حبیب کہ	
		مطبع مجیدی کانپور میں		تاریخ مدنیہ منورہ	
		عمدہ کاغذ پر نیا عددگی		ترجمہ جذبات القلوب	



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

# پہلا دیباچہ

۱۲۹۴ھ

حَاصِدًا وَمُصَلِّيًا

بہل کی چین میں ہمزبانی چھوڑی      بزم شعرا میں شعر خوانی چھوڑی  
جیسے دل زندہ تو نے ہلکے چھوڑا      ہمنے بھی تری رام کہانی چھوڑی

بچپن کا زمانہ جو کہ حقیقت میں دنیا کی بادشاہت کا زمانہ ہے ایک ایسے دلچسپ  
اور پُر فضا میدان میں گزارا جو کلفت کے گرد و غبار سے بالکل پاک تھا۔ نہ وہاں  
ریت کی ٹیلے تھے۔ نہ خاردار جھاڑیاں تھیں نہ آمدھیوں کے طوفان تھے  
نہ بادِ سموم کی لپٹ تھی جب اس میدان سے کھیلنے کو دتے آگے بڑھے تو ایک ویرحرا  
اس سے بھی زیادہ دلفریب نظر آیا جسکے دیکھتے ہی ہزاروں ولولے اور لاکھوں  
آسنگین جو و بخود دل میں پیدا ہو گئیں۔ مگر یہ صحرا جس قدر نشاط انگیز تھا اسی قدر  
وحشت خیز تھا۔ اسکی سرسبز جھاڑیوں میں ہولناک درندے چھپے ہوئے تھے اول  
اسکے خوشنما بودوں پر سانپ اور بچھو لپٹے ہوئے تھے۔ جون ہی اسکی حد میں  
قدم رکھا ہر گوشہ سے شیر و پلنگ در مار و کتر دم نکالنے باغِ جوانی کی بہار اگرچہ  
قابل دید تھی مگر دنیا کے مکروہات سودم لینے کی فرصت نہ ملی نہ خود آرائی کا  
خیال آیا نہ عشق و جوانی کی ہوا لگی۔ نہ وصل کی لذت اٹھائی نہ فراق کا مزہ چکھا

عوض حال

پہنان تھا دام سخت قریب تیان کے اُڑنے نہ پائی تھے کہ گرفتار ہم ہوئے  
 البتہ شاعری کی بدولت چند روز جھوٹا عاشق بننا پڑا۔ ایک خیالی معشوق کی طرح  
 میں بیسوں وشت جنون کی وہ خاک اُڑائی کہ قلیں فرہاد کو گر و کر دیا گھجی نالہ نیم شبی سے  
 رنج مسکون کو ہلا ڈالا کبھی چشم دریا بار سے تمام عالم کو ڈبو دیا آہ و فغان کو شور مگر دیون کے  
 کان بہر ہو گئے کشکایتوں کی بوچھاڑ سے زمانہ چچ اٹھا۔ طعنوں کی بھرمار سے  
 آسمان جھنپی ہو گیا۔ جب رشک کا تلاطم ہوا تو ساری خدائی کو قریب سمجھا یہاں تک  
 کہ آپا پن سے بدگمان ہو گئے جب شوق کا دریا اُٹا تو کشش دل سے جذب مقناطیسی  
 اور قوت کمرائی کا کام لیا۔ بار ہا تیغ ابرو سے شہید ہوئے اور بار ہا ایک ٹھک کر سوجی اُٹے۔  
 گویا زندگی ایک پراسن تھا کہ جب چاہا اُتار دیا اور جب چاہا پہن لیا۔ میدان قیامت  
 میں اکثر گزر ہوا بہشت و دوزخ کی بار ہا سیر کی۔ بادہ نوشی پر آئے تو خم کے خم  
 اُٹھ دھاریے اور پھر بھی سیر نہ ہوئی کبھی خانہ خمار کی چوکھٹ پر چہبہ سانی کی۔ کبھی  
 مے فروش کے در پر گدائی کی۔ کفر سے مانوس ہی۔ ایمان سے بیزار ہے پیرمغان کو  
 ہاتھ پر بیعت کی۔ برہمنوں کو چلیے بنو۔ بت پوجے زنا ر باندھا۔ قشقہ لگایا ز اہ و ن پو  
 پعبتیاں کہیں۔ واعظوں کا خاکہ اُڑایا و تیر و بستخانہ کی تعظیم کی۔ کعبہ و مسجد کی  
 توہین کی۔ خدا سے شوخیان کہیں۔ نبیوں سے گستاخیان کہیں۔ عجازی  
 کو ایک کھیل جانا۔ حسن یوسفی کو ایک تماشا سمجھا۔ غزل کہی تو پاک شہد و ن  
 کی بولیاں بولیں۔ قصیدہ لکھا تو بھاٹ اور باد خوانوں کے منہ پھریے۔ بہشت  
 خاک میں اکسیر اعظم کے خواص تبدیلے۔ ہر چوب خشک میں عصا و موی اُڑ کر شمر

دکھائے۔ ہر غمزد وقت کو ابراہیم خلیلؑ سے جا ملا یا۔ ہر فرعون بے سامان کو  
 قادر مطلق سے جا بھڑایا۔ جسکے مذاج بنوئے ایسا بانس پر چڑھایا کہ خود مدوح کو  
 اپنی تعریف میں کچھ فرہ نہ آیا غرض نہ اعمالِ سیاسیہ کیا کہ کین سفیدی باقی چھوڑی  
 جو پریش گنہم روزِ حشر خواہد بود      شکاتِ گناہانِ خلق بارہ کنند  
 بنیں برس کی عمر سے چالیسویں سال تک تیلی کے بل کی طرح اُسی ایک  
 چکر میں پھرتے رہے اور اپنے نزدیک سارا جہان طو کر چکے جاں نکھیں  
 کھلین تو معلوم ہوا کہ جہان سے چلے تھے اب تک وہیں ہیں۔

شکست رنگِ شبابِ ہنوز عنائی      درانِ دیار کہ زادی ہنوز آنجائی  
 نگاہ اٹھا کر دیکھا تو دائیں بائیں آگے پیچھے ایک میدان وسیع نظر آیا جس میں شاہ  
 راہیں چاروں طرف کھلی ہوئی تھیں اور خیال کی کوئین عرصہ ننگ تھا جی میں آیا کہ قدم اگر  
 بڑھائیں اور اُس میدان کی سر کرین مگر جو قدم میں برس یک حال سو دوسری جاں چلو  
 ہوں اور جبکی ڈرگزر دو گز زمین میں محدود رہی ہو اُسی وسیع میدان میں کام لینا آسان  
 اسکو سوا بیس برس کی بیکار اور ننگی گردش میں ہاتھ پاؤں چور ہو گئے تھے اور طاقت رقار  
 جواب دی چکی تھی۔ لیکن پاؤں میں چکر تھا۔ اسلئے بچلا بیٹھنا بھی دشوار تھا چند رو  
 اسی تردد میں یہ حال رہا کہ ایک قدم آگے بڑھتا تھا دوسرا پیچھے ہٹتا تھا ناگاہ  
 دیکھا کہ ایک خدا کا بندہ جو اس میدان کا مردہ ایک دشوار گزار راستے میں رہ نور دہر  
 بہت سی لوگ جو اُسکے ساتھ چلے تھے تھک کر پیچھے رہ گئے ہیں بہت سی بھی اُسکے ساتھ

اُفتان و خیزان چلے جاتے ہیں۔ مگر ہونٹوں پر پریان جی ہیں پیر و نہیں  
 چھالے پڑی ہیں دم چڑھ رہا ہے۔ چہرے پر ہوا نیاں پڑ رہی ہیں۔ لیکن وہ اولو الغرم آدمی  
 جو ان سب کا رہنما ہے اس طرح تازہ دم ہے۔ نہ اسے راستہ کی تکان ہے نہ ساتھیوں کے  
 چھوٹ جانے کی پرواہ ہے نہ منزل کی دوری ہے کچھ ہر اس ہے اس کی حقو نو غیب کا جادو  
 بکھرا ہے جس کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھتا ہے وہ آنکھیں بند کر کے اس کے ساتھ ہولیتا ہے اس کی  
 ایک نگاہ ادھر بھی پڑی اور اپنا کام کر گئی تبیں بس کو تھکے ہارے خستہ و کوفتہ اُسی  
 دشوار گزار راستے پر پڑ لیے۔ نہ یہ خبر ہے کہ کہاں جاتی ہیں نہ یہ معلوم ہے کہ کیوں  
 جاتی ہیں۔ نہ طلب صادق ہے نہ قدم راست ہے نہ عزم ہے نہ استقلال ہے۔ نہ صدق ہے  
 نہ اخلاص ہے۔ مگر ایک برہت ہاتھ ہے کہ کھینچے لیے چلا جاتا ہے۔

آن دل کہ رم نمودی از خوبرو جوانان دیرینہ سال پیرے بردش بیک نگاہے  
 زمانے کا نیا ٹھاٹھ دیکھ کر پانی شاعری سے جی سیر ہو گیا تھا اور جھوڑ دھکولے  
 باندھنے سے شرم آنے لگی تھی نہ یاروں کی آبشاروں سے دل بڑھتا تھا  
 نہ ساتھیوں کی ریس سے کچھ جوش آتا تھا۔ مگر یہ ایک ایسے ناسور کا منہ بند  
 کرنا تھا جو کسی نہ کسی راہ سے تراوش کیے بغیر نہیں رہ سکتا اس لیے تجارت درونی  
 جھکے رکن سے دم گھٹا جاتا تھا دل و دماغ میں تلاطم کر رہے تھے اور کوئی رخنہ  
 ڈھونڈھتے تھے قوم کو ایک سچے خیر خواہ نے (جو اپنی قوم کے سوا تمام ملک میں اسی  
 نام سے پکارا جاتا ہے اور جس طرح خود اپنی پُرزور ہاتھ اور قوی بازو سے بھائیوں کی  
 خدمت کر رہا ہے اُسی طرح ہر پابج اور نکمے کو اُسی کام میں لگانا چاہتا ہے)

اگر ملامت کی اور غیرت دلائی کہ ”حیوان ناطق ہونے کا دعویٰ کرنا اور خدا کی دی ہوئی زبان سے کچھ کام نہ لینا بڑی شرم کی بات ہے“

روح انسان لب بجنبان دروہن ورجاوی لای انسان مزین  
 قوم کی حالت تباہ ہے۔ عزیز ذلیل ہو گئے ہیں۔ شریف خاک میں مل گئے ہیں۔  
 علم کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ دین کا صرف نام باقی ہے۔ افلاس کی گھر گھر بچا رہی۔ پیٹ کی  
 چاروں طرف دوہائی ہے۔ اخلاق بالکل بگڑ گئے ہیں اور بگڑتے جاتے ہیں۔ تعصب کی  
 گھنٹی گھٹا تمام قوم پر بھائی ہوئی ہے۔ رسم و رواج کی بڑی ایک ایکے بانوں میں بڑی  
 جہالت اور تقلید سب کی گردن پر سوار ہے۔ امر جو قوم کو بہت کچھ فائدہ پہنچا سکتے  
 ہیں غافل اور بے پرواہ ہیں۔ علما جنکو قوم کی صلاح میں بہت بڑا دخل ہے  
 زمانہ کی ضرورتوں اور مصلحتوں سے ناواقف ہیں۔ ایسے وقت میں جس سے جو کچھ  
 بن آئے سو بہتر ہے ورنہ ہم سب ایک ہی ناؤ میں سوار ہیں اور ساری ناؤ کی سلامتی  
 میں ہماری سلامتی ہی ہر چند لوگ بہت کچھ لکھ چکے۔ اور لکھ رہے ہیں۔ مگر نظم جو  
 کہ انسان کو بالطبع مغرب ہے اور خاص کر عرب کا ترکہ اور مسلمانوں کا مونی  
 حصہ جو قوم کے بیدار کرنے کے لیے اب تک کسی نے نہیں لکھی اگرچہ ظاہر ہے کہ  
 اور تدبیریں سو کیا ہو جو اس تدبیر سے ہو گا۔ مگر ایسی تنگ حلقوں میں انسان کے  
 دل پر ہمیشہ دو طرح کے خیال گزرتے رہے ہیں۔ ایک یہ کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے  
 دوسرے یہ کہ ہم کو کچھ کرنا چاہیے پہلے خیال کا نتیجہ ہمیشہ یہ ہوا کہ کچھ نہ ہوا  
 اور دوسرے خیال سے دنیا میں بڑے بڑے عجائبات ظاہر ہوئے

در فیض ست نشین کشایشن امید نجا      برنگ ناز از ہر قفل میر وید کلید اینجا  
 وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَطَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ هَزْبُ  
 اس حکم کی بجا آوری مشکل تھی اور اس خدمت کا بوجھ اٹھانا دشوار تھا مگر ناصح کی  
 جاو و بھری تقریر جی میں گھر کر گئی۔ دل ہی سے نکلی تھی دل ہی میں جا کر ٹھہری  
 برسوں کی کجی ہوئی طبیعت میں ایک ولولہ پیدا ہوا اور باسی کڑھی میں  
 ایک اُبال آیا آنسو درہ دل اور بوسیدہ دماغ جو امراض کے متواتر حملوں سے  
 کسی کام کے نہ رہے تھے اُن ہی سے کام لینا شروع کیا اور ایک مسدس کی بنیاد  
 ڈالی۔ دنیا کے مکروہات سے فرصت بہت کم ملی اور بیماریوں کو ہجوم سے اطمینان  
 کبھی نصیب نہ ہوا۔ مگر ہر حال میں یہ دھن لگی رہی۔ بارے احمد اللہ کہبت سی  
 وقتوں کے بعد ایک ٹوٹی پھوٹی نظم اس عاجز بندہ کی بساط کے موافق طیار  
 ہو گئی اور ناصح مشفق سے شرمندہ نہونا پڑا۔ صرف ایک ایک کھسار پر پورا دور دور آ  
 طح کی گئی ہے ورنہ منزل کا نشان نہ اب تک ملا ہو نہ آئندہ ملنے کی توقع ہو۔

خبرم نیست کہ منزل کہ مقصود کجاست      این قدر ہست کہ بانگِ جر سے می آید  
 اس مسدس کے آغاز میں پانچ سات بند تمہید کے لکھ کر اول عرب کی اس  
 اتر حالت کا خاکہ کھینچا ہے جو ظہور اسلام سے پہلے تھی اور جس کا نام اسلام کی  
 زبان میں جاہلیت رکھا گیا۔ پھر کوکب اسلام کا طلوع ہونا اور نبی اُمی کی تعلیم  
 اُس کیستان کا دفعہ سبز و شاداب ہو جانا اور اس برکت کا اُمت کی کھیتی کو

لے اور وہ ایسا خدا ہے کہ جب لوگ ناامید ہو جاتے ہیں تو وہ مینہ برساتا ہے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے



رحلت کو وقت ہر ابھر اچھوڑ جانا اور مسلمانوں کا دینی و دنیوی ترقیات میں تمام عالم کو  
سبقت لیجانا بیان کیا ہے۔ اسکے بعد انکو تنزل کا حال لکھا ہے اور قوم کے لیے  
اپنے بے ہنر ہاتھوں سے ایک آئینہ خانہ بنایا ہے۔ حسین آکر وہ اپنی خط و خال کھینچ سکتے اور  
سمجھ سکتے ہیں کہ ہم کون تھے اور کیا ہو گئے۔ اگرچہ اس جانکاہ نظم میں (جسکی  
دشواریاں لکھنے والے ہی کا دل و درماغ خوب جانتا ہے) بیان کا حق نہ سمجھتے اور  
ہوا ہے نہ ہو سکتا تھا مگر شکر ہے کہ حسب قدر ہو گیا اتنی بھی امید نہ تھی ہمارے ملک کو اہل مذاق  
ظاہر اس کھی پھکی سیدھی سادھی نظم کو پسند نہ کریں گے کیونکہ اس میں باریخی و قہات  
ہیں یا چند آیتوں اور حدیثوں کا ترجمہ ہے۔ یا جو آجکل قوم کی حالت ہو اسکا صحیح صحیح  
نقشہ کھینچا گیا ہے۔ نہ کہیں بازو کھیا لی ہے۔ نہ رنگین بیا بی ہے۔ نہ مبالغہ کی چاٹ ہے  
نہ تکلف کی چاشنی ہے۔ غرض کوئی بات ایسی نہیں ہے جس سے اہل وطن کے  
کان مانوس اور مذاق آشنا ہوں اور کوئی کرشمہ ایسا نہیں ہے کہ لَا عَيْنٌ  
رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبٍ بِشَدِّ گویا اہل دہلی و لکھنؤ کی  
دعوت میں ایک ایسا دسترخوان چٹا گیا ہے حسین ابالی کھڑی اور بے مرج سالن کے  
سوا کچھ بھی نہیں مگر اس نظم کی ترتیب مزے لینے اور واہ واہ سننے کے لیے  
نہیں کی گئی ہے۔ بلکہ عزیزوں اور دوستوں کو غیرت اور شرم دلانے کے لیے  
کی گئی ہے اگر دیکھیں اور پڑھیں تو اسکا احسان ہے ورنہ کچھ شکایت نہیں۔  
حافظ و ظیفہ تو دعا گفتن سے پس در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ  
كَلِمَتَانِ غَرِيبَتَانِ فَاحْتَمِلُوهُمَا

دو باتیں نادر ہیں اُنھیں گوارا کرو

كَلِمَةٌ حَكِيمَةٍ مِّنْ سَفِيهِ فَاَقْبِلُوهَا + وَكَلِمَةٌ سَفِيهَةٌ مِّنْ حَكِيمٍ فَانْفِرُوهَا  
دُشمنی کی بات جو نادان کے اُسے قبول کر دو اور نادانی کی بات جو داناکے اُسے بخش دو

## رباعی

بستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے سلام کا اگر کر نہ ابھرنا دیکھے  
مانہ نہ کبھی کہ مدہر ہر جزیرے کے بعد دریا کا ہمارے جو اترنا دیکھے

## مسدس

کسی نے یہ بقراط سے جا کے پوچھا مرض تیرے نزدیک مہلک ہیں کیا کیا  
کہاؤ کھجمان میں نہیں کوئی ایسا کہ جسکی دوا حق نے کی ہو نہ پیدا  
مگر وہ مرض جسکو آسان سمجھیں کہ جو طبیب اسکو بذیان سمجھیں  
سبب یا علامت گراؤنگو سمجھائیں تو تشخیص میں سونکالیں خطائیں  
دوا اور پرہیز سے جی چسپرائیں یوں ہی رفتہ رفتہ مرض کو بڑھائیں  
طبیبوں ہرگز نہ مانوس ہوں نہ یہاں تک کہ جینے سے مایوس ہوں نہ

۱۰ یہ شخص قدیم دار الخلافہ شام یعنی شہر حمص میں سکندرسے تقریباً سو برس پہلے گذرا ہی عربی زبان

میں طب کی کوئی کتاب بقراط کی کتابوں سے پہلے ترجمہ نہیں ہوئی ۱۲

۱۱ طب کی اصطلاح میں سبب وہ چیز ہے جس سے مرض پیدا ہو۔ اور علامت جس سے مرض پہچانا جائے ۱۲



یہی حال دنیا میں اُس قوم کا ہو  
 کنارہ ہے دور اور طوفانِ بایو  
 نہیں لیتے کروٹ مگر اہل کشتی  
 گھٹا سر پہ ادبِ بار کی چھار ہی ہے  
 نحوست پس و پیش منڈلا رہی ہو  
 کہ کل کون تھے آج کیا ہو گئے تم  
 پر اُس قوم غافل کی غفلت وہی ہے  
 ملے خاک میں پر رعوت وہی ہے  
 نہ افسوس نہیں اپنی ذلت پہ کچھ  
 بہائم کی اور انکی حالت ہو کیسیان  
 نہ دولت سے نفرت نہ عزت کا ارمان  
 لیا عقل دین سے نہ کچھ کام اٹھونے  
 وہ دین جسے اعدا کو اخوان بنایا  
 درندوں کو غنچہ اور دوران بنایا  
 وہ خطہ جو تھا ایک ٹھور کا گلہ

بھنور میں جہاز آکے جسکا گھرا ہے  
 گمان ہو یہ ہر دم کہ اب ڈوبتا ہے  
 بڑی سو تو ہین بخیر اہل کشتی  
 فلاکتِ سمان اپنا دکھلا رہی ہو  
 چپ وراست سی یہ صدا آرہی ہو  
 ابھی جاگتے تھے ابھی سو گئے تم  
 تنزل پہ اپنی قناعت وہی ہے  
 ہوئی صبح اور خوابِ راحت وہی ہے  
 نہ رشک و قوموں کی عزت پہ کچھ  
 کہ جس حال میں ہیں اسی میں ہیں شان  
 نہ دوزخ سے ترسانِ جنت کو خواہان  
 کیا دینِ برحق کو بدنام اٹھونے  
 وحوش اور بہائم کو انسان بنایا  
 گڈریوں کو عالمِ سلطان بنایا  
 گران کر دیا اُسکا عالم سے پلہ

۱۵ ہدیا کہ قرآن مجید میں وارد ہے "کُنْتُمْ اَعْدَاءُ فَالْتَفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ  
 فَاصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ اِخْوَانًا" یعنی تم دشمن تھے سو خدا نے تمہارے دلوں میں  
 الفت پیدا کی اور ہو گئے تم اُسکے فضل سے بھائی بھائی ۱۲

سلمان بنی ہو جو وہ حالت

جہان سے الگ اک جزیرہ نما تھا  
نہ کشورستان تھا نہ کشوکشا تھا  
ترقی کا تھا وان قدم تک آیا

کہ قابل ہی پیدا ہون خود جس سے جوہر  
کنول جس سے کھلیا بینوں کے سر  
فقط آب باران پہ تھی زندگانی

لوہوں کی لپٹ باد صبر کے طوفان  
کھجور وں کے چھنڈ اور خار <sup>اندھی</sup> مغیلان  
عرب اور کل کائنات اسکی یہ تھی

نہ یونان کے علم و فن کی خبر تھی  
خدا کی زمین بن جتنی سب تھی  
تلے آسمان کو سیرا تھا سب کا

عرب جسکا چرچا ہے یہ کچھ وہ کیا تھا  
زمانے سے پیوند جسکا جدا تھا  
تمدن کا اسپر پڑا تھا نہ سایا

نہ آب و ہوا ایسی تھی روح پرور  
نہ کچھ ایسے سامان تھو وان میسر  
نہ سبزہ تھا صحرا میں پیدا نہ پانی

زمین سنگلاخ اور ہوا آتش افشان  
پھاڑ اور ٹیلے سَراب اور بیاہان  
نہ کھٹوں میں غلہ نہ جنگل میں کھیتی

نہ وان مصر کی روشنی جلوہ گر تھی  
وہی اپنی فطرت پہ طبع بشر تھی  
پھاڑ اور صحرا میں پڑا تھا سب کا

۱۱ جزیرہ نما جزائیر کی اصطلاح میں خشکی کا وہ قطعہ ہے جسکے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہو ۱۲

۱۳ عربی میں سویلریشن یعنی (تہذیب) کا ترجمہ تمدن کیا گیا۔ چنانچہ عرب کی سلطنت کو مدائن کہتے ہیں ۱۴

۱۵ یعنی عرب میں سبزہ باغ و آب جاری وغیرہ میں سے کوئی چیز ایسی نہ تھی جس سے دماغ انسان میں تازگی دل میں شگفتگی قوی میں طاقت پیدا ہو ۱۶

۱۷ مصر کی روشنی مصر کے علوم و فنون سے مراد ہے مصر کی ترقی ہند اور فارس کے سوا  
تمام دنیا سے مقدم مانی گئی ہے چنانچہ یونان بھی مصر ہی کے پر تو سے روشن ہوا تھا۔



کہیں آگ بجتی تھی وان بے محابا  
 بہت سے تھے تالیث پر دل سے شیدا  
 کہ شموں کا رہے تھا صید کوئی  
 وہ دنیا میں گھر سب سے پہلا خدا کا  
 ازل میں مشیت نے تھا جسکو کا  
 وہ تیرے تھا اک بت پر تو نکا گویا  
 قبیلے قبیلے کا بت اک جدا تھا  
 یہ عزے پہ وہ ناکہ پر خدا تھا  
 نہان ابر ظلمت میں تھا مہر انور  
 کہیں تھا کو اک پرستی کا چرچا  
 بتوں کا عمل سو بسو جا بجا تھا  
 طلسموں کی ہن کہ تھا قید کوئی  
 خلیل ایک معمار تھا جس بنا کا  
 کہ اس گھر سے اُبلے گا چشمہ ہدا کا  
 جہان نام حق کا نہ تھا کوئی جویا  
 کسی کا ہبل تھا کسی کا صفا تھا  
 اسی طرح گھر گھر نیا اک خدا تھا  
 اندھیرا تھا فاران کی چوٹیوں پہ

۱۱ صابین کا فرقہ ستارہ دنگو بوجا تھا اور آگ کی بھی تعظیم کرتا تھا۔ عیسائی تالیث کو قابل تھی عیسائی درویش جو  
 پہاڑوں اور جنگل میں رہتے تھے اور دنیا کی لذتیں ترک کر دیتے تھے وہ راہب کہلاتے تھے جو لوگ علم غیب کا دعویٰ کرتے تھے  
 اور زمانہ آئندہ کی خبریں دیکر لوگوں کو فریاد کرتے تھے وہ کاہن کہلاتے تھے۔ یسب فرقے جزیرہ نما عرب میں جمع تھے  
 ۱۲ اس گھر سے مراد خانہ کعبہ ہے جو کہ بنایا حضرت سلیمان یعنی بیت المقدس سے نو سو پچانوے برس پہلے  
 اور حضرت عیسیٰ کی ولادت سے دو ہزار برس پہلے تعمیر ہوا تھا ۱۳

۱۴ ہبل صفاء عزئی۔ ناکہ۔ چاروں بتوں کے نام ہیں ان کے سوالات اور منات اور آسمان وغیرہ اور بت  
 سے بت تھے اور ہر ایک بت کسی خاص قبیلے کے ساتھ مخصوص تھا ۱۵

۱۶ فاران سے مراد مکہ کا پہاڑ ہے اس شعر میں اس بشارت کی طرف اشارہ ہے جو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے مبعوث ہونے کی بابت حضرت موسیٰ نے تورات میں اور حقوق نبی نے اپنی کتاب میں دی ہے اس  
 بشارت کو اردو ترجمہ کے لفظ یہ ہیں خدا سینا سے نکلا ساعیر سے چمکا فاران کے پہاڑ سے ظاہر ہوا۔ اسکو وہ  
 ہاتھ میں شریعت روشن اور لشکر ملائکہ کے ساتھ آیا، کوہ سینا کو حضرت موسیٰ اور کوہ ساعیر کو حضرت عیسیٰ سے  
 اور کوہ فاران کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت دی ہے (توریت کتاب پنج باب ۲۰۳) وہ آئینا اللہ عزوجل اور دس  
 فاران کے پہاڑ سے آسمان کو جمال سے چھایا دیا اسکی ستائش سے زمین بھر گئی، کتاب حقوق باب ۳۰۳

چیلن اُنکر جتنے تھے سب حشیانہ  
 فساد و ن مین کٹتا تھا اُنکا زمانہ  
 وہ تھر قتل و غارت میں جا لاک ایسے  
 نہ ملتے تھے ہرگز جو اڑ بیٹھتے تھے  
 جو دوشخص آسپہن لڑ بیٹھتے تھے  
 بلند ایک ہوتا تھا گردان شرارا  
 وہ بگڑ اور تغلب کی باہم لڑائی  
 قبیلوں کی کر دی تھی جسے صفائی  
 نہ جھگڑا کوئی ملک دولت کا تھا وہ  
 اسی طرح اک اور خونریز پیدا  
 رہا ایک مدت تک آپس میں بر پا  
 سبب اسکا لکھا ہے یہاں صحتی نے

ہر اک ٹوٹ اور مار میں تھا یگانہ  
 نہ تھا کوئی دستاؤن کا تازیانہ  
 درندہ مہل جنگل میں بیباک حبسے  
 سلجھتے نہ تھے جب جھگڑ بیٹھتے تھے  
 تو صد ہا قبیلے بگڑ بیٹھتے تھے  
 تو اس سے بھڑک اٹھتا تھا ملک سارا  
 صدی میں آدمی انھوں نے گنوائی  
 تھی اک آگ ہر سو عرب میں لگائی  
 کر شہناک اُنکی جہالت کا تھا وہ  
 عرب میں لقب حرب و احس تھا جسکا  
 بہا خون کا ہر طرف جسمین دریا  
 لگھوڑ دور میں چنید کی تھی کسی نے

۱۱۔ یہ لڑائی جاہلیت کے اشعار میں حرب بسوس کے نام سے مذکور ہے۔ بنیاد اسکی یہ تھی کہ ایک شخص کا اونٹ  
 کھیت میں چلا گیا۔ کھیت والی عورت نے اُسے مارا۔ اونٹ والے نے عورت کی چھاتی کاٹ ڈالی پس لڑ پڑ  
 ۱۲۔ ۶۷۵ء سے ۶۷۸ء تک برابر لڑائی رہی۔ اول یہ لڑائی بنی بکرا اور بنی تغلب میں شروع ہوئی تھی مگر رفتہ رفتہ  
 تمام عرب کے قبیلے اس میں شریک ہو گئے اور ابتدا سے آخر تک ستر ہزار آدمی مارے گئے ۱۲  
 ۱۳۔ یہ لڑائی ۶۷۸ء سے ۶۸۰ء تک جاری رہی و احس ایک گھوڑا تھا۔ گھوڑہ وڑ میں وہ آگے  
 بڑھا جاتا تھا ایک شخص نے بڑھکر اُسے بدکا دیا۔ اتنی بات پر ایسارن پڑا کہ قبیلے کے قبیلے  
 اکٹ مرے اس لڑائی کا خاتمہ بالکل اسوقت ہوا جب بعض قبیلے اسلام لائے۔  
 ۱۴۔ اصمعی سے زمانہ جاہلیت کے اکثر قصے منقول ہیں ۱۴

کہیں تھا مویشی پرانے پہ جھگڑا  
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا  
یون ہی روز ہوتی تھی تکرار نہیں  
جو ہوتی تھی پیدا کسی گھر میں دختر  
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور  
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی  
جواؤ انکی دن رات کی دل لگی تھی  
تعیش تھا غفلت تھی دیوانگی تھی  
بہت سطح انکو گذری تھیں صدیان  
یکایک ہوئی غیرت حق کو حرکت  
ادا خاکِ بطحانے کی وہ ودیعت  
ہوئی پہلو سے آمنے سے ہویدا

کہیں پہلے گھوڑا بڑھانے پہ جھگڑا  
کہیں پانی پینے پلانے پہ جھگڑا  
یون ہی چلتی رہتی تھی تلوار نہیں  
تو خوفِ شہادت سے بے رحم مادر  
کہیں زندہ کار اُتی تھی اسکو جا کر  
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی  
شراب انکی گھٹی میں گویا پڑی تھی  
غرض ہر طرح انکی حالت بُری تھی  
کہ چھائی ہوئی نیکیوں پر تھیں بیان  
بڑھا جانبِ بوقبیش ابرِ رحمت  
چلے آتے تھے جسکی دیتے شہادت  
دعاے غلیل اور نویدِ مسیحا

۱۱۔ یہ ایک پہاڑ کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے جانبِ مشرق واقع ہے۔ مکہ اسکے نیچے غرب کی جانب آباد ہے ۱۲۔  
۱۳۔ بطحا ایک مقام ہے اور منی کے درمیان واقع ہے مگر بطحا کا اطلاق عموماً ارضِ مکہ پر کیا جاتا ہے اور  
لغت میں اس زمین کو کہتے ہیں جس میں سنگِ زبر کے کثرت سے ہوں ۱۴۔  
۱۵۔ آمنہ بنت وہب بن عبد مناف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ کا نام ہے ۱۶۔  
۱۷۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں اپنے دادا ابراہیم کی دعا اور بھائی عیسیٰ علیہ السلام  
کی بشارت ہوں۔ کیونکہ حضرت ابراہیم نے جیسا کہ سورہ بقرہ کے رکوع پندرہ میں مذکور ہے دعا کی تھی  
کہ اے الہی مکہ والوں میں ایک نبی ان ہی میں سے بعث کر اور حضرت عیسیٰ نے جیسا کہ سورہ صفت کے پہلے رکوع  
میں اور نخلِ بوخاری سولہویں باب میں ہر اپنی قوم کو بشارت دی تھی کہ میرے بعد ایک نبی آوے گا جس کا نام خاتمِ غلیط  
یعنی آخرِ موعود ہو گا ۱۸۔

ادوات شریف حضرت رحمتہ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہوئے محو عالم سے آتا رطلت  
 نہ چھٹکی مگر چاندنی ایک مدت  
 پہ چالیسویں سال لطفِ خدا سے  
 وہ نبیوں میں رحمت لقب با نیوالا  
 مصیبت میں غیر ذکی کام آئیوالا  
 فقیر و کاملجا ضعیف و نکاموئی  
 خطا کار سے درگزر کرنے والا  
 مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا  
 اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا  
 مسِ خام کو جس نے کُت دن بنایا  
 عرب جس پہ قرون ہی تھا جہل پھایا  
 رہا ڈرنے پر سے گو مومن بلا کا  
 بڑی کان میں دھات تھی اک نکمٹی  
 طبیعت میں جو اس کے جوہر تھے صلی  
 پہ تھا ثبت علمِ قضا و قدر میں  
 کھالے ہوا ماہِ برجِ سعادت  
 کہ تھا ابر میں ماہِ تابِ رسالت  
 کیا چاند نے کھیت غارِ حرا سے  
 مرادین غریبوں کی بر لانیوالا  
 وہ اپنے پرانے کا غم کھانیوالا  
 یتیموں کا والی غلاموں کا مولی  
 بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا  
 قبائل کو شیر و شکر کرنے والا  
 اور اک نسخہ کیمیا ساتھ لایا  
 کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا  
 پلٹ دی بس اک آن میں سکی کا یا  
 ادھر سے ادھر پھر گیا رُخ ہوا کا  
 نہ کچھ قدر تھی اور نہ قیمت تھی جسکی  
 ہوئے سب تھے مٹی میں ملکر وہ مٹی  
 کہ نبجائے گی وہ طلا اک نظر میں

۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

نبوتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۱۵ کوہِ حرا کہ مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلے پر واقع ہے اس میں ایک غار ہے جس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے  
 جا کر ذکر و فکر کیا کرتے تھے اسی غار کو غارِ حرا کہتے ہیں سب سے پہلے وحی اتی اسی غار میں نازل ہوئی تھی ۱۶  
 ۱۷ یہ اشارہ ہے طرفِ اس آیت پاک کے وَفَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ یعنی ہمتے تکونین بھیجی  
 (۱) محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ رحمت بھیجی ہے تمام عالم کے لیے ۱۸  
 ۱۹ یہ استعارہ ہے طرفِ کلامِ مجید و فرقانِ حمید کے ۲۰



کیا جانم نے نکھیت  
 و ساجد حرا  
 سے

ساجد حرا





وہ فخر عرب زریب محراب و منبر  
 گیا ایک دن حسب فرمانِ داود  
 یہ فرمایا سب کے ادا آلِ غالب  
 کہا سبے "قول آج تک کوئی تیرا  
 کہا" گر سمجھتے ہو تم مجھ کو ایسا  
 کہ فورج گران لپشت کوہِ صفا  
 کہا "تیری ہر بات کا یان یقین ہے  
 کہا" گر مری بات یہ دل نشین ہے  
 کہ سب قافلہ یان سے ہے جانیولا  
 وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صیوتِ ہادی  
 نئی اک لگن دل میں سب کے لگادی  
 پڑا ہر طرف غل یہ پیغامِ حق سے  
 سبق پھر شریعت کا اٹکو پڑھا یا  
 زمانے کے بگڑے ہوؤں کو بنایا  
 کھلے تھے نہ جواز اب تک جہان پر

تمام اہل مکہ کو ہمراہ لے کر  
 سودِ لشت اور چڑھ کے کوہِ صفا پر  
 سمجھتے ہو تم مجھ کو صادق کہ کاذب  
 کبھی ہمنے جھوٹا سنا اور نہ دیکھا  
 تو باور کرو گے اگر میں کمونکا  
 پڑی ہے کہ کوٹے ٹھین گھات باکر  
 کہ بچپن سے صادق ہو تو اور امین ہے  
 تو سن لو خلافتِ اس میں پہلا نہیں ہے  
 ڈرو اس سے جو وقت ہوا نیوالا  
 عرب کی زمین جسے ساری ہلادی  
 اک آواز میں سوئی بستی جگادی  
 کہ گونج اٹھے شیت و جل نامِ حق سے  
 حقیقت کا گر اٹکو اک اک بتا یا  
 بہت دن کے سوتے ہوؤں کو جگایا  
 وہ دکھلا دیے ایک پردہ اٹھا کر

لے صفا اور مردہ مکہ میں دو بہاڑیاں بن چکے۔ حج میں حاجیوں کو سات بار پے در پے دوڑا حکم ہے حضرت اسماعیل علیہ السلام  
 ماجدہ اجد پر جب یہاں تخت حالت گذری تھی تو وہ قلع اور اضطراب میں اس مقام پر گزشتہ و پریشان دوڑتی پھرتی تھیں  
 اسی بنا پر مسلمانوں کو یہاں دوڑنے کا حکم ملوا ہوا ۱۲  
 ۱۳ قریش کے اکثر قبائل خصوصاً بنی ہاشم اور بنی امیہ غالب کی اولاد ہیں۔ غالب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
 دادا کا نام ہے جو کہ عدنان سے گیارہ پشت کے ہیں ۱۴  
 ۱۵ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سبب ان کی نیکی سیائی دیانت و غیرہ کے ابتداء ہی سے امین کا لقب مل  
 ہو گیا تھا اور آپ کو بعثت سے پہلے سب لوگ محمد امین کہہ کر پکارتے تھے ۱۶

رسالت کی پہلی تبلیغ

سیدس حالی

ضلال اہل عالم

توحید کی توفیق

کسی کو ازل کا نہ تھا یا دہمستان

زمانہ میں تھا دور صبا بے بطلان  
بہارِ شہزادہ سحر

اچھوتا تھا توحید کا جام اب تک

نہ واقف تھے انسان قضا اور جزا سے

لگائی تھی اک اک نے کو ماسوا سے

یہ سنتے ہی تھر اگیں اکھسار

کہ ہر ذات واحد عبادت کے لائق

اُسی کے ہیں فرمان اطاعت کو لائق

لگاؤ تو کو اُس سے اپنی لگاؤ

اُسی پر ہمیشہ بھروسہ کر دو تم

اُسی کے غضب سے ڈرو گر ڈرو تم

پہرے شریک نہ ہو اُسکی خدائی

بھلائے تھے بند و بن مالک کے فرمان

مے حق سے محرم نہ تھی بزیم دوران  
وقف

خیم معرفت کا تھا منہ خام اب تک

نہ آگاہ تھے مسد او منتہا سے

پڑے تھے بہت دور بندِ خدا سے

یہ راعی نے لکھا کہ حب بکار

زبان اور دل کی شہادت کے لائق

اُسی کی ہر سرکار خدمت کے لائق

جھکاؤ تو سر اُسکے آگے جھکاؤ

اُسی کے سدا عشق کا دم بھرو تم

اُسی کی طلب میں مروجہ مرو تم

نہیں اُسکے آگے کسی کو بڑائی

۱۔ یعنی بیان اُسکے جسکا اشارہ قرآن مجید کی اس آیت میں ہر اُسکے بِرَبِّکُمْ قَالُوا بَلٰی (ترجمہ)

کیا نہیں ہوں میں رب تمہارا تب (اردو احون) نے کہا بیشک تو ہی ہے (رب ہمارا) ۱۲

۲۔ اچھوتا اُسے کہتے ہیں جسکو کسی نے ہاتھ نہ لگایا ہو اور کسی نے استعمال نہ کیا ہو پس مقصود یہ

۳۔ کہ جس توحید کی اسلام نے تعلیم دی وہ ادیان سابقہ کے حصہ میں نہیں آتی تھی ۱۲

۴۔ یعنی کفار عرب قیامت کے آنکے تھے ۱۲

۵۔ اصطلاح صوفیہ میں ذات باری کے سوا جو کچھ ہر اسکو ماسوا کہتے ہیں اور اس میں طغرائے مشوق مجازی

۶۔ ترا لیا ہے ۱۲

۷۔ راعی بکر یاں چرانے والا۔ اس لفظ کا اطلاق انبیاء پر اکثر کیا گیا ہے۔

۸۔ تعلیم توحید جیسی نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ایسی کسی نبی سے نہیں بن پڑی ۱۲

خرد اور ادراک رنجور ہیں ان  
 جہاندار مغلوب و مقهور ہیں وان <sup>عقل ۱۲</sup>  
 نہ پرستش ہو رہبان و اجار کی وان <sup>بادشاہ ۱۳</sup>  
 نصاریٰ کے مانند دھوکا نہ کھانا  
 مری حد سے رتبہ نہ میرا بڑھانا  
 سب انسان ہیں ان حسب طرح فگندہ  
 بنانا نہ تربت کو میری صنم تم  
 نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم  
 مجھے دی ہر حق زبیں اتنی بزرگی  
 اس طرح دل لٹکا اک اک سے توڑا  
 کہیں ماسو کا علاقہ نہ چھوڑا  
 کبھی کے جو پھر تو تھو مالک سے بھاگو  
 مہم و مہراو نے سے مزدور ہیں وان  
 نبی اور صدیق مجبور ہیں وان  
 نہ پروا ہے برابر و اجار کی وان  
 کسی کو خدا کا نہ بیٹا بنانا  
 بڑھتا کر بہت تم نہ مجھ کو کھانا  
 اس طرح ہوں میں بھی اک اسکا بندہ  
 نہ کرنا مری قبر پر سر کو حسیں تم  
 کہ بجا رگی میں برابر ہیں ہم تم  
 کہ بندہ بھی ہوں اسکا اور ایلچی بھی  
 ہر اک قبلہ کج سے منہ اٹکا موڑا  
 خداوند سے رشتہ بند ذکا جوڑا  
 دیے مہر کا ان کی مالک کے آگے

۱۱ صدیق انبیاء پر سب سے پہلے ایمان لانے والا اور اپنی تمام زندگی راہِ استبادی سے بسر کرنے والا ۱۲

۱۳ رہبان عیسائیوں کے درویش ۱۴

۱۵ اجار عیسائیوں کے علمائے دین ۱۶

۱۷ حرار جو لوگ خدا کے سوا سب چیزوں سے آزاد اور بے تعلق ہیں ۱۸

۱۹ یعنی امتِ مسیحیہ کی طرح جو کہ آلودہیت کے درجہ تک نہ پہنچا دینا کیونکہ اس سر دین کے مخالفوں کو

طعن کا موقع ملتا ہے اور دین کی تحقیر ہوتی ہے پس انبیاء کی حد بڑھا دینا گویا ان کی رتبہ کو دنیا کی نظر میں بڑھا دینا ہے

۲۰ یا اشارہ ہے طرف اس آیت شریف کے ”قُلْ اِنَّهَا اَنْتَ اَبَشَرٌ مِّثْلُكُمْ نَبُوْحٰی اِلَیْهِ اَنْتُمْ

اَلْاَنْفُسُ اِلَیْهِ رَاجِعٌ“ یعنی تم کدو (اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ میں تو تمھارا مثل ایک بشر ہوں

میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تم سب کا معبود ایک ہی معبود ہے اکیلا (جس کا کوئی شریک نہیں) ۲۱

نشان گنج و دولت کا ہاتھ اگیا جب  
سمان اُنہی تو حید کا چھا گیا جب  
پڑھا کہ تمدن کو سب باب ہو  
دلانی انھیں کام کی حرص و رغبت  
ہوں فرزند و زن سہیں یا مال و دولت  
بھلائی میں جو وقت تم کو گزارا  
فراغت مشاغل کی کثرت سے پہلے  
اقامت مسافر کی رحلت سے پہلے  
جو کرنا ہو کر لو کہ تھوڑی ہو مہلت  
کہ تہن دور رحمت سے سب اہل دنیا  
ہے تعلیم کا یاسدا جنہیں چرچا  
اُن ہی پر تو ان جا کر رحمت خدائی

تیا اصل مقصود کا پاکیا جب  
غبت سے دل اُنکا گرما گیا جب  
سکھا کہ معیشت کی آداب اُنکو  
جہانی انھیں وقت کی قدر و قیمت  
کہا چھوڑ دینگے سب آخر رفاقت  
نہ چھوڑ گیا پر ساتھ ہرگز تمھارا  
غنیمت ہو صحت و عیالت سے پہلے  
جوانی بڑھا پے کی رحمت سے پہلے  
فقری سے پہلے غنیمت ہو دولت  
یہ کہہ کر گیا علم پر اُنکو شیدا  
مگر دھیان ہو جنکو ہر دم خدا کا  
اُن ہی کو لہریان ہو نصرت خدائی

نہ چھوڑ گیا پر ساتھ ہرگز تمھارا

۱۔ اشارہ ہر طرف اس حدیث کے بشیر اَلْبَيْتِ ثَلَاثَةٌ اَهْلُهُ وَعَلَمُهُ فَاعْرِضْ بَيْنَهُمَا نِشَانٌ وَبَيْنَهُمَا اَصْلٌ  
یَرْجِعُ اَهْلُهُ وَمَا لَهُ وَيَتَقَبَّلُ اَعْلَمُهُ اَوْ يَحْمِلُ لَكَ جَانِیْ مَرْدَةٍ كَيْ تَبْنِي بَيْنَهُمَا نِشَانٌ وَبَيْنَهُمَا اَصْلٌ  
سُودُ وَتَوْبِیْثٌ آتے ہیں اور ایک رہ جاتی ہے قرابتی لوگ اور مال تو بیٹ آکر ہیں اور اسکا علم اسکا ساتھ بجاتا ہے  
۲۔ یہاں اس حدیث کا ترجمہ ہوا عَلَيْنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابُكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتُكَ قَبْلَ سَقَمِكَ  
وَعِيَاكَ قَبْلَ قَهْوِكَ وَفَرَاغُكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَتَحْلُوَّتُكَ قَبْلَ مَوْتِكَ یعنی غنیمت جوانی پہلے ہریم اور جوانی پہلے  
پانچ چیزوں کے پہلے جوانی کو بڑھا پے کے پہلے۔ تن رشتی کو بیماری سے پہلے تو انگری کو محتاجی کے پہلے  
رحمت کو کام سے پہلے۔ ذہن کی کومت سے پہلے۔  
۳۔ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَكْنُوزَةٌ وَمَلْعُونٌ مَنْ لَّمْ يَخُذْهَا اِلَّا ذِكْرًا لِلّٰهِ وَ  
مَادًّا لِّلْآخِرَةِ اَوْ عَالَمٌ مِّنْ عِلْمٍ اَوْ كَاهٍ مِّنْ جَوَادِّ الدُّنْيَا اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے مگر اللہ کا  
ذکر اور اس قبیل سے ہو یا علم سکھانے والا اور علم سیکھنے والا ۱۲  
۴۔ تمدن بمعنی انتظام شعبہ ۱۲

سکھائی انھیں نفع انسان پر شفقت  
 کہ ہمسایہ سے رکھتے ہیں وہ محبت  
 وہ جو حق سے اپنی لیے جانتے ہیں  
 خدا از جسم کر تانہیں اس بشر پر  
 کسی کے گرفت گذر جائے سر پر  
 کر دہر بانی تم اہل زمین پر  
 ڈرایا تعصب سے انکو یہ کہہ کر  
 ہوا وہ ہماری جماعت سے باہر  
 نہیں حق سوچھ اس محبت کو برا  
 بچا یا بُرائی سے انکو یہ کہہ کر  
 تو شرع کا ہے ذات میں جنکی جوہر  
 کر دو کر اہل ورع کا جہان تم

کہا ہے یہ اسلامیت کی علامت  
 شب و روز پہنچاتے ہیں اسکو راحت  
 وہی ہر بشر کے لیے جانتے ہیں  
 تہو در د کی چوٹ جسکے جگر پر  
 پڑے غم کا سایہ نہ اس بے اثر پر  
 خدا ہر بان ہوگا عرش بہین پڑا  
 کہ زندہ رہا اور مرا جو اسی پر  
 وہ ساتھی ہمارا نہ ہم اس کے یاور  
 کہ جو تمکو اندھا کرے اور برا  
 کہ طاعت سے ترک معاصی ہی بہتر  
 نہونگے کبھی عابد ان کے برابر  
 نہ لو عابد و نکا کبھی نام و ان تم

۱۔ یہ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے اَحْسِنُ اِلَى جَارِكَ تَلْكَ مَوْمِنًا وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ لِحُبِّ نَفْسِكَ لَنْ  
 مُسْلِمًا نَبِيًّا كِرَاجِيْ هَسَايَہ كَسَايَہ تَوْبُوْكَ تَوْبُوْمِنٍ اور جَاہِ كَرُوْكَ وَاَسْطَ عِيَاثِيْ تَوَابِيْ لِيْہ ہوگا تو بجا مسلمان ۱۲  
 ۲۔ اَنْ وَكُوْهِيْوْنَ كَا تَرْجِيْہِ بَرَاوَلٍ لَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مَنْ لَا يَرْحَمُ النَّاسَ جُوْہِ كَرُوْمِنٍ بِرَحْمٍ نَبِيْہ كَرَا اللّٰهُ تَحَالِيْ  
 اُس پر رحم نہیں فرماتا دُوم اَمَّا جُوْہِ اَمِنٍ فِيْ كَلَا دُخِيْ يَرْحَمُكَ مَعْنٍ فِيْ السَّمَآءِ تَمَّ رَحْمٍ كَرَا اُس پر جو زمین میں ہے  
 تَمَّ رَحْمٍ كَرَا وہ جو آسمان میں ہے (یعنی اللہ تعالیٰ) ۱۲  
 ۳۔ اس حدیث کا ماحصل ہے۔ لَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ دَعَا اِلَى عَصِيَّةٍ وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ قَاتَلَ عَصِيَّةً  
 وَلَيْسَ مِنْكُمْ مَنْ قَاتَلَ عَصِيَّةً جُوْہِ كَرُوْمِنٍ اُسکی حمایت نہ فرماتا ہم میں سے نہیں ہے اور جو ناحق کی طرفداری  
 میں جنگ کرے اور اُسے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو ناحق کی حمایت میں تعصب بروردہ بھی ہم میں سے نہیں ہے ۱۲  
 ۴۔ اس حدیث کا ماحصل ہے کہ دُكُوْرَجَلٍ عِنْدَ رَسُوْلٍ اللّٰهِ بَعَاذَہ وَاَنْجَاہُ دُكُوْرَاخِرَہ بِرَعِيَّةٍ فَخَالَ  
 النَّبِيَّ لَا تَحْضُرُ اِلَّا بِالْوَعْدِ يَخْفَا لَوْ رَعِ دُكُرِيَا لِيَا اَيْكُ شَخْصٍ كَا رَسُوْلٍ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے ساتھ عبادت اور  
 بجماد و اور دوسرے کا ذکر کیا گیا ساتھ تقویٰ اور پارسائی کے پس فرمایا حضور نبی صلعم نے کہ تم برابر شمار کرو تقویٰ کو ۱۲

مردی

مح

تعصب

بہتر گاری

کہ بازو سے اپنے کروتم کمائی  
نہ کرنی پڑے تمکو درد و رگدائی  
تو چکو گے دانِ ماہِ کامل کی صورت  
کہ بہنِ تم میں جو اغنیا اور تو انگر  
ہنی نوع کے ہوں مدد گاہ و یاد  
اٹھاؤ نہون بیڈھر کام ہرگز  
زمانہ مبارک ملے جسکو ایسا  
نہو عیش میں جنکو اور ونکی پروا  
اقامت سی بہتر و اسوقتِ حلت  
بہرا انکے سینے کو صدق و صفا سے  
کیا سرخ و خلق سے اور خدا سے  
بس اک شوب میں کر دیا پا ل انکو

غریبون کو محنت کی رغبت دلائی  
خبر تاکہ لو اس سے اپنی پرائی  
طلب سے ہو دنیا کی گریبانِ نیت  
امیر دن کو تنبیہ کی اس طرح پر  
اگر اپنے طبقہ میں ہوں سب سے بہتر  
نکرتے ہوں پر مشورت کام ہرگز  
تو مژدوں آسودہ تر ہے وہ طبقہ  
یہ جب اہل دولت ہوں اثر دنیا  
نہیں اس نامانی میں کچھ خیر و برکت  
دیے پھر دال انکے مکر و ریا سے  
بچایا انھیں کذب سے افراسے  
بہا قول حق میں نہ کچھ باک انکو

اس حدیث کے الفاظ میں مَنْ طَلَبَ الدُّنْيَا حَلَا لَا اسْتَعْفَا عَنْ مُسْئَلَةٍ وَسَعِيَ عَلَى اَقْلَةٍ  
تَعَطَّفَا عَلَى حَاوِيَةٍ لَقِيَ اللَّهَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَوَجْهُهُ مِثْلُ قَمَرٍ لَيْلَةٍ الْبَدْرُ جَوْشَن طَال وَزِي  
طاش کرے سوال کر گئے اپنے اور اپنے گھر والوں کے گذارہ کے لیے اور مسایہ کے ساتھ سلوک کرنے کے لیے  
تو ایسا دنیا دار قیامت کے دن خدا سے سطح ملاقات کر گیا کہ اسکا چہرہ چودھویں رات کے ماند کی طرح چلتا ہوگا  
اس حدیث کا حاصل یہ ہے اِذَا كَانَ اُسْوَاءُكُمْ خِيَاؤُكُمْ وَاغْنِيَاؤُكُمْ سَيَاؤُكُمْ وَامُؤْمَرُكُمْ  
شَوْرُكُمْ يَسْتَكْمِلُكُمْ وَكَلَامُكُمْ يَكْمِلُكُمْ خَيْرُكُمْ مَنْ يَكْتُمُهَا وَاِذَا كَانَ اَمْرًا اَوْ كَرِهًا شَرُّكُمْ  
وَاَغْنِيَاؤُكُمْ يَكْمِلُكُمْ وَامُؤْمَرُكُمْ يَكْمِلُكُمْ اَللّٰهُمَّ فِطْنُ عَمَادٍ خَيْرٌ لَّكُمْ مِنْ كَلَامٍ مِنْ كَلَامِهَا  
جبکہ یہودین و مسلمانین کے بہتر تمھارے یہو اور تو انکر تم میں کے سخی اور اورات تمھاری مشورت سے پس  
پیٹھ زمین کی بہتر ہے تمھارے لیے اسکا پیٹ سے اور جبکہ روسا تمھاری دنیا بھر سے بدتر ہوں  
اور تو انکر تمھارے کچھ سدا اور تمھارے عورتوں پر محول ہوں پس پیٹ زمین کا بہتر ہے تمھارے لیے اسکی پیٹھ سے ۱۲



کہیں حفظ وصحت کو آئین سیکھائے  
مفاد انکو سوداگری کے سوچھائے  
نشان ہنوز اکال اک دکھایا  
ہوئی ایسی عادت یہ تعلیم غالب  
مناقب سے بد لے گئے سب مثالب  
اوصاف حمیدہ <sup>۱۱</sup> جسے راج رو کر چکے تھے وہ پتھر  
جب امت کو سب مل چکی حق کی نعمت  
رہی حق یہ باقی نہ بند و نیکی حجت  
تو اسلام کی وارث اک قوم چھوڑی  
سب اسلام کے حکم بردار بندے  
خدا اور نبی کے وفادار بندے  
رہ کفر و باطل سے بیزار سارے  
جہالت کی رہیں مٹا دینے والے  
سر حکام دین پر جھکا دینے والے  
ہر آفت میں سیتہ سپر کرنے والے

سفر کے کہیں شوق انکو دلائے  
اصول انکو فرماندہی کے بتائے  
بنی نوع کا انکو رہبر بنایا  
کہ باطل کے شیعہ اہو و حق کے طالب  
مہو و روح سے بہرور انکے قالب  
ہوا جا کے آخر کو قائم سرے پر  
اداکر چکی فرض اپنا رسالت  
نبی نے کیا خلق سے قصد رحلت  
کہ دنیا میں جسکی مثالیں ہیں ٹھوڑی  
سب سلامیوں کو مددگار بندے  
یتیموں کے راند و نیکی غمخوار بندے  
نشے میں مگر حق کو شر سارے  
کہانت کی بنیاد ڈھا دینے والے  
خدا کے لیے گھر لٹا دینے والے  
فقط ایک اللہ سے ڈرنے والے

۱۱ اس پیشین گوئی کی طرف اشارہ ہے جو انیل متی کے باب ۱۲ میں ہوا جسکو مسلمان بنی اسماعیل کے حق میں سمجھتے ہیں

۱۲ یعنی جب نبی کی تعلیم سے خدا نے اپنے بندوں کو دین حق سے مطلع کرا دیا اور کسی کو یہ کہنے کا

منصب نہ رہا کہ ہم پر خدا نے نبی نہ بھیجا ۱۲

میں

تربیت

میں

حالت قائم

میں

حالت

میں

اگر اخست لاف اُنھیں باہد کرتھا  
جھگڑتے تھے لیکن نہ جھگڑو نہیں شرتھا  
یہ تھی مٹی پہلی اس آزادی کی  
نہ کھانو نہیں تھی وان تکلف کی کلفت  
امیر اور لشکر کی تھی ایک صورت  
لگایا تھا مالی نے اک باغ ایسا  
خلیفہ تھے اُمت کے ایسے نگہبان  
سمجھتے تھے ذمی و مسلم کو یکساں  
کنیز اور بانو تھیں اسپہن الہی  
رہ حق میں تھی دوڑا اور بھاگ اُنکی  
بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ اُن کی  
جہان کرو یا نرم نرم ماگئے وہ

تو بالکل مدار اُسکا اخلاص برتھا  
خلاف ہستی سے خوش آئندہ تر تھا  
ہر احس ہونے کو تھا باغ گیتی  
نہ پوشش ہو مقصود تھی زیب زینت  
فقیرو غنی سب کی تھی ایک حالت  
نہ تھا جسمیں چھوٹا کوئی پودا  
ہو گلے کا جیسے نگہبان چو پان  
نہ تھا عبد و حرین تفاوت نمایان  
زمانہ میں جانی ہندین جو حبیبی  
فقط حق یہ تھی جس سے تھی لاگ اُنکی  
شرعت کے قبضے میں تھی باگ اُنکی  
جہان کر دیا گرم گرم ماگئے وہ

۱۱ یعنی جو آزادی آخر کو یورپ و امریکہ میں پھیلی اور جسے دنیا کے ایک بہت بڑے حصے کو سرسبز کر دیا  
اُسکی بنیاد اول خلافت راشدہ کے زمانہ میں پڑی تھی جیسا کہ مختصر طور پر اس مسدس میں بیان کیا گیا ہے ۱۲  
۱۳ خلیفہ وقت جس کا مکمل کھجور کے تنکوں سے سلاہوتا تھا وہ اذیتوں کی مالش اپنے ہاتھ سے کیا کرتا تھا  
شک کا نہ ہو پر کھکر لوگوں کے گھر و زمین پانی بھرتا تھا میدان جنگ سے آئے ہوئے غلوٹ  
ہر ایک کے مکان پر جا کر خود دے آتا تھا اور پھر اُنکے جواب شکر کو روانہ کرتا تھا ۱۴  
۱۵ ذمی اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو غیر مسلم ہوتے ہیں اور مسلمانوں کی امان میں رہتے ہیں ۱۶



کفایت جهان چاہیے وان کفایت  
 بجی اور تکی دشمنی اور محبت  
 جھکا حق تو جو جھک گئو اس سو وہ بھی  
 ترقی کا جدم خیال آنکو آیا  
 ہر اک قوم پر تھا تزل کا سایا  
 وہ مشین جو ہین آج گردو گئی تاری  
 نہ وہ دور دورہ تھا عبرانیوں کا  
 پر اگندہ دفتر تھا یونانیوں کا  
 جہاز اہل روم کا تھا ڈگمگاتا  
 سخاوت جہان چاہیے وان سخاوت  
 نہ بے وجہ الفت نہ بے وجہ نفرت  
 رکا حق تو جو رک گئو اس سو وہ بھی  
 اک اندھیر تھا رنج مسکون ہین جھایا  
 بلندی سے تھا جسٹے سب کو گرایا  
 دھند لگو مین بستی کو نہیان تھو سا  
 نہ یہ بخت و اقبال لفرانیوں کا  
 پریشان تھا شیرازہ ساسانیوں کا  
 چراغ اہل ایران کا تھا ٹمٹماتا

عام تاریخی کا زمانہ

۱۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نے کسی جنگ میں اپنے دشمن کو شکست دیا اور جب قتل کرنا چاہا تو اس نے  
 آپ کے چہرہ مبارک پر تھوکر دیا آپ فوراً اس کے سینہ سے اتر آئے دشمن نے متعجب ہو کر اپنے پھوڑ دیے  
 جانے کا سبب دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ مجھ کو تیرا قتل کرنا محض اللہ کے واسطے تھا تیرے تھوکنے پر مجھ کو  
 غصہ آگیا اور اب چونکہ نفس کی ثمرت ہو گئی ہے لہذا انفسانیت کے ساتھ مین نے قتل کرنا پسند نہ کیا  
 اس بیان پاک کا آپ کے دشمن پر ایسا اثر ہوا کہ وہ فوراً ایمان لا کر شرف باسلام ہو گیا ۱۲  
 ۲۔ کہہ کر زمین پر ایک جوتھائی خشتی اور تین جوتھائی بانی مانا جاتا ہو پس ایک جوتھائی خشتی کا نام بیج مسکون ۱۲  
 ۳۔ یعنی یورپ و امریکہ کی ترقی یافتہ قومیں نیلشن انگریزی مین قوم کو کہتے ہیں ۱۲  
 ۴۔ دھند رکا تاریکی اور روشنائی کے درمیان ایک تیسری حالت جسمین کوئی چیز اچھی طرح  
 محسوس نہوتی ہو مجازاً تاریکی کو بھی کہتے ہیں ۱۲  
 ۵۔ ساسان پسر دار کی اولاد مین جو بادشاہ ہوئے ہیں وہ ساسانی کہلاتے ہیں ۱۲  
 ۶۔ روم اٹلی کا بڑا مشہور شہر ہے جو کہ دریائے ٹامبر کے بائیں منارہ بحیرہ شام سے سو ایل کے  
 فاصلے پر واقع ہے۔ رومیوں کی شاہنشاہی کے عہد مین ہی شہر دار السلطنت تھا۔ جہاز کو روم کا  
 ساتھ اور چراغ کو عبد اللہ یعنی قدامی اہل فارس کے ساتھ جو مناسب ہے ظاہر ہے ۱۲

ادھر سہدین ہر طرف تھا اندھیرا  
ادھر تھا عجم کو جہالت نے گھیرا  
نہ بھگوان کا دھیان تھا لیا نہیں  
ہوا ہر طرف موج زن تھی بلا کی  
عقوبت کی حد تھی نہ پرستش خطا کی  
زمین پر تھا ابرہہ ستم کا ڈر پڑا  
وہ قومین جو ہیں آج غمخوار انسان  
جہان عدل کے آج جاری ہیں فرمان  
بنے آج جو گلہ بان ہیں ہمارے  
ہنر کا جہان گرم بازار ہے اب  
جہان ابر رحمت گھر بار ہے اب  
تمکون کا پیدائہ تھا وان نشا تیک  
انعام شہر

کہ تھا گلیان کن کا لدا یان سے ڈیرا  
کہ دل سب کے کیش و کنش سے تھا بھیرا  
نیزدان پرستی تھی نیزدانیوں میں  
گلگون پر پھری چل رہی تھی جفا کی  
پڑی لٹ رہی تھی ودیعت خدا کی  
تباہی میں تھا نوع انسان کا بڑا  
دزد و زکی اور انکی طینت تھی کیسان  
بہت دور پہنچا تھا وان ظلم و ظغیان  
وہ تھی بھیرے آدمی خوار سارے  
جہان عقل و دانش کا بہوار ہے اب  
جہان ہیں برستا لگا تا ہے اب  
سمند کی آبی نہ تھی موج وان تک

۱۱ عجم لفظ عربی جو عربی زبان کے سوا ہر زمین کو عجم کہتے ہیں مگر اطلاق اسکا ایران و توران تک ہے ۱۲  
۱۳ یزدانی جو مراد پارسی ہیں جو ایک خیر کا اور دوسرا شر کا خالق مانتے ہیں پہلے کو یزدان اور دوسرے کو ابہرمن کہتے ہیں  
۱۴ زمانہ وسطیٰ میں جو کہ حضرت عیسیٰ سے نیکر شہہ مسیحی تک رہا تقریباً آٹھ سو برس سے تمام یورپ میں  
تاریکی اور اندھیرا چھایا رہا ظلم اور بدظلمیان جل اور ضلالت اور بے دینائی وغیرہ تمام قوموں پر غالب  
تھی یہی حال ایشیا اور افریقہ میں تھا اسوقت اسلام کی بدولت صرف عرب نے پرانی دنیا کے ہر ایک کھونٹ  
میں روشنی پھیلانی تھی ۱۵  
۱۶ ہیں ایک سوئے کا سکے تھا جو کسی زمانہ میں دکن میں جاری تھا اور محاورہ میں ہیں برسے سے  
دولت کی کمزرت و افراط مراد ہوتی ہے یہاں دولت غلم مقصود ہے ۱۷

نہ رستہ ترقی کا کوئی کھلا تھا  
وہ صحرائیں قطع کرنا پڑا تھا  
جون ہی گان میں حق کی آواز آئی  
گھٹا اک پہاڑوں سے بچا گئے اٹھی  
کڑک اور دمک دور دور اسکی پہونچی  
بہر اس سے محروم آبی نہ خاکی  
کیا امتیوں نے جہان میں اُجالا  
بتوں کو عرب اور عجم کا لا  
زمانہ میں پھیلائی توحید مطلق  
ہوا غافلہ نیکیوں کا بدون مین  
ہوئی آتش افسردہ آتشکدوں میں  
ہوا کعبہ آبا و سب گھر اُجر کر  
لیے علم و فن اُن سے نصرا نیوں نے  
ادب اُن سے سیکھا صفا ہانیوں نے  
ہر اک دل سورشتم جہالت کا توڑا<sup>اہل اصفہان ۱۲</sup>

نہ زینہ بلندی پہ کوئی لگا تھا  
جہان نقش پاتھا نہ شور و آوازا تھا  
لگا کرنے خود اُکھلا دل رہنمائی  
پڑی چار سو یک بیک دھوم جسکی  
جو ٹیکس پہ گرجی تو گنگا پہ برسی  
ہری ہو گئی ساری کھیتی خدائی  
ہوا جس سے اسلام کا بول بالا  
ہر اک دُوبتی ناؤ کو جاسنبھالا  
لگی آنی گھر گھر سے آواز حق حق  
پڑی کھلبلی کفر کی سرحدوں میں  
لگی خاک سی اُڑنے سب معبودوں میں  
جھے ایک جاساری دنگل بچھڑ کر<sup>۱۲</sup>  
کیا کسب اخلاق روحانیوں نے  
کہا بڑھ کے لبیک یزدانیوں نے  
کوئی گھر نہ دنیا میں تارک چھوڑا<sup>حجرتی ۱۲</sup>

سلمانوں کی ترقیات

پیش قدمی

پیش قدمی

۱۱۔ ازل سے یعنی اسپین میں ٹیکس پڑی کوئی مذہبی نہیں ہے اسکا طول تخمیناً ساڑھے چار سو میل ہے ہر ارگون کی حدود سے  
اٹکی ہوا دربین میں سمندر سے جا کر ملی ہے مطلب یہ کہ اسلام اسپین سے ہندوستان تک پھیل گیا ۱۲  
۱۲۔ امی ان بڑھ کو کہتی ہیں عرب میں چونکہ قدیم سے تعلیم و علم کا رواج نہ تھا اس واسطے وہاں کی باشندہ و ملکوا امی کہا گیا ہے  
۱۳۔ اردو حالی وہ لوگ جو اپنے مذہب کی بنا صرف روحانی تعلیم پر منحصر کرتے ہیں جیسے عیسائی ۱۴  
۱۴۔ لبیک ایک کلمہ ہے جسکو حاجی لوگ مقام عرفات میں بار بار کہتے ہیں اسکے معنی یہ ہیں کہ میں حاضر ہوں ۱۵

فلاطون کو پھر زندہ کر کے دکھا یا  
مرہ علم و حکمت کا سب کو چکھا یا  
جگایا زمانے کو خواب گراں سے  
ہر اک گھاٹ سہو آئے سیراب ہو کر  
گرہ میں لیا باندھ حکم مہیہ  
جہاں پاؤ پنا اُسے مال سمجھو

ہر اک کام میں سب بالا ہوئے وہ  
شیاحت میں مشہور دنیا ہوئے وہ  
ہر اک قوم کو امنی سیکھی تجارت  
مہیا کیے سب کی راحت کو سامان  
انہیں کر دیا رشک صحن گلستان  
یہ سب پوداں ہی کی لگائی ہوئی

ارسطو کے مرده فنون کو جلا یا  
ہر اک شہر و قریہ کو یونان بنایا  
گلاؤن ۱۲  
کیا برطرف پر دہ چشم جہاں سے  
ہر اک میکدو سے بھرا جا کے ساغر  
گرے مثل پروانہ ہر روشنی پر  
کہ حکمت کو اک گم شدہ لال سمجھو  
ہر اک علم کے فن کے جو یا ہوئے وہ  
فلاحت میں ہمیشہ یکتا ہوئے وہ  
ہر اک ملک میں انکی پھیلی عمارت  
کیا جا کے آباد ہر ملک ویران  
خطرناک تھو جو پہاڑ اور بیابان  
بہا راب جو دنیا میں آئی ہوئی ہے

۱۵ ارسطو یونان کے نہایت مشہور حکیموں میں سے ایک تھے۔ اسکندر اعظم کا استاد اور فلاطون کا شاگرد تھا۔  
حضرت عیسیٰ سے تین سو بائیس برس پہلے تریسٹھ برس کی عمر میں مرا ۱۲

۱۶ فلاطون (فلاطون) ایک تہنذدار الخلافہ یونان کا رہنے والا سقراط کا شاگرد نہایت مشہور حکیم  
اکیاسی برس کی عمر میں حضرت عیسیٰ سے تین سو اڑتالیس برس پہلے مرا ۱۲

۱۷ یعنی وہ ہر موقع سے علم و حکمت حاصل کرتے تھے ۱۲  
۱۸ اس حدیث کی طرف اشارہ ہے کہ الْحِكْمَةُ ضَالَّةٌ الْمُؤْمِنِ فَحَيْثُ وَجَدَهَا فَهُوَ  
أَحَقُّ بِهَا۔ حکمت مومن کی گم شدہ شے ہے پس جہاں کہیں وہ پاوے اسکو تو وہی سحق ہے اسکا ۱۲

یہ ہموار سڑکین یہ راہیں مصفا  
نشان جا بجائیں و فرسخ کے برپا  
اُن ہی کہیں نے چرچا اُتار دیا  
سدا اُنکو مرغوب سیر و سفر تھا  
کھنکالا ہوا اُنکا سب بحر و بر تھا  
وہ گنتے تھے کیساں وطن اور سفر کو  
دو طرفہ برابر درختوں کا سایا  
سیر رہ کنوین اور سرائین مہیا  
اسی قافلہ کے نشان ہیں سیاری  
ہر اک بڑا عظمین اُنکا گذر تھا  
جولنکامین دیرا کو ہر ہر مین گھر تھا  
گھر اپنا سمجھتے تھے ہر دشت و در کو

۱۷ شیر شاہ نے پانچ برس کی سلطنت میں ایک ٹرک بنوائی جو چار مہینے کو راستہ میں پھیلی ہوئی تھی اس  
ٹرک پر سات سات کوں کے فاصلے پر ایک بچہ سوار بنوائی کہ ٹرک جا بجائے اور مسجد میں بنوائیں ہر مسجد  
میں امام اور مؤذن مقرر کیے ہر سرائین مسلمان اور ہندو آدمی کو رکھ کر گھر سے نکل کر آرام ملے ٹرک کو دونوں  
طرف دخت لگوائی کوں کوں بھر چر ایک ایک منارہ بنوایا جس سے راستہ کا اندازہ ہو ۱۲  
۱۸ چار ہزار قدم کی مسافت یا چار ہزار گز کی اور گز چھ مٹھی یا چوبیس انگل کا ۱۲  
۱۹ تین میل کی مقدار ۱۲

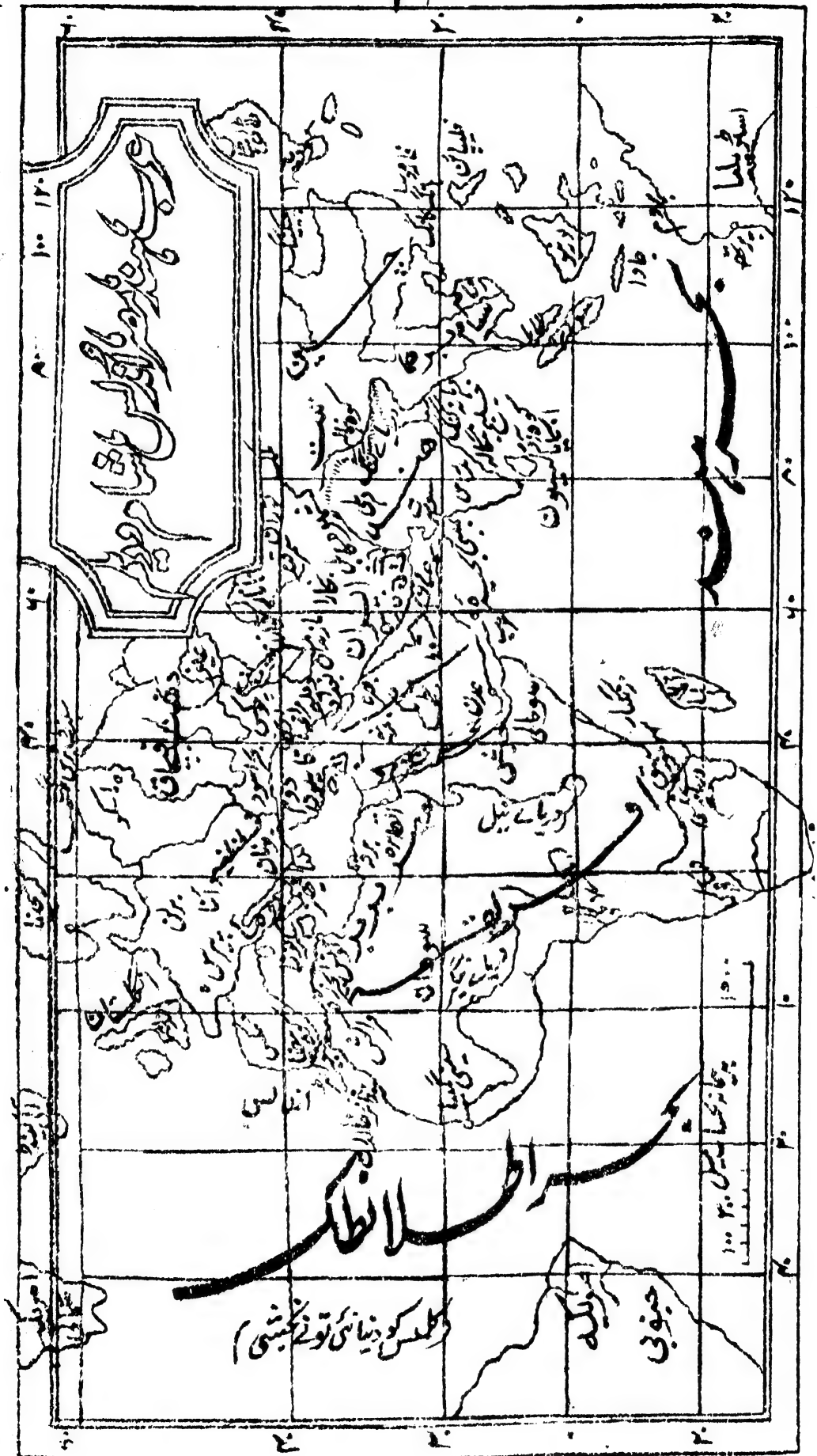
۲۰ کسی لکھے ہوئے کاغذ پر دس بار ایک کاغذ رکھ کر نیچے کا نقش اوپر اٹھانے کو چربا تارنا کہتے  
ہیں اور مجازاً ہر اس نقل کو جو اصل کے بالکل مطابق ہو ۱۲

۲۱ یعنی جتنے بڑے عظم اس وقت تک انسان کو معلوم تھے ایشیا تو رب آفریقہ سب میں عرب کا گذر تھا ۱۲  
۲۲ آفریقہ میں جو ایک صحرائیں ہزار میل لمبا ہے اُسکے شمالی ملک کو بربر کہتے ہیں مطلب یہ کہ جنگ  
ڈیرہ یعنی خیمہ جو سفر کی علامت ہے لنکامین تھا اُنکا گھر بربر میں تھا یعنی اتنی دور جا کر بود و باش  
اختیار کرتے تھے چنانچہ لنکامین اب تک عربی نسلیں موجود ہیں ۱۲

جہان کو ہر یاد اُنکی زقار اب تک  
 نکلا یا مین ہین اُنکے آثار اب تک  
 ہمالہ کو ہین واقعات اُنکی ازبر  
 نہیں اس طبع پر کوئی بر اعظم  
 عرب ہند مصر اندلس شام و عظیم  
 سر کوہ آدم سے تا کوہ بیضا  
 وہ سنگین محل اور وہ اُنکی صفائی  
 وہ مرقد کہ گنبد تھے جنکے طمائی  
 زمانے کو اُنکی برکت اٹھالی  
 کہ نقش قدم ہین نمودار اب تک  
 اُنھیں دور ہا ہر ملکبار اب تک  
 نشان اُنکی باقی ہین جبر الطرب  
 نہون جسمین اُنکی عمارات محکم  
 بناؤن سے اُنکی معمور عالم  
 جہان جاؤگر کھوج پاؤگے اُنکا  
 جی جنکے کھنڈرون پہ آج کائی  
 وہ معبد جہان جلوہ گر تھی خدائی  
 نہیں کوئی ویرانہ پر اُنسے خالی

اتحاد اسلام

۱۱ ملایا مجمع الجزائر یعنی مشرقی ہند میں ایک جزیرہ نما ہے ۱۲  
 ۱۳ ملیبار ہندوستان کے جنوب کی طرف اور بحر ہند کے مغربی ساحل پر واقع ہے ۱۴  
 ۱۵ ہمالہ کوہ ہمالیہ کا نام ہے جو سارے ہندوستان کی شمالی حد یعنی دیوار ہے ۱۶  
 ۱۷ جبر الطرب کو عرب جبل طارق اور جبل الفتح بھی کہتے ہیں۔ ابو عبد الرحمن بن موسیٰ نصیر نے  
 جب اپنے غلام طارق کو اندلس کی مہم پر بھیجا تو وہ اول اسی پہاڑ پر پہنچا تھا گویا یہ  
 پہاڑ فتح اندلس کا دروازہ تھا اسی لیے اسکے یہ دونوں نام رکھ گئے ۱۸  
 ۱۹ اس طبق کا اشارہ زمین کے نصف کرۂ علیا کی طرف ہے جسمین ہم موجود ہیں ۲۰  
 ۲۱ دیگر گیلان کے پاس ایک پہاڑی ملک بحیرہ کیسپین کے جنوب میں واقع ہے۔ پہلے یہ دونوں ملک  
 ایران کی حدود میں شامل تھے اب روس کے ماتحت ہیں ۲۲  
 ۲۳ انکامین جو سلسلہ پہاڑ دن کا ہر اُسین سب اپنی چوٹی قلعہ آدم یا کوہ آدم ہے ۲۴  
 ۲۵ کوہ بیضا اندلس میں ہے جسکو اہل یورپ داندلس مٹلا لیدیا کہتے ہیں چونکہ اسکی چوٹی برف سے  
 سفید رہتی تھی اسلئے عرب اسکو قلعہ بیضا کہتے تھے اور اسکا قدیم نام سٹرا ہے ۲۶





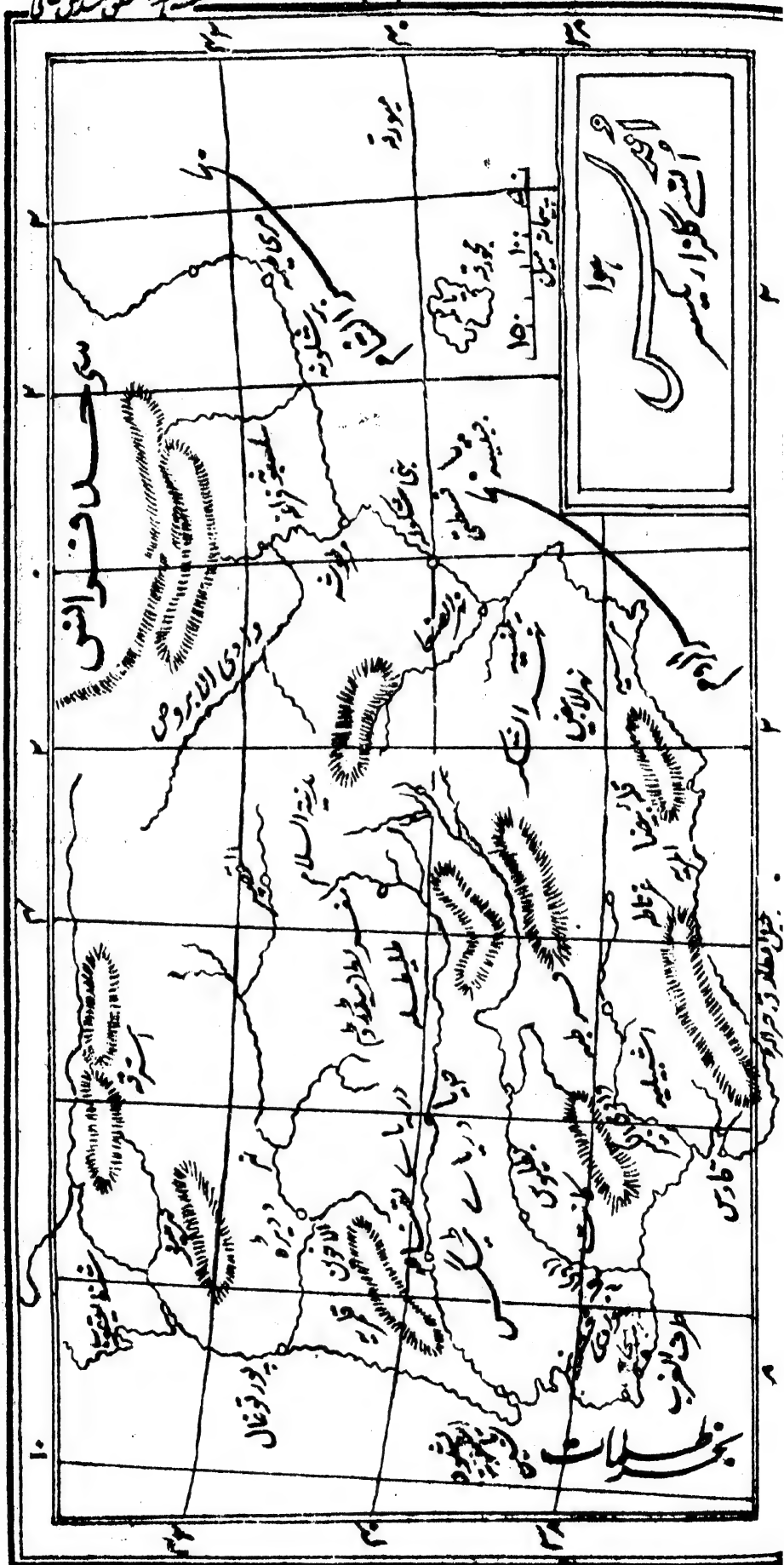
جہان انکے آثار باقی ہیں اکثر  
یہ ہر بیت حرا کی گویا زبان پر  
عرب کی ہونہیں اس زمین پر نشانی  
عیان ہر بلندی سے قدرت انکی  
ٹپکتی ہے قادس میں اب حسرت انکی  
شب روز ہے قرطبہ انکو روتا

ہوا اندلس اسے گلزار کیسر  
جو چاہے کوئی دیکھ لے آج جا کر  
کہ تھو آل عدنان سو میرے بانی  
ہویدا ہے غرناطہ سے شوکت انکی  
بطلیوس کو یاد ہے عظمت انکی  
نصیب انکا اشبیلیہ میں ہر سوتا

۱۲ یہ نام اسپین کا مسلمانوں نے رکھا تھا بیان سات شہر بس تک عیسائی قوم مسلمانوں کی محکوم رہی ۱۲  
۱۳ حمرانام ہر ایک عمارت کا شہر گرینڈ امین جسکو عرب غرناطہ کہتے تھے اہل اسلام کی اب تک بڑی یادگار ہے اہل  
خلفاء بنی امیہ سے دوسرے خلیفہ کے عہد میں طیار ہوئی تھی اور اٹھارہویں خلیفہ کے عہد میں مسلمانوں کو ہاتھ مل گیا  
۱۴ بنی امیہ جو کئی صدیوں تک اندلس میں فرمانروا رہے انکے جد اعلیٰ کا نام عدنان تھا پس بنی امیہ اور ان کے علم ثنی  
بنی ہاشم سب عدنان کی اولاد ہیں اسی لیے خلفاء اندلس کو جو کہ بنی امیہ تھے آل عدنان کہا گیا ہے ۱۲  
۱۵ غرناطہ (گرینڈا) اندلس میں نہایت خوش سواد اور خوش اسلوب شہر ہے۔ اندلس کا ایک صوبہ جس میں  
غرناطہ ہی اسی نام سے مشہور ہے ابو علی عمرو بن محمد سلو مینی امام نحو اسی صوبہ کا رہنے والا ہے ۱۲  
۱۶ بلنسیہ (ولنسیہ) اندلس کے شرقی حصے میں ایک نہایت عمدہ شہر ہے جسکا سواد باغوں اور نردن کا مال ہے ۱۲  
۱۷ بطلیوس (بڈنوز) قرطبہ کے شمال مغرب میں چھ دن کے فاصلے پر بہت بڑا شہر ہے اسپین میں مکمل ابن عمر  
افطش نے نہایت عالیشان عمارتیں بنوائی تھیں۔ ابن فلاس نے اس کی یاد میں بہت  
حسرتاں شعر لکھے ہیں ۱۲

۱۸ مقلوس جسکو انگریزی میں کیڈس بولتے ہیں اندلس میں ایک چھوٹا سا جزیرہ بارہ میل لمبا  
خلیج زقاق (بی آف کیڈس) کے متصل واقع ہے ۱۲  
۱۹ اشبیلیہ (سیویل) اندلس کی دار الخلافہ تھیں سے ہر اور قرطبہ سے چار دن کے فاصلے پر واقع ہے ۱۲  
۲۰ قرطبہ (کارڈوا) اندلس کا نہایت نامی اور بہت بڑا شہر ہے اسکی تفصیل پچھ کر ہے جس میں سیویل  
مسجدیں اور نو تنو حمام اور پچاس شفا خانے اور اسی مدرسے خلفاء بنی امیہ کے عہد میں تھے  
ناصر لہوی نے اسکے مغرب میں ایک شہر بالاے کوہ آباد کیا تھا جسکا نام زہرا تھا اور جسکا ذکر  
سید مخنی قرطبی نے اپنے مرثیہ میں کیا ہے ۱۲





کوئی قریب کے کھنڈر جا کے دیکھے مساجد کے محراب و درجا کے دیکھے  
 حجازی امیر دن کے گھر جا کے دیکھے وہ اُجڑا ہوا کمر و فرجا کے دیکھے  
 جلال کا کھنڈہ نہیں ہون چکیا کہ ہو خاک میں جیسے گندن دکتا  
 وہ بلدہ کہ فخر بلادِ جہان تھا تر و خشک پر جس کا سیکہ روان تھا  
 اگرچہ اجمین عباسیوں کا نشان تھا عراقِ عرب جس سے رشکِ جنان تھا  
 اڑا لیکسی بادِ پندار جسکو بہا لیکسی سسلی آتا جسکو  
 سسے گوشِ عبرت سے گر جا کے انسان تو دانِ ذرہ ذرہ یہ کرتا ہے اعلان  
 کہ تھا جن دنوں خیرِ اسلام تابان ہوایان کی تھی زندگی بخش دوران  
 پڑی خاکِ اتھڑ میں جانِ بہین سر ہوا زندہ پیغامِ یونانِ بہین سر

خلافت بغداد

۱۔ اس سے مراد بغداد ہے جو ۱۳۲ھ سے ۶۵۶ھ تک عباسیوں کا دار الخلافہ رہا ۱۲  
 ۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا عباسؓ کی اولاد جنگی خلافت بغداد میں مدت دراز تک رہی ۱۲  
 ۳۔ یہ شہر عراقِ عرب میں وجہ کے دو نون کناروں پر آباد ہو عربی کنارے کی آبادی کو کرخ کہتے ہیں اور شرقی  
 کو عسکر کہتے ہیں اور صافہ عراقِ عرب وہ ملک جو جس کے غرب میں زمین جزیرہ (بابین و جبلہ زات) اور شرق میں  
 بلاد کوستان یعنی عراقِ عجم ہوا اسکے مشہور شہر قاسمہ - کوفہ - بغداد - مدائن - ایل - نردان - واسطہ - بصرہ وغیرہ ہیں ۱۲  
 ۴۔ یعنی جسکو بادِ غور نے برباد کر دیا متصم باللہ جسیر خلافت بغداد کا خاتمہ ہوا اسکے غرور کا یہ حال تھا کہ نصر خلافت کے  
 استاذ پر ایک پیچہ منبر لہجہ لالہ سود کر پڑا ہوا تھا جسکو گمراہ اعیان سلطنت اندر جاتے وقت پوشہ تہمتے ہی غفلت و نپار کا  
 انجام یہ ہوا کہ تار یوں نے خلافت کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹا دیا دوسرے مصرعہ میں تل تا تا اسی سے مراد ہوا  
 ۵۔ یہ شہر قدیم یونانی دار الخلافہ ہے۔ یونان کے بڑے بڑے حکماء و متفکر اس شہر کے تھے ایسا وسطی عرب سکونیتہ الحکما کہتے ہیں ۱۲  
 ۶۔ خلفاء عباسیہ نے صرف یونان ہی کا نام زندہ نہیں کیا بلکہ انکو عہد میں رومی - فارسی - ہندوستان کی غیر  
 کے بشمار ترجمے عربی زبان میں ہوئے ابو جعفر منصور نے المپی بھیجا قیصر روم سے کتب حکمیہ کی نقلیں اور ترجمے کھانا  
 تحریر اقلیدس محبلی اور کلیدہ منہ کا ترجمہ کرایا رشیہ نے اکثر علوم کی بڑی بڑی کتابیں لکھوائیں مامون نے  
 جزیرہ قبرس (سیپرس) سے یونانی فلسفہ کی بہت سی کتابیں بہم پہنچائیں اور یورپ میں جہاں کتب بونکا  
 پتہ لگا وہاں سے طلب کیں ۱۲

وہ لقمان و سقراط کے درمکنون  
 ارسطو کی تعلیم سولن کے قانون  
 یہیں آ کے مہر سکوت انکی ٹٹی  
 یہ تھا علم پر دان توجہ کا عالم  
 کسی طرح پیاس انکی ہوتی نہ تھی کم  
 حرم خلافت میں اوٹونپہ لدر  
 وہ تار جوتھے شرق میں لمعہ افگن  
 نوشتوں پہن جھکے اب تک مرین  
 بڑا غلغلہ جھکا تھا کثورون میں  
 وہ اسرار بقراط و دس فلاطون  
 پڑے تھے کسی قبر کہنہ میں دفون  
 اسی باغ رعنا سے بو انکی سھوٹی  
 کہ ہو جیسے تجروح جو یاسے مرہم  
 بجھاتا تھا آگ انکی باران نہ شبنم  
 چلے آتھے مصر و یونان کے دفتر  
 پہ تھا انکی کرنون سے تا غرب روشن  
 کتب خانہ پیرس و روم و لندن  
 وہ تھے مین بغداد کے مقبرن مین

۱۱ لقمان ایذا می فصیح و بلیغ مشہور حکیم ہے جو حضرت عیسیٰ سے تقریباً چھ سو برس پہلے یونان میں ہوا۔ اسکی  
 کہانیاں جنگ و عرب شال لقمان کہتے ہیں۔ سیون زبانوں میں ترجمہ ہوئی ہیں۔ یورپ کے مورخ کہتے ہیں کہ  
 یہی کہانیاں مین جنھوں نے وحشیوں کو شالیتہ اور ظالمون کو رحم دل اور سرکشوں کو فرمانبردار بنایا،  
 آخر مقام ڈلفی مین اسپر لاند ہی کا الزام لگایا گیا اور ہمارے سے نیچے کر کر مارا گیا۔ ۱۲  
 ۱۳ سقراط اتھنز کا رہنے والا نہایت مشہور حکیم اور نوع انسان کا رہنما اور خیر خواہ تھا اسکے وعظ  
 اور نصیحت کی ساری یونان مین دھوم تھی۔ لوگوں نے اسکے اقوال نہایت سعی و کوشش سے جمع کیے  
 حضرت عیسیٰ سے چالیس سو برس پہلے اسکے زہر دیا گیا اور اسی مین وفات پائی ۱۲  
 ۱۴ سولن بھی اتھنز کا رہنے والا تھا اولائی کرکس یونان کے مشہور مقنن مین ۱۲  
 ۱۵ یہ اشارہ ان ہی کتابوں کی طرف ہے جہاں ذکر لفظ یونان کے حاشیے مین بیان ہو چکا ہے ۱۲  
 ۱۶ یورپ کے کتب خانوں میں مسلمانوں کی لکھی ہوئی مختلف علوم مین ایسی ایسی کتابیں موجود ہیں جنکی قدر کو  
 طور سے یورپ ہی کرتا ہے مین برس پہلے تو مسلمان انکے ناموں سے بھی بہت کم واقف ہونگے مگر خوشی کا  
 مقام ہے کہ اب انہیں کی اکثر کتابیں شہر لیڈن بیروت۔ قسطنطنیہ مصر وغیرہ سے چھپ کر شائع ہونے  
 لگی ہیں اور بعض بعض ہندوستان مین بھی آجاتی ہیں ۱۲

جنگ

وہ سنجار کا اور کوفے کا میدان  
 فرام ہوئے جسمیں مساجح دوران  
 کرہ کی مساخت کے پھیلانے سامان  
 ہوئی جزو سے قدر کل کی نمایان  
 زمانہ وہاں آج تک نوہ گرہ ہے  
 کہ عباسیوں کی سجادہ کدھر ہے  
 سمرقند سے اندلس تک سراسر  
 ان ہی کی رصد گاہیں تھیں جلوہ گستر  
 سوادِ مراغہ میں اور قاشیون پر  
 زمین سے صدا آرہی ہے برابر  
 کہ جنگی رصدیہ باقی نشان ہیں  
 وہ ہلایوں کے بیچ کمان ہیں  
 کتارہ شام ۱۲

۱۱ زمین جزیرہ (ماہین و جلد و ذرات) میں جو سر زمین دیکر مجہ کے نام سے مشہور ہے سنجار اسکا ایک  
 قدیم مشہور شہر ہے بیان ایک بہت بڑا کھنڈ دست میدان ہے جسکو عرب بر یہ کہتے ہیں ایک بار اس  
 میدان میں اور دوسری بار کوفے کے میدان میں مامون بن رشید کے حکم سے ہندس لوگ جمع ہوئے  
 اور کرہ ارض کو ایک درجہ دائرہ عظیمہ کی پیمائش کی اور محیط کرہ کو چوبیس ہزار اسیل شخص کیا ہوئی  
 ابن شاکر کے چاروں بیٹے۔ ابو جعفر۔ محمد۔ احمد حسین جنگی کتاب چیل بن ہوشی مشہور اس کا کام پوچھ کر گئے تھے ۱۲

۱۳ سمرقند اور اندلس کی رصد گاہوں کے کھنڈ رانگ موجود ہیں ۱۲

۱۴ رصد گاہ یعنی رصد کا مقام رصد ایک عمارت کا نام ہے جسکو ہاٹا یا کسی بلند جگہ پر بناتے ہیں اور اس  
 بیٹھکر ستارہ شناسی اوضاع و حالات کو اکب دیکھتے اور معلوم کرتے ہیں ۱۲

۱۵ مراغہ آذربائیجان میں مروان بن محمد کا آباد کیا ہوا شہر اس شہر کے باہر ایک بلندی پر  
 ہا کو خان (ہولا کو خان) نے اپنے عہد میں خواجہ نصیر الدین طوسی وغیرہ ایک رصد گاہ بنوائی تھی ۱۲

۱۶ قاسیون دمشق کے شمال میں ایک ہاٹا ہے مشہور ہے کہ قابیل نے ہابیل کو ہیسین  
 قتل کیا تھا مامون رشید نے شانئہ ہجری میں قاسیون اور بغداد میں خالید  
 عبد الملک وغیرہ سے رصد گاہیں بنوائی شہر دوع کی تھیں ۱۸

۱۷ میں جب وہ مر گیا تو وہ رصدین نام تمام چھوڑ دی گئیں پھر شرف الدولہ بن عضد الدولہ  
 نے بغداد میں دیکھ بن ستم کو ہی وغیرہ سے رصد بنوائی ۱۲

مونیخ میں جو آج تحقیق والے  
 جنھوں نے ذہن عالم کے دفتر کھنگالے  
 عرب ہی ذرا دل انکو جا کر ابھالے  
 اندھیرا تو آئینہ پر چھا رہا تھا  
 روایت کے سو ریح پہ ابر آ رہا تھا  
<sup>حدیث پر کھنا</sup> مسرہ چراغ اک عرب نے جلایا  
 اگر وہ ایک جو یا تھا علم نبی کا  
 نہ چھوڑا کوئی رخت کذب خفی کا  
 کیے حرج و تعدیل کو وضع قانون

تفصیل کے ہیں جنکے آئین نرالے  
 زمین جو کے طبق سرسبز حیاں <sup>قانون</sup> والے  
 عرب ہی سے وہ بھڑنے لگے ترازے  
 ستارہ روایت کا گنار ہا تھا  
 شہادت کا میدان دھندلا رہا تھا  
 ہر اک قافلہ کا نشان جس سے پایا  
 لگایا پتا جسے ہر مضمت سبیری کا  
 کیا قافیہ تنگ ہر مدعی کا  
 نہ چلنے دیا کوئی بل کا فسون

۱۔ یعنی اہل یورپ جو آج علم تاریخ میں تمام عالم پر فائق ہیں اور جنھوں نے علم سان اور علم حیولوجی اور مختلف  
 قوموں کی قدیمی مذہبی کتابوں سے زمانہ قدیم کے حالات استخراج کیے ہیں اس فن میں انکو اتوار کھوافت  
 انکے استاد عرب ہی تھے۔ افسوس کہ عرب کی تاریخی کتابیں مسلمانوں میں نہیں پائی جاتیں بلکہ محققان  
 جرمن فرانس اور روم کے کتب خانوں میں دفتر کے دفتر موجود ہیں۔ ابو راشد حاجی خلیفہ ابن بطوطہ۔ ابن العاصی  
 محرمی مسعودی۔ طبری۔ حمزہ۔ صفہانی وغیرہ غیر انہیں سوا ایک کتاب بھی ہم نے کہیں نہیں دیکھی مگر سب بے نفع  
 یورپ کے کتب خانوں میں جا بجا موجود ہیں۔

۲۔ ترازے بھڑنا گھوڑا دھرن وغیرہ کا جو کڑیاں بھڑنا یعنی دوڑنے میں جست کرنا مجازاً انکو فعال <sup>واحد</sup> <sup>میں</sup>  
 ۳۔ یعنی علم تاریخ جسے انگریزی میں ہسٹری کہتے ہیں  
 ۴۔ اس گروہ سے مراد محدثین اہل اسلام ہیں۔

۵۔ علمائے محدثین کی اصطلاح میں راوی کو عیظ ہر کو جو کج امد سے اعتراض نہ کرے کہ وہ قلیل کہتے ہیں

جواب

میں

اسی دھن میں آسان کیا ہر سفر کو  
 سنا خازنِ علم دینِ حسین بشر کو  
 پھر آپ مسکو پر کھا کسوٹی پر کھکر  
 کیا فاش راوی میں جو عیب پایا  
 مشائخ میں جو قبح نکلا جتایا  
 طلسمِ ورع ہر مقدس کا توڑا  
 رجال اور اسانید کے جوہن دفتر  
 نہ تھا اٹکا احسان یک اہل دین پر  
 بگڑی میں جو آج خالق ہیں سب سے

اسی شوق میں طو کیا بحر و بر کو  
 لیا اُس سے جا کر خبر اور اثر کو  
 دیا اور کو خود مزہ اُسکا چکھ کر  
 مناقب کو چھانا مثالب کو تار یا  
 امین میں جو دل رع دیکھا بتایا  
 نہ ملا کو چھوڑا نہ صوفی کو چھوڑا  
 گواہ اُنکی آزادی کے ہیں یکسر  
 وہ تھے اُسہن ہر قوم و ملت کے رہبر  
 بتائیں کہ لبرل برہن وہ کسے

۱۱ خبر اور اثر حدیث کی قسمیں ہیں ۱۲

۱۳ یعنی محدثین اسلام نے راویوں کے حالات کی تنقیح نہایت آزادی اور انصاف سے کی ہے مقدس یعنی  
 بزرگ لوگ جنکے بشری عیوب تقویٰ اور ورع کے پردے میں چھپے ہوئے تھے اُنکو خوب ظاہر کر دیا  
 تاکہ طالبانِ علم حدیث دھوکا نہ کھاویں اور اُنکی روایتوں کو خوب جانچ لیں ۱۲  
 ۱۴ رجال سے مراد علم رجال ہے جس میں عالمون اور حدیث کے راویوں کا حال نہایت صحت سے  
 لکھا گیا ہے اور اسانید حدیث کی وہ وہ کتابیں ہیں جنہیں ہر ایک حدیث مع اُسکے کل راویوں کے  
 نام بنام لکھی گئی ہو جیسے بخاری و مسلم وغیرہ ڈاکٹر اسپرنگر صاحب نے لکھا ہے ”علم رجال پر مسلمان  
 جتنا فخر کریں بجا ہے ایسی کوئی قوم گزری اور نہ اب ہو جس نے مسلمانوں کی طبع بارہ سو برس تک  
 علما کے حالات زندگی لکھے ہوں بلکہ تلخ لاکھ مشہور عالمون کا تذکرہ اُنکی کتابوں سے مل سکتا ہے“ ۱۳  
 ۱۵ برٹی انگریزی میں آزادی کو اور لبرل آزاد کو کہتے ہیں ۱۲

بلاغت کے رستے تھے سب با سپر وہ  
ادھر آتشیں پارسی تھی فسردہ  
گھلی کی گھلی رنگینی آنکھ سب کی  
سُنی بر محل اُنکی شیوہ بیانی  
وہ خطبوں کی مانند دریا روانی  
تو سمجھے کہ گویا ہم اتک تھر گونگے  
نہ ڈھب یاد تھا شرح شادی و غم کا  
خزانہ تھا مدفون زبان اور تسلیم کا  
زبان بھولدی سب کی نطق عربی  
ہوئی بہر و جس سے ہر قوم و ملت  
مُسلم تھی مغرب تک اُنکی صداقت  
مانگی ۱۱ عقلتہ ۱۲  
وہ مغرب میں عطار شکستہ تھا

فصاحت کو دفتر تھے سب کا و خوردہ  
ادھر روم کی شمع انشا تھی مردہ  
یہ کایک جو برق آگ جگی عرب کی  
عرب کی جو دیکھی وہ آتش زبانی  
وہ شہار کی دل میں ریشہ روانی  
وہ جادو کو جلا وہ فقر و فسوں کے  
سلیقہ کی کو نہ تھا مدح و ذم کا  
نہ اندازہ تلقین و عظم و حکم کا  
نواہنجیان اُنکے سیکھی ہیں سب نے  
زمانہ میں پہلی طب انکی بدولت  
نہ صرف ایک مشرق میں تھی اُنکی شہرت  
سُسلر نوین جو ایک نامی مطب تھا

۱۱ فصاحت و بلاغت عرب کا ذاتی جو ہر تھا۔ محکمہ جنگ میں اُنکی تقریر دن سے مبارزوں کے دل پر بھٹتی تھی اور مخالفوں کے جی چھوٹ جاتے تھے۔ ان ہی کی زبانیں تھیں جو لڑائیوں میں تیر و سنلن کا کام دیتی تھیں۔ جان ڈیون پورٹ نے لکھا ہے کہ ”عرب کے علم ادب نے روم اور یونان کے علم ادب میں از سر نو جان ڈالی تھی“ اور نیل ٹرانسلیشن کمیٹی کی پہلی تجویز میں اس بات کا اعتراف کیا گیا ہے کہ ”فن ادب اور خصوصاً قصص و حکایات میں کوئی عرب سے بڑھ کر نہیں ہوا اہل یورپ کے ہاں جو آج ایسیج کا دستور ہے، جو کہ عام جلسوں، قومی مجموعوں اور لڑائی وغیرہ کے موقعوں پر کی جاتی ہے وہ اندلس کے مسلمانوں سے اُنکے ہاں پہنچی ہے۔“

۱۲ سُلر نو نیپلس صوبہ اٹلی کا مشہور شہر ہے۔ وہاں مسلمانوں کا ایک نامی گرامی مدرسہ تھا جس میں علمی و عملی تعلیم ہوتی تھی اور تمام درجہ لوگ طب سیکھنے کو یہاں آتے تھے (از رسالہ کوئٹہ پوسٹ مہینہ مارچ ۱۹۰۷ء)



ابوبکر رازی - علی ابن عیسیٰ  
 حمید ابن اسحق قیس وانا  
 ان ہی کو ہین شرق میں سب نام  
 غرض فن ہین جو مایہ دین و دولت  
 طب اور کیمیا ہندسہ اور مہیست  
 لگاؤ گر کھوج انکا جا کر جہان تم  
 ہوا گو کہ پامال بستان عرب کا  
 ہر اگر گیا سب کو بار ان عرب کا  
 وہ قومین جو ہین آج ترج سب کی

حکیم گرامی حسین ابن سینا  
 ضیاء بن بيطار راس الاطبا  
 ان ہی سے ہوا پار مغرب کا کھیا  
 طبیبی آگہی ریاضی و حکمت  
 سیاحت تجارت عمارت فلاح  
 نشان انکو قد منکو پاؤگو دان تم  
 مگر اک جہان ہر غز بخوان عرب کا  
 سپید و سیم ہے احسان عرب کا  
 کنونڈی رنگی ہمیشہ عرب کی

۱۔ اسکی تصنیفات ۲۱۳ ضبط کی گئی ہیں جنہیں سے اکثر طب ہین ہیں۔ اول رکنین اور پھر نبذادین  
 مدون علاج کرتا رہا اور آخر میں اندھا ہو گیا۔ سن ۳۲۰ ہجری میں وفات پائی ۱۲  
 ۲۔ علی بن عیسیٰ کو حمیر زان سا بھلو بیڈ یا میں نہایت نامی اطبا سے اسلام میں شمار کیا ہے ۱۲  
 ۳۔ یعنی ابو علی شیخ الرئیس اسکا قانون صد ہا برس تک یورپ کے مدرسین پڑھا گیا ہے اسکی تصنیفات  
 مختلف علوم میں چالیس کو تیس شمار کی گئی ہیں جنہیں سے کتاب حاصل و محصول کی ۲۰ شفا کی ۱۰ قانون کی ۵  
 کتاب الانصاف کی ۲۰ لسان عرب کی ۱۰ جلدین نہایت ضخیم ہیں ۱۰ جلدین نہایت ضخیم ہیں ۱۰ جلدین نہایت ضخیم ہیں ۱۰ جلدین نہایت ضخیم ہیں  
 ۴۔ حمید عبادان کا رہو والا عیسائی مذہب بہت بڑا نامی طبیب ہے چونکہ اسنے خلفاء عباسیہ کے بیان نشوونما پائی تھی  
 اور متوکل کے عہد میں مشرتہ ترجمہ کا افسر تھا اور اسکا وطن بھی عراق عرب تھا اسلیے حکماء اسلام میں شمار کیا گیا ہے ۱۲  
 ۵۔ ضیاء الدین ابن بيطار اندلسی علم نباتات میں ہمیشہ دیکھتا تھا نباتات کی تحقیقات میں درودور سفر کیا اور یہ نفر  
 کے بیان میں اکثر کتابوں کا ماخذ اسکی تصنیفات میں ہے مصر کو تمام حکیم اسکو اپنا پیشوا جانتے تھے ہجری میں دمشق میں  
 ۶۔ پوریک نامی مورخ شل ڈور ڈگین۔ ہنری بومیس۔ ڈاکٹر ہیلی۔ سڈ کوفزاس لگنڈر رملیٹ  
 وغیرہ وغیرہ اس بات کے معترف ہیں کہ ہمارے فضل و کمال کا سرچشمہ عرب تھا ۱۲

رہے جب تک رکانِ اسلام برپا  
 رہا میل سے شہدِ صافی مصفا  
 نہ تھا کوئی اسلام کا مرویدان  
 یہ گدلا ہوا جب کہ چشمہ صفا کا  
 رہا سیر یہ باقی نہ سایا چما کا  
 کہ ”ہمنے بگاڑا نہیں کوئی اتیک  
 بُرے اُنہی وقت اُکڑنے لگے اب  
 بھر دُائیکے میلے بچھڑنے لگے اب  
 ہری کھیتیاں جل گئیں لہلہا کر  
 نہ ثروت رہی اُنکی قائم نہ عزت  
 ہو دُعا و فن اُنسواک ایک زحمت  
 رہا دین باقی نہ اسلام باقی  
 ملے کوئی ٹیلہ اگر ایسا اونچا  
 چڑھے اُسپہ پھراک خردمند وانا  
 تو قوموں میں فرق اسقدر پائیگا وہ  
 وہ دیکھیگا ہر سو ہزاروں چین وان  
 بہت اُفسے کمتر پہ سر سبز و خندان  
 نہیں لائی گوبرگ و بار اُنکو پوے

چلن اہل دین کا رہا سیدھا سادا  
 رہی کھوٹ سی سیم خالص مبرا  
 علم ایک تھانشہرت میں دریاں  
 گیا بھوٹ سررشتہ دین ہدا کا  
 تو پورا ہوا عہد تھا جو خدا کا  
 وہ گہرا نہیں اپنا میں جبتک  
 وہ دُنیا میں بسکرا اُجڑنے لگے اب  
 بنے تھے وہ جیسے گہڑنے لگے اب  
 گھاگھل گئی ساری عالم میں جھاکر  
 گئے چھوڑا تھا اُنکا قبائل و ولست  
 مٹیں خوبیاں ساری نوبت بنوبت  
 اک اسلام کا رہ گیا نام باقی  
 کہ آئی ہوا دان سے نظر ساری نیا  
 کہ قدرت کے میدان کا دیکھو تماشا  
 کہ عالم کو زیر و زبر پائیگا وہ  
 بہت تازہ تر صورت باغِ ضوان  
 بہت خشک اور بے طراوت نگران  
 نظر آتے ہیں ہونہار اُنکو پوے

ستر اہل اسلام

تتمثل احوال و حال  
 وہ آیت فَاَتَاكَ نَفْسٌ مِّنْ رَّبِّكَ  
 کہ کسی قوم کی حالت کو نہیں رہا جیکہ وہ آیت فَاَتَاكَ نَفْسٌ مِّنْ رَّبِّكَ

میں ملت اسلامیہ

بھراک باغ دیکھے گا اُجڑا سر اسر  
 نہیں تازگی کا کہیں نام جسپر  
 نہیں بھول بھل حسین آنیکے قابل  
 جہان آگ کا کام کرتا ہے باران  
 ترود سے جواور ہوتا ہے ویران  
 یہ آواز پیہم بان آہی ہے  
 وہین حجازی کا بیاک بڑا  
 مزاحم ہوا کوئی خط نہ جسکا  
 کیے پے سپر جسے ساتون پھند  
 اگر کان دھر کے سنیں اہل عبرت  
 زمین کو کھن بھول بھل ریت پریت  
 کہ کل فخر تھا جسے اہل جہان کو  
 حکومت نے تم سے کیا اگر کنار  
 زمانے کی گردش سے ہر کسکو چار  
 نہیں بادشاہی کچھ آخر خدائی

خطاب قوم

جہان خاک اڑتی ہے ہر سو برابر  
 ہری ٹہنیاں جھڑ گئیں جسکی جلکر  
 ہو در و کھر جسکے جلانے کے قابل  
 جہان آکے دیتا ہر روبرو بربیان  
 نہیں راس جسکو خزان اور بہاران  
 کہ اسلام کا باغ ویران یہی ہے  
 نشان جسکا اقصاء عالم میں پہونچا  
 نہ عمان میں ٹھک نہ قازم میں جھوچکا  
 وہ ڈوباد ہانے میں لنگا کے اگر  
 تو سیلون سے تا بہ کشمیر و تبت  
 یہ فریاد سب کر رہے ہیں بہ حسرت  
 لگاؤ سے عیب آج ہندستان کو  
 تو اسمین تھا کچھ تمھارا اجارا  
 کبھی یاں سکندر کبھی یاں ہے دارا  
 جو آج اپنی توکل ہے پرانی

۱۱۔ طبع عمان عرب اور بلوچستان کے درمیان ہے ۱۲۔ بحر قازم جسکو بحر اجمیر بھی کہتے ہیں ہندوستان اور قسطنطنیہ کے درمیان ہے اس لفظ سے ازروی محاورہ اکثر گل سمندر مراد ہیں اسکا مافظا ہر استنبحتہ آجیگر کا لفظ ہے جو قرآن مجید میں آیا ہے اور وہاں اس کے ساتھ سمندر مراد ہیں جو ملک عرب کے ارد گرد دریا نزدیک واقع ہیں جیسے بحر موتام۔ بحر قازم۔ بحر عرب۔ بحر ہند۔ بحر عمان۔ بحر فارس۔ بحر سودا۔ دریا جس جگہ سے نکلتا ہے اسے منبع اور جہان کرتا ہے اسے دہانہ کہتے ہیں ۱۳۔ سیلون یا کشمیر تبت ہندوستان کی شمال اور جنوبی حد اور یسٹ بین کسی قسٹ مسلمانوں کی زیر حکومت تھی ۱۴۔

ہوئی مقتضی جبکہ حکمت خدا کی  
پڑی دھوم عالم میں دین ہدائی  
کہ پھیلاؤ دنیا میں حکم شریعت  
اذا کر چکی جب حق اپنا حکومت  
مگر حیف اور فخر آدم کی اُمت  
حکومت تھی گویا اک جھول تمپر

زمانہ میں ہیں ایسی قومیں بہت سی  
پرافت کہیں ایسی آئی نہ ہوگی  
چکڑ اور شہباز سب وج ہیں  
وہ ملکیت کہ گردن چسکا قدم تھا  
وہ فرستہ جو آفاق میں محترم تھا  
نشان اسکا باقی ہر صفاست قدیان

وگرنہ ہماری رگون میں لموین  
دلون میں زبانوں میں اور گفتگو میں  
نہیں کوئی ذرہ نجات کا باقی

کہ تسلیم جاری ہو خیر الودا کی  
تو عالم کی تسکو حکومت عطا کی  
کرو ختم بند و نیہ مالک کی حجت  
رہی اب نہ اسلام کو اسکی حاجت  
ہوئی آدمیت بھی ساتھ اسکی نصبت  
کہ اڑتی ہی اسکی نکل آئے جوہر

نہیں جنہیں تخصیص فرماندہی کی  
کہ گھر گھر بیان چھا گئی آکے پستی  
مگر ایک ہم ہیں کہ بے بال و پر ہیں  
ہر اک کھوٹ میں جسکا بر یا علم تھا  
وہ اُمت لقب جسکا خیر الامم تھا  
کہ گنتے ہیں اپنے کو ہم بھی مسلمان

ہمارے ارادوں میں اور جستجو میں  
طبیعت میں فطرت میں عادت میں خو میں  
اگر ہو کسی میں تو ہے اتفافی

۱۔ جھول بالائی پوشش یا ملے کوکتے ہیں جسکے اڑ جانے سے کسی شے کی اصلیت ظاہر ہو جاتی ہے بعینہ حکومت کے جاتے  
رہنے سے کھارے جو ہر یعنی عیوب ظاہر ہو گئے عیبوں کو بطریق استنزا جو ہر بولتے ہیں عیوب و لغزافات حالت کو عقلی

۲۔ جیسے باری۔ ہندو وغیرہ ۱۲۔ چکڑ سے محکوم اور شہباز سے حاکم قومیں مراد ہیں ۱۳۔  
خیر الامم سب تو ہیں بہر امت جیسے آج گنتہم خیر امتہ آخر حجت اللہ ناس یعنی مہتمم بہرین امت چھانٹ کر گھر گھر میں

نشر فی عالم

حکومت تو ہیں

مسلمانان ہندوستان

مکینوں سے بدتر ہمارا چلن ہے  
ہمارا دستِ رنگِ اہلِ وطن ہے  
عرب کی شرافت ڈوبی ہوئی ہے ہم نے

نہ انہوں سے الفت نہ غیروں سے کلمت  
خیالوں نہیں پستی کما لوں سے نفرت  
غرض کی تو اضع غرض کی ہمارا

نہ دربارِ یونین سرفرازین ہم  
نہ صنعت میں حرفت میں ممتازین ہم  
نہ حصہ ہمارا ہے سوداگری میں

بہت دور پہنچی ہے نکبت ہماری  
نہیں کچھ ابھرنے کی صورت ہماری  
توقعِ چہیت کی جلتی ہیں سارے

خدا کی خدائی سے ہم بے خبر ہیں  
یہی اپنے نزدیک حدِ بشر ہیں  
وہی انکی دنیا وہی نکا عالم

پھاڑ اور جنگل جزیرے سمندر  
کتابوں میں پڑھتے رہیں برابر  
کہ یہ آسمان پر ہیں زمین پر

ہماری ہر اک بات میں سفلہ پن ہے  
لگانا نام آیا کو ہم سے گھٹن ہے  
بزرگوں کی تو قیر کھوئی ہے ہم نے  
نہ قوموں میں عزت نہ جلسوں میں وقعت  
مزا جو نہیں سستی و مانگوں میں نچوٹ  
عداوت نہان دو سستی آشکارا

نہ اہل حکومت کے ہمارا ہیں ہم  
نہ علموں میں شایانِ اعزاز ہیں ہم  
نہ رکھتے ہیں کچھ منزلت لوگری میں

ستارے کی ہی جبری گت ہماری  
گئی گزری دنیا سے عزت ہماری  
پڑی ہیں اک اُسید کے ہم سہارے

سیاحت کی گون ہیں یہ و سفر ہیں  
یہ دیوارین گھر کی جو پیش نظر ہیں  
ہیں تالاب میں مچھلیاں کچھ فراہم

بہشت اور ارم سلسیل اور کوثر  
اسی طرح کے اور بھی نام اکثر  
یہ جیتک دکھیں کہیں کس یقین پر

سندھ کی آبادی کی آبادی کی آبادی

نقل مشہور کہ بادشاہ شہزادہ مرزا میں میں صفا اور حضور کے مابین ایک بار خواب تھا جسکا عنوان "سندھ کی آبادی کی آبادی کی آبادی" ہے اور اس کا ترجمہ "سندھ کی آبادی کی آبادی کی آبادی" ہے

وہ بے مول پونجی کہ ہے اصل دولت  
 وہ آسودہ قوموں کا اس البضاعت  
 نہیں سبکی وقعت نظر میں ہار ہی  
 اگر ہم سے مانگے کوئی ایک پیسا  
 مگر ہاں وہ سرمایہ دین و دنیا  
 نہیں کہ تو خست اڑاؤ میں اس کے  
 اگر سانس دن رات کی سب گنین ہم  
 کہ ہو جنمیں کل کے لیے کچھ فراہم  
 نہیں کوئی گویا خبر دار ہم میں  
 بگڑے گا وہ حکم بردار گنا  
 جو ریور میں ہوتا ہے پتے کا کھر کا  
 گرافٹات کیجے تو ہو ہم سے بہتر  
 وہ قومیں جو سب اہن طو کر چکی ہیں  
 ہر اک بوجھ بار اپنے سر دھر چکی ہیں  
 اسی طرح راہ طلب میں ہیں پویا  
 کسی وقت جی بھر کے سو تو نہیں وہ  
 بضاعت کو اپنی ڈبو تے نہیں وہ  
 نہ چلنے سے شکستہ نہ اکتا تو ہیں وہ

وہ شالیستہ ملکوں کا گنج سعادت  
 وہ دولت کہ ہر وقت جس سے عبارت  
 یوں ہی مفت جاتی ہے برباد ساری  
 تو ہو گا کم و بیش بار اس کا دینا  
 کہ اک ایک لمحہ ہے انمول جس کا  
 بہت ہم سخی ہیں لٹاؤ میں اس کے  
 تو ٹکلینگے انفاس ایسے بہت کم  
 یوں ہی گزری جاتی ہیں دن ات پر ہم  
 کہ سانس آخری اب کوئی دم میں  
 کہ بھڑون کی ہر دم ہی رکھوال کرتا  
 تو وہ شیر کی طرح پھرتا ہے بھرا  
 کہ غافل نہیں فرض سے ات پر دم بھر  
 ذخیرہ ہر اک جنس کے بھر چکی ہیں  
 ہو میں تب ہیں زندہ کہ جب مری چکی ہیں  
 بہت دور بھی آگے جانا ہے گویا  
 کبھی پھر محنت سے ہوتے نہیں وہ  
 کوئی لمحہ بیکار کھو تے نہیں وہ  
 بہت بڑھکے اور بڑھ جاتی ہیں وہ

بھجی اوقات

القولیہ کا ضبط اوقات

مگر ہم کہ اب تک جہان تھے وہیں ہیں  
جہان میں ہیں ایسے کہ گویا نہیں ہیں  
کہ گویا ضروری تھا جو کام کرنا

بیان اور ہیں جتنی قو میں گرامی  
تجارت میں ممتاز دولت میں نامی  
نہ فارغ ہیں اولاد کی تربیت سے

دکان انکی ہے اور بازار انکا  
زمانے میں پھیلا ہے بیوپار انکا  
مدار ہلکاری کا ہر اب ان ہی پر  
معزز ہیں ہر ایک دربار میں وہ

نہ رسوا ہیں عادات و اطوار میں وہ  
نہ پیشو سے حرف سے انکار انکو  
طبیعت میں اکٹاک کی ہے خاکساری

تواضع ہر سب کی رگ و پد میں ساری  
نہ باتو نہیں انکی حقارت کسی کی  
جو گرتے ہیں مگر کرسنبھل جاتے ہیں وہ

ہر اک سانچو میں جا کر دھلباتے ہیں وہ  
ہر اک وقت کا مقتضی جانتر ہیں

جہاں کی طرح بار زمین ہیں  
زمانے سے کچھ ایسے فارغ نشین ہیں  
وہ سب چکوا یک باقی ہے مرنا

خود اقبال ہے آج انکا سلامی  
زمانے کے ساتھی ترقی کے حامی  
نہ میفکر ہیں قوم کی تقویت سے

بیج انکا ہے اور بہوار ان کا  
ہے پیر و جوان ہر سرکار انکا  
ان ہی کو ہیں آفس ان کی ہن فتر

گرامی ہیں ہر ایک سرکار میں وہ  
نہ بدنام گفتار و کردار میں وہ  
نہ محنت مشقت سے کچھ عار انکو

برا سنکے کرتے ہیں وہ بردباری  
دماغ انکی ہیں کبر و نخوت سے بھاری  
نہ جلسوں میں انکی مذمت کسی کی

پڑے زد تو بچکر نکل جاتے ہیں وہ  
جہاں رنگ بدل لابل جاتے ہیں وہ  
زمانے کے تیور وہ پہچانتے ہیں

جہاں کی طرح بار زمین ہیں  
زمانے سے کچھ ایسے فارغ نشین ہیں  
وہ سب چکوا یک باقی ہے مرنا

خود اقبال ہے آج انکا سلامی  
زمانے کے ساتھی ترقی کے حامی  
نہ میفکر ہیں قوم کی تقویت سے

بیج انکا ہے اور بہوار ان کا  
ہے پیر و جوان ہر سرکار انکا  
ان ہی کو ہیں آفس ان کی ہن فتر

ہندوئی معزز تو ہیں

جہاں کی طرح بار زمین ہیں



مگر ہے ہماری نظر اتنی اونچی  
 نہیں اب تک اصلاً خبر کھو یہ بھی  
 جدھر کھولکر آنکھ ہم دیکھتے ہیں<sup>مطلق</sup>  
 زمانے کا دن رات ہے یہ اشارا  
 نہیں پیروی جنکو میری گوارا  
 سدا ایک ہی رخ نہیں ناؤ چلتی  
 چمن میں ہوا آجکی ہے خزان کی  
 سدا اور ہے بلبلی نغمہ خوان کی  
 تباہی کے خواب آرہی ہیں نظر سب  
 فلاکت جسے کہیے ام بجر اُم  
 بناتی ہے انسان کو جو بہاؤ  
 وہ یوں اہل اسلام پر چھا رہی ہے  
 کہیں مگر کے گڑھ کھاتی ہے ہمو  
 خیانت کی چالیں سمجھاتی ہے ہمو  
 فسوں جب یہ پاتی نہیں کارگروہ  
 یہاں جتنی قومیں ہمارے سوا ہیں  
 یہاں لاکھوں دو اگر غنیا ہیں  
 زور کام غیرت کو فرما میں گرم

کہ کیسان ہر آن سب بلندی دستی  
 کہ ہے کون مردار گستاخ ترقی  
 زلزلے کو اپنے سے کم دیکھتے ہیں  
 کہ ہے آشتی میں مری یاں گزارا  
 مجھے اُن سے گزرتا پڑے گا کنارا  
 چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی  
 بھری ہے نظر دیر سے باغبان کی  
 کوئی دم میں حلت ہوا بگلستان کی  
 مصیبت کی ہر آنیوالی سحراب  
 نہیں تہر یا مان پل جس سے قائم  
 مصلیٰ ہیں دل جمع جس سے نہ صائم  
 کہ سلم کی گویا نشانی یہی ہے  
 کہیں جھوٹ کی ٹوکھاتی ہے ہمو  
 خوشامد کی گھاتیں بتاتی ہے ہمو  
 تو کرتی ہے آخر کو در یوزہ گروہ  
 ہزار انہیں خوش ہیں تو کو و بنوا ہیں  
 تو سونیم بسمل ہیں باقی گدا ہیں  
 تو سمجھیں کہ ہیں مبتذل کہ سقدیم

زمانے کی پیروی

جانی قوم کے نام

افلاس

لے جا کر ہر گاہ کی طرح

روزہ

بھانپنا

عربی

b

زیر دوسری

یہ شاہی دربار کا ایک خاصہ تھا کہ ہر شخص کی طرف سے جو کچھ مانگا جاتا تھا اسے ملتا تھا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اسے مانگا تو اسے ملتا تھا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اسے مانگا تو اسے ملتا تھا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شخص اسے مانگا تو اسے ملتا تھا۔

بگاڑے ہیں گردش نے جو خاندانی  
دلون میں ہر ایک قلم سے ٹھانی  
جہاں قدر دانوں کا ہیں کسبج پاتے  
کہیں باب داد کا ہیں نام لیتے  
کہیں جھوٹے وعدہ و نپہ ہیں ام لیتے  
بزرگوں کو نازان ہیں جس نام پر وہ  
یہ ہیں ٹھنک ان تازہ آفت و نوٹے  
ابھی ایک عالم ہے آگاہ جن سے

نہیں جانتے بسکہ روتی کمانی  
کہ کبھی بسکے مانگ کر زندگانی  
ہو بخیر ہیں ان مانگتے اور کھاتے  
کہیں و شناسی سے ہیں کام لیتے  
یوں ہی ہیں وہ دید کی دم دام لیتے  
اسے بچتے پھرتے ہیں در بدر وہ  
بہت کم زمانہ ہوا جنکو گرے  
کہ ہیں کسکے بیٹے وہ اور کسکے پوتے

جنھیں پس پس سب جانتے ہیں  
اگر مٹ چکا جنکا نام و نشان ہے  
فسانو نہیں قصو نہیں جنکا بیان ہے  
نہیں انکی قدر اور پریش کہیں اب  
بہت آگ چلموں کی سلگانے والے  
بہت در بدر مانگ کر کھانے والے  
جو بوجھو کہ کس کان کو ہیں وہ جوہر  
ان ہی کے بزرگ ایک ن حکمران تھے  
یہی مامین عاجز و ناتوان تھے  
یہی کرتے تھے ملک کی گلہ بانی

حسب نسب جنکا پہانتے ہیں  
پرائی ہوئی جنکی اب داستان ہے  
بہت نسل پر تنگ انکی جہان ہے  
انھیں بھیک کوئی دیتا نہیں اب  
بہت گھانس کی گھڑیاں لانے والے  
بہت فاقہ کر کے مرجانے والے  
تو نکلیں گے نسل ملوکی انہیں اکثر  
ان ہی کو پستار پیر و جوان تھے  
یہی مرجع دیکم و اصفہان تھے  
ان ہی کو گھر و زمین تھی صاف جہانی

زیر دوسری ایک بزرگ سے ہون ایقبالندی کی بات سمجھی جاتی ہے مجازاً اہر اقبال سند اور کراہ ان بادشاہ کو کہتے ہیں ۱۱

یہ اے قوم اسلام عبرت کی جا ہے  
 جسے سُنیے افلاس میں مبتلا ہے  
 نہیں کوئی انہیں کھانے کو قابل  
 نہیں مانگنے کا طریق ایک ہو یا  
 نہیں حصر کنگلو نہ گدیہ گری یا  
 بہت ہاتھ پھیلاؤ زیرِ رواہین  
 بہت آپ کو کہہ کے مسجد کے بانی  
 بہت سیکھ کر نوہ و سوز خوانی  
 بہت آستانوں کے خدام بنکر  
 مشقت کو محنت کو جو عار سمجھیں  
 تجارت کو کھیتی کو دشوار سمجھیں  
 تن آسانیاں چاہیں اور آبِ رو بھی  
 کرین نوکری بھی تو بے عزتی کی  
 نہیں پائیں خدمت تو بے غرتی کی  
 امیر و نکی بنتے ہیں جب یہ صاحب  
 کہیں انکی صحبت میں گانا بجانا  
 کہیں پھبتیاں کر کے انعام پانا  
 یہ کام اور بھی کرتے ہیں پر نہ ایسے

کہ شاہوں کی اولاد در در گدہ ہے  
 جسے دیکھیے مفلس و بینوا ہے  
 اگر ہیں تو ہیں مانگ کھانیکو قابل  
 گدائی کی ہیں صورتیں نت نہی یا  
 کوئی رو تو سنگتوں کی یہ کیا کمی یا  
 چھپے اگلے کپڑوں میں اکثر گداہین  
 بہت بنکے خود سید خاندانی  
 بہت مدح میں کر کے رنگین بیانی  
 پڑی مانگتے کھاتی پھرتے ہیں در در  
 ہنر اور پیشے کو جو خوار سمجھیں  
 فرنگی کے پیسے کو مردار سمجھیں  
 وہ قوم آج ڈوب لی گئی ڈوبی  
 جو روٹی کھائیں تو بے حرمتی کی  
 قسم کھائیے انکی خوش قسمتی کی  
 تو جاتی ہیں ہو کر محبت سے تائب  
 کہیں مسخرہ بنکے ہنسنا ہنسنا  
 کہیں چھیر کر گالیاں سب سے کھانا  
 مسلمان بھائی سہ بن آئیں جیسے





مگر بستہ ہیں لوگ خدمت میں انکی  
نفاست بھری ہو طبیعت میں انکی  
دواؤں میں مشک انکی ٹھٹھا ہر دھیر  
یہ ہو سکتے ہیں انکے ہم جنس کیونکر  
سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر  
پینے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہدایا کا  
وہی دوست ہر خالق دوسرا کا

یہی ہر عبادت یہی دین و ایمان  
عمل جیسا تھا اس کلامِ مستین پر

تفویض ہے انکو کہیں وہیں پر  
شرعیہ جو تھے پیمان توڑے

سمجھتے تھے مگر راہ جن کو مسلمان  
نہ حصے میں فردوس جنکے نہ رضوان

پس زمرگ دوزخ ٹھکانا ہو چکا  
حمیم اب زرقوم کھانا ہو چکا

۱۱۔ اشارہ ہے طرف اس صریح الخلق عیال اللہ فاحب الخلق  
۱۲۔ اشارہ ہے تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے اور سب میں محبوب تر اللہ کے نزدیک وہ ہے  
۱۳۔ اس جگہ اہل مغرب سے یورپ کی مذہب قوم مراد ہو سکتی ہے  
۱۴۔ اشارہ ہے جو ہر باطنی ہے ہر عین آئی تھیں انکو جنے چھوڑ دیا مگر دوسروں نے ان کی بدولت ترقیات  
۱۵۔ اس بند میں سب ان لوگوں کو غیرت دلائی گئی کہ جن قوموں کو وہ مذہب کی رو سے گمراہ اور اہل باطل سمجھتے  
۱۶۔ انکے یہاں ہمدردی انسانی اور غیر خواہی قوم و ملک جو کہ اعلیٰ درجہ کی مذہبی ایسی اور ایسی ہے

حسب خلق اللہ

اہل یورپ کی ہمدردی

وہ ملک اور ملت بہ اپنی سند این  
 اولو العلم ہیں انہیں یا اغنیا ہیں  
 صاحب علم <sup>۱۱</sup> یہ تم تو تھا گویا کہ حصہ انھیں کا  
 امیر و ملکی دولت غریبوں کی ہمت  
 فصیحو کے خطبے شجاعوں کی جرأت  
 دلوں کی امیدیں منگوں کی ہوشیاں  
 عروج انکا جو تم عیان دیکھتے ہو  
 مطیع انکا سارا جہان دیکھتے ہو  
 یہ فرے ہیں انکی جو امدادیوں کے  
 غنی ہم میں ہیں جو کہ ارباب ہمت  
 اگر ہے مشائخ سے انکو عقیدت  
 انکے ہیں انات دان <sup>۱۲</sup> عیش کرتے  
 عمل و اعطوں کے اگر قول رہے  
 نماز اور روزے کی عادت اگر ہے  
 اگر شہر میں کوئی مسجد بنادی  
 عمارت کی بنیاد ایسی ٹھانی  
 تماشوں میں ثروت بڑی اڑانی  
 چھٹی بیاہ میں کرو لا کھو کر سامان

سب اسپین اٹاک کہ حاجت روا ہیں  
 ظلم کار بہبودِ خلق خدا ہیں  
 کہ جب لوطن ہر نشان مومنین کا  
 ادیبوں کی انشا حکیموں کی حکمت  
 سپاہی کے ہتھیار شاہوں کی طاقت  
 سب اہل وطن و وطن پرستین ہاں  
 جہان میں انھیں کامران دیکھتے ہو  
 انھیں برتر از آسمان دیکھتے ہو  
 نتیجے ہیں آپس کی ہمدردیوں کے  
 مسئلہ ہے عالم میں جنگی سخاوت  
 تو ہے پیر زادوں پہ وقف انکی دولت  
 یہ نوکر ہیں جتنو وہ بھوکے ہیں مرنے  
 تو بخشش کی اُسید بے صرف زرع  
 تو روز حساب انکو بھر کسکا ڈر ہے  
 تو فردس میں نہو اپنی جامادی  
 نہ نکلے کمین ملک میں جسکا ثانی  
 نمائش میں دولت خدا کی گٹانی  
 یہ ہیں انکو ارمان یہ ہیں انکی ہوشیاں

جیسا کہ مرثیہ شریف میں آیا ہے کہ انکو ملک میں و وطن کی بکارت ان کا علم و سوزن میں سے ہے ۱۲

مختصر و جامع

مختصر و جامع



دین اسلام کی حالت  
خط الامام محمد  
خط علمائے دین

خط کتب و تہذیب  
مذہبان علم

مگر دین برحق کا بوسیدہ الزوان  
زمانہ زمین ہے جو کوئی دن کا همان  
عزیزوں نے اس سے توجہ اٹھالی  
ٹپری ہیں سب بٹری ہوئی خانقاہیں  
گھلی تھیں جہاں علم باطن کی سائیں  
کمان ہیں وہ جذبِ الہی کو کھینچ  
وہ علم شریعت کے ماہر کدھر ہیں  
اصولی کدھر ہیں مناظر کدھر ہیں  
وہ مجلس جو کل سرسبز تھی چراغاں  
مدارس و تعلیم دین کے کمان ہیں  
وہ ارکان شریعت مستین کدھر ہیں  
رہا کوئی امت کا ملجانہ ماوا  
کمان ہیں وہ دینی کتابوں کے دفتر  
جلی ایسی اس بزم میں باد صرصر  
رہا کوئی سامان نہ مجلس میں باقی  
بہت لوگ بنکر مٹوا خواہ امت  
سدا کانوں در کانوں نوبت نبوت  
یہ بھرے من اسلام کو رہنما اب  
اللہ علم الہی وہ علم چرخِ ستارہ اور آفتاب و جرات و محبت کی جالی ہو لوہان کو تھپو جو کتنا ہو جو علی بن ابی طالب

نزول میں مدت ہیں جسکے ارکان  
نہ پائے دھوٹے جسے پھر لمان  
عمارت کا ہے اسکی اللہ والی  
وہ درویش و سلطان کی امید گاہیں  
فرشتوں کی بڑی تھیں جنبہ نگاہیں  
کمان ہیں وہ اللہ کے پال بند  
وہ اخبار دین کے مبصر کدھر ہیں  
محدث کمان ہیں مفسر کدھر ہیں  
چراغ اب کبیں ٹٹٹا تا نہیں ان  
مراحل وہ علم و یقین کے کمان ہیں  
وہ دارالرسول امین کدھر ہیں  
نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ مقلد  
کمان ہیں وہ علم الہی کے منظر  
بجھیں مشعلیں نور حق کی سراسر  
پہرچی نہ مکتوب و مطرب نہ ساتی  
سیفہوں سے مٹوا کے اپنی فضیلت  
بڑی پھرتے ہیں کرتے تحصیل دولت  
لقب انکا ہوا رشا انبیاء

بہت لوگ بیرون کی اولاد بن کر  
 بڑا فخر ہے جنکو لے دے کرا سپر  
 کر شمر ہی جا جا کے جھوڑ دکھاتے  
 یہ ہیں جادہ پیمائے راہ طریقت  
 ان ہی پر ہے ختم آج کشف و کرامت  
 یہی ہیں مراد اور یہی ہیں مرید اب  
 بڑھو جس سے نفرت وہ تحریر کرنی  
 گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی  
 یہ ہر عالموں کا ہمارے طریقہ  
 کوئی مسئلہ پوچھے اُنسے جائے  
 اگر بد نصیبی سے شک اُس میں لائے  
 اگر اعتراض اسکی نکلا زبان سے  
 کبھی وہ گلے کی رگین میں پھلاتے  
 کبھی خوک اور سیگ میں اُسکو بناتے  
 ستون رحیم بدو ہیں آپ دین کر

نہیں ذات والا میں کچھ جنکی جوہر  
 کہ تھے اُنکے اسلاف مقبول داور  
 مریدوں کو ہیں ٹوٹے اور کھاتے  
 مقام انکا ہے ماورائے شریعت  
 ان ہی کے ہر قبضے میں بند و نکی قسمت  
 یہی ہیں جنید اور یہی بایزید اب  
 جگر جس سوشن ہوں وہ تقریر کرنی  
 مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی  
 یہ ہر دلیوں کا ہمارے سلیقہ  
 تو گردن پہ بار گران لیے آئے  
 تو قطع خطابلہل دوزخ کاپائے  
 تو آنا سلامت ہو دشوار دان سے  
 کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پلاتے  
 کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے  
 نمونہ ہیں خلق رسولِ امین کے

۱۔ یعنی شریعت سرمد جیسے کہ جاہل صوفی سمجھتے ہیں کہ طریقت شریعت علیحدہ ہے ۲۔ صوفیہ کی اصطلاح میں مراد وہ شخص ہے جسے جاذبہ الہی کے بعد سلوک اختیار کیا ہو اور مریدہ ہے جو سلوک کے بعد جذبہ کبر سے کوہنچا ہوا ۳۔ جنید بغدادی اور بایزید بسطامی رحمہما اللہ غالباً تیسری صدی ہجری کے مشہور عرفاد کا ملین سے ہیں ۴۔ جھاگ یعنی کفن یہاں اُس کفن سے مراد ہے جو غصہ کے وقت انسان کے منہ سے نکلتا ہے ۵۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان پاک میں خلق عظیم فرمایا جو بیان طرز ابد اطلاق مولویوں کو اسکا مصداق ٹھہرایا ہے

مریدان و روشنی

عالم زبان

جو چاہے کہ خوش اُنسے ملکر ہو انسان  
 نشانِ سجدہ کا ہو جبین پر نمایان  
 بسین <sup>۱۵</sup> بڑھ رہی ہوں نہ داڑھی چھی ہو  
 عقائد میں حضرت کا ہمدستان ہو  
 حریفوں سے اُنکے بہت بدگمان ہو  
 گراں سنا نہیں ہو تو مرد و دین  
 تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلمان  
 تشیع میں اُسکے نہ کوئی نقصان  
 ازار اپنی حد سے اگر بڑھی ہو  
 ہر اک اصل میں فرع میں ہمزبان ہو  
 مریدوں کا اُنکے بڑا مدح خوان ہو  
 بزرگوں سے ملنے کو قابل نہیں ہے  
 شریعت کے احکام تھے وہ گوارا  
 گواہ اُنکی نرمی کا قرآن ہے سارا  
 مگر این کیا ایسا دشوار اُنکو  
 نہ کی اُنکی اخلاق میں رہنمائی  
 یہ احکام ظاہر کی نے یہ بڑھائی  
 وہ دین جو کہ حشر تھا خلی نکو کا  
 کہ شیدا تھے اُنپر سیوا اور نصارا  
 خود اَللّٰہِیْتُ یَسُوْ نَبِیِّیْ لَیْکَ اَرَا  
 کہ مومن سمجھنے لگے بار اُنکو  
 نہ باطن میں کی اُنکے پیدا صفائی  
 کہ ہوتی نہیں اُسے دم بھر ہائی  
 کیا اُسکو بالو غسل و وضو کا

یعنی اگر اُسے کوئی غیر مسلم ملنا چاہے تو وہ خوش اخلاق سے پیش آوے ۱۵۔ بسین جو بھوکے بال جو ہونٹوں پر کڑیے  
 جاتے ہیں ۱۶۔ یعنی اُن ہی قبلہ و کعبہ ۱۷۔ قرآن میں بہت سی آیتیں ہیں سلام کی سائی بر دلالت کرتی ہیں جیسے یٰرَبِّیْ  
 اَللّٰہُ بَلِّغْہِ الْوَعْدَہُ وَلَا تُخْذِلْہِ یٰکَہُ الْعُسْرُ جاتے ہیں ۱۸۔ اُسے ساتھ آسانی اور یسین جاتے ہیں ۱۹۔ اُسے بھارت کے شکل اور  
 لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ کُلْفًا اَلَا وُسْعًا ۲۰ جاتے ہیں ۲۱۔ اُسے اُسکی نفس کو بھارت کی سخت بھر اور فاجعل علیک  
 قُلُوبًا یٰدِیْنِ مِنْ حَرَجٍ ۲۲ جاتے ہیں ۲۳۔ اُسے اُسکی نفس کو بھارت کی سخت بھر اور فاجعل علیک  
 باب میں مردی میں جیسے لا رُہْبَانِیَّةَ فِی الْاِسْلَامِ وَلَا فَرْدَ وَلَا فِرْدَ فِی الْاِسْلَامِ ۲۴ جاتے ہیں ۲۵۔ اُسے اُسکی نفس کو بھارت کی سخت بھر اور فاجعل علیک  
 اور یسین ہے مصیبت اور نہ مصیبت ہو بجا نا اسلام میں اور اسی صرح اِذَا اُمِرَ احَدُکُمْ فَلَیْخَفْ فَاَنْ یُفْہِمَ  
 الصَّغِیْرَ وَالْکَبِیْرَ وَالضَّعِیْفَ وَالْعَظِیْمَ ۲۶ جاتے ہیں ۲۷۔ اُسے اُسکی نفس کو بھارت کی سخت بھر اور فاجعل علیک  
 اسو اسے کہ انہیں صغیر و کبیر و ضعیف و عظیم و اسی صرح سے لوگ ہیں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اُسے کہ انہیں صغیر و کبیر و ضعیف و عظیم و اسی صرح سے لوگ ہیں عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 اب قربانی کرنے پھر ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے نکریان بھاننے سے پہلے قربانی کرنی آپ نے فرمایا کہ صبح نہیں  
 اب قربانی کرنے پھر ایک شخص نے عرض کیا کہ میں نے نکریان بھاننے سے پہلے قربانی کرنی آپ نے فرمایا کہ صبح نہیں

۱۲ جاتے ہیں ۱۳۔ اُسے اُسکی نفس کو بھارت کی سخت بھر اور فاجعل علیک ۱۴۔ اُسے اُسکی نفس کو بھارت کی سخت بھر اور فاجعل علیک

صد اہل تحقیق سے دل میں بل ہے  
فتا و دن پہ بالکل مدارِ عمل ہے  
کتاب اور سنت کا ہونا نام باقی

جہاں مختلف ہوں روایات با ہم  
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مسلم  
سب ایمان گرفتار چھوٹے بڑے میں

کربے غیر گزشت کی پوجا تو کافر  
اچھلے آگ پر بہر سجدہ تو کافر

مگر مومنوں پر کشادہ ہیں زمین  
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں  
مزار و نیپہ دن رات نذرین چڑھائیں  
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے

وہ دین جس سے توحید پہلی جہاں میں  
رہا شرک باقی نہ وہم و گمان میں  
ہمیشہ سے اسلام تھا جس نے ان

حدیثوں پہ چلتے ہیں دین کا خل ہے  
ہر اک راہِ قرآن کا نعم البدل ہے  
خدا اور نبی سے نہیں کام باقی

کبھی ہوں نہ سیدھی روایت خوش ہم  
اُسے ہر روایت سے سمجھ میں مقدم  
سمجھ پر ہماری یہ پتھر پڑے ہیں

جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر  
کو اکب میں مانے کرشمہ تو کافر

پرستش کرینے سے جسکی چاہیں  
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں  
شہید سے جا جا کے مانگیں دعائیں  
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

ہوا جلوہ گر حق زمین و زمان میں  
وہ بد لا گیا آکے ہندوستان میں  
وہ دولت بھی کھو بیٹھو آخر مسلمان

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بُعِثْتُ لَاسْمَ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ یعنی میں اس لیے بھیجا گیا ہوں کہ اخلاق کی خوبیاں کو کمال کے درجے تک پہنچا دوں اور یہ بھی فرمایا کہ اچھا چلن اور نیک فطرت ہونا چکیسواں حصہ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص مومن نہیں ہے جس نے اپنا پیٹ بھر لیا اور ہمسایہ کو بھوکا چھوڑ دیا قرآن اور حدیث پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ رسالت کا بڑا مقصد اخلاق کی تہذیب تھی ۱۲

تفسیر

مجال

پیش رو توحیدی توحید

تقصیب اسل میں بجا حایت کرنے کو کہتے ہیں مگر چونکہ اکثر بجا حایت کے ساتھ ہی بجا نفقت اور بجا نفقت بھی پائی جاتی ہے اس لیے تعصب کا اطلاق حقیقت میں درون پر ہوتا ہے ۱۲

تقصیب کہ ہر دشمن نوع انسان  
 ہوئی بزم فروز جس سے پریشان  
 کیا جوش میں بولب جھکے کھڑا  
 وہ یاں اک عجب بھیس میں جلوہ گر ہو  
 بھلا نہ ہر جس جام میں سرسبز ہے  
 تعصب کو اک جزو دین سمجھیں ہم  
 ہمیں واعظوں نے یہ تعلیم دی ہے  
 مخالف کی پس پسین کرنی پڑی ہے  
 نہ ٹھیک اسکی ہرگز کوئی بات سمجھو  
 قدم گر رہ راست پر اسکا پاؤ  
 پیرین اسمین جو وقتیں وہ اٹھاؤ  
 جو نکلے جہاز اسکا پچکر بھنور سے  
 اگر مسخ ہو جائے صورت تمھاری  
 بدل جائے بالکل طبیعت تمھاری  
 تو سمجھو کہ ہر حق کی نشان یہ بھی  
 نہ اوضاع میں تم سے نسبت کسیکو  
 نہ حال یہ کھانوں میں لذت کسیکو  
 تمھیں فضل ہر علم میں بر ملا ہو  
 بھرے گھر کے سیکڑن جسے دیر  
 کیا جسے فرعون کو نذر طوفان  
 ابو جہل کا جسے بڑا ڈبو یا  
 چھپا جسکے پروے میں اسکا ضرر ہو  
 وہ آب بقا ہمو آتا نظر ہے  
 جہنم کو خلد برین سمجھے ہیں ہم  
 کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے  
 نشان غیرت دین حق کا یہی ہے  
 وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو  
 تو تم سیدھے رستوں سے کتر کے جاؤ  
 لگین جس قدر ٹھوکرین اسمین کھاؤ  
 تو تم ڈالو ناؤ اندر بھنور کے  
 بہائم میں مل جائے سیرت تمھاری  
 سراسر گرہ جائے حالت تمھاری  
 ہر اک جلوہ نور ایمان یہی  
 نہ اخلاق میں تمہ پہ سبقت کسیکو  
 نہ پیدا یہ پوشش نہایت کسیکو  
 تمھاری خہالت میں بھی کلا ہو

کوئی چیز سمجھو نہ اپنی جبری تم  
حمایت نیتن ہو جبکہ اسلام کی تم  
بدی سونہین مومنوں کو مصرت  
مخالف کا اپنے اگر نام تہجے  
کبھی بھول کر طرح اسمین نہ ویجے  
گناہوں سبھوتے ہو گویا میرا  
یہ سنی میں اور جعفری میں ہوا الفت  
وہابی سے صفوفی کی کم ہونہ نعت  
ہے اہل قبلہ میں جنگا لسی باہم  
کرے کوئی اصلاح کا ارادہ  
جسے ایسے مفسد سے ہوا استفادہ  
شرعت کو کراہین بر باد و لون  
وہ دین جسے الفت کی بنیاد ڈالی  
بنایا اجانب کو جسے موالی  
عرب و حبش ترک و تاجیک و ولیم  
تعصب نے حسن صاف چشمے کو آ کر  
بے خیم جو تھے عزیز اور برادر  
نہیں مستیابا ایسے اہل مسلمان

رہو بات کو اپنی کرتے بڑی تم  
 تو ہو ہر بدی اور گنہ سے بری تم  
 مختار گنہ اور نہ اور ذکی طاعت  
 تو ذکر اسکا ذلت سو خوار می سے کیجے  
 قیامت کو دیکھو گے اسکے نتیجے  
 مخالفت پہ کر تو ہوجا تم تیرا  
 و نعمانی و شافعی میں ہو ملت  
 مقلد کرے نا مقلد پہ لعنت  
 کہ دین خدام سے سارا عالم  
 تو شیطان سے اسکو سمجھو زیادہ  
 رہ حق سے ہے ہر طرف اسکا جاوہ  
 ہین مرد و شاگرد و شاگرد و لون  
 کیا طبع و ذران کو نفرت سے خالی  
 ہر اک قوم کے دل سے وحشت نکالی  
 ہو دسار و شیر و شکر تلکے باہم  
 کیا بغض کے خار و خس سے مگد  
 تفاق اہل قبلہ میں پھیلا سر اسر  
 کہ ہو ایک کو دیکھو ایک شادان

تفویض منصب  
سابقہ اعلیٰ احکام  
۱۔ ایک فرقہ کے عامل مجتہد اپنے متقدمین کا دینی و فرائض کر دیا کرے ہیں ۲



موضع اسلام

موضع تقویٰ

موضع اتفاق

موضع اخلاق اسلام

موضع غیبت

ہمارا یہ حق تھا کہ سب یار ہوتے  
 سب اک اک کے باہم مددگار ہوتے  
 جب الفت میں یوں کی ثابت قدم ہم  
 اگر بھولتے ہم نہ قول ہمیں  
 برادر ہے جب تک برادر کا یاد  
 تو آتی نہ بڑے یہ بڑے باہمی  
 وہ گھر حسین ہوں دل ملے سب باہم  
 اگر ایک خوشدل تو گھر سارا خرم  
 مبارک ہو اس قصہ شامی سے  
 اگر ہو مدار اسے تحقیق دین کا  
 ہے بازار انکا کھرایا کہ کھوٹا  
 تو ایسے مونے بہت شاید ہیں  
 مجالس میں غیبت کا زور سہدر ہے  
 نہ بھائی کو بھائی سے بیان درگزر  
 اگر نشہ ہے ہو غیبت میں نہا

مصیبت میں یاروں کے غمخوار ہوتے  
 عزیزوں کے غم میں دل فگار ہوتے  
 تو کہہ سکتا اپنے کو خیر الامم ہم  
 کہ ہیں سب مسلمان باہم برادر  
 معین اسکا خود ہے خداوند اور  
 فقیر یارین بھی کرتے ہم بادشاہی  
 خوشی ناخوشی میں ہوں سب یار و ہم  
 اگر ایک غمگین تو دل سب کے پر غم  
 جہاں ایک دل ہو مکدر کسی سے  
 کہ ہر دین والوں کا برتاؤ کیسا  
 ہے قول و قرار انکا جھوٹا کہ سچا  
 کہ اسلام پر جلسے قائم ہو رہا  
 کہ آلودہ اس خون میں ہر بشر ہے  
 نہ ملا نہ صوفی کو اس سے حذر ہے  
 تو ہیشیا رہا ہے نہ کوئی مسلمان

۱۔ غیبت کو یہ معنی ہیں کہ کسی کی بیخبر تھی یعنی عدم موجودگی میں وہ بات کہنا جو اگر اس کے رد و برکت  
 تو وہ حمل و شرمندہ ہوتا پس اگر وہ غیب و حقیقت میں موجود ہو جو بیان کیا جاوے تو غیبت ہو اور اگر  
 اس میں وہ غیب نہیں ہو جو بیان کیا جاوے تو وہ غیبت نہیں بلکہ تهمت و بہتان ہو غیبت شرعاً و خلافاً بدترین عیب  
 انسانی ہے ۲۔ یعنی اگر غیبت میں بھی شراب کا سانس نہ ہو آہام مسلمان بدست و مدہوش بائے جائے کیونکہ  
 غیبت سے کوئی مسلمان بچا ہوا نہیں اگر ہے تو الا ماشاء اللہ ۱۲



جھین چار پیسے کا مقدور ہو یا  
 موافق نہیں جتنے ایام دوران  
 نشے میں تکر کے ہے چور کوئی  
 اگر مرجع خلق ہے ایک بھائی  
 بھلا جسکو کہتی ہے ساری خدائی  
 تو پڑتی ہیں اسپرنگا ہن غضب کی  
 بگڑتا ہے جب قوم میں کوئی بسکر  
 ابھی گردین جھکتی تھیں جسکے در پر  
 تو ظاہرین گڑھتوں میں خوش چھین  
 اگر اک جوان مرد دھرد و انسان  
 تو خود قوم اسپر لگاوے یہ بتان  
 و گرنہ پڑی کیا کسی کو کسی کی  
 کالے گرائی بھلائی کی صورت  
 سنیں کامیابی میں جب اسکی شہرت  
 منہ اپنا ہو گو دین و دنیا میں کالا  
 گر پاتے ہیں دود لون میں صفائی  
 تھنی دو گروہوں میں جسدم ٹرائی  
 بس اس سے نہیں مشغلہ خوب کوئی

سمجھتے نہیں ہیں انسان کو انسان  
 نہیں دیکھ سکتے کسی کو وہ شادان  
 حسد کے مرض میں ہر بخور کوئی  
 نہیں ظاہر اسپر کوئی جڑائی  
 ہواک دل میں عظمت ہے جسکی سمائی  
 کھٹکتا ہو کاٹا سا آنکھوں میں سبکی  
 ابھی نجت و اقبال تھے جسکے یاور  
 مگر کر دیا اب زمانے نے بے پر  
 کہ ہمد ہاتھ آیا اک مفلسی میں  
 کرے قوم پر دل سے جان اپنی قربان  
 کہ ہر اسکی کوئی عرض نہیں پھان  
 یہ چالیں ہر اس میں خود مطلبی کی  
 تو ڈالیں جہان تک بنی اسپر کھٹیت  
 تو دل سے تراشیں کوئی تازہ تہمت  
 نہو ایک بھائی کا پر بول بالا  
 تو ہیں ڈالے ان میں طرح جدائی  
 تو گویا تمنا ہماری بر آئی  
 تماشا نہیں ایسا مرغوب کوئی

حسد و تکبر

کمزور طبیعت

جنت انیس

جنت انیس



سعادت بڑی اُس زمانہ کی یہ بھی  
 نہ کرتے تھے خود قول حق سے نموشی  
 غلاموں سے ہو جاتے بندہ آقا  
 بنی نے کہا تھا جنہیں فخرِ نبوت  
 مسلم تھی عالم میں جنگی عدالت  
 وہ پھرتے تھوڑا تو نکو چھپ چھپ کے دور  
 کہ جھگڑتی تھی گردن نصیحت سب کی  
 نہ لگتی تھی حق کی انہیں بات گروہی  
 خلیفہ سر لڑتی تھی اک ایک ہرٹیا  
 جنہیں خلد کی مل چکی تھی بشارت  
 رہا مفتخر جسے تخت خلافت  
 کہ شرمائیں اپنا کینہ عیب شنکر

۱۱ ایک مجلس میں مہاجر و انصار جمع تھے حضرت عمرؓ نے ذکرِ اسوقت خلیفہ تھے اتین بار سب سے مطالب ہو کر  
 یہ کہا کہ میں حقوق خلافت میں سُستی کروں تو تم کس طرح میں آؤ؟ بشر بن سعد نے جواب دیا کہ اگر تو  
 ایسا کرے تو ہم تیکھ کی طرح تیرے بل نکال دیں حضرت عمرؓ نے کہا کہ اگر تم ایسے ہو تو تمھارا کیا کتنا ۱۲  
 ۱۳ ایک بار حضرت عمرؓ منبر پر کھڑے بڑے بڑے مہر باندھنے کی ممانعت کر رہے تھے کہ ایک بڑسیا  
 نے کھڑے ہو کر قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی کہ اِنْ اَنْتُمْ اَحْدَیْہُمْ فِیْ ظُلْمًا رَّا فَلَکَ  
 تَاْخِذٌ وَّ اٰیۃٌ شَیْئًا اَکْرَدَ بچے ہو تم انہیں سے ایک کو بہت کچھ مال تو اُس دیے ہوئے  
 مال میں سے کچھ واپس نہ لو۔ اور کہا کہ خلیفہ ہو کر قرآن نہیں سمجھتا۔ حضرت عمرؓ نے کہا ”عمرؓ سے  
 سب کا علم زیادہ ہے یہاں تک کہ بڑھیاؤں کا بھی“ اور پھر ممانعت نہ کی ۱۴

۱۵ حضرت عمرؓ کے عہد میں ایک باغچہ سوداگر اگر شہر سے باہر اترے رات کو آپ اور عبدالرحمن  
 ابن عوف حسبِ عادت گشت کرنے کے لیے وہاں گئے۔ انکو رات بھر میں تین بار ایک بچے سے روٹی  
 کی آواز آئی عمر فاروقؓ ہر دفعہ اُس خیمہ پر جاتے تھے اور اُسکی مان کو ملا مت کرتے تھے کہ تو کیسی  
 بڑی مان ہو کہ تیرا بچہ اول شہر سے بیچیں ہے آخر اُس عورت نے کہا کہ اے خدا کے بندے تو نے  
 مجھے ساری رات دق کیا میں اس سے دودھ پینے کی عادت چھڑاتی ہوں اور وہ ضد کرتا ہو کہا  
 کیوں؟ کہا عمرؓ دودھ چھٹے بغیر بچوں کا وظیفہ مقرر نہیں کرتا یہ شکر آپ بہت رد لے اور کہا کہ  
 خدا جلنے مسلمانوں کے کتنے بچے مسیرے سبب سے ہلاک ہوئے ہو گئے  
 اُسوقت سنا دی کرائی کہ کوئی عورت انبوجے کا دودھ جلدی نہ چھڑائے اور تمام ملک میں حکم دیا کہ مسلمان  
 کے یہاں بچہ ہوتے ہی اُسکا وظیفہ مقرر کیا جاوے ۱۶

فقدان علم و نبوی

حکمت و فلسفہ

مگر ہم کہ ہیں دام و دودھم سے بہتر  
 نہ اقران و انتمثال میں ہم موقر  
 نصیحت سے ایسا بڑا مانتے ہیں  
 نبوت نہ کر ختم ہوتی عرب پر  
 تو ہے جیسے مذکور قرآن کے اندر  
 یوں ہی جو کتاب اس پیغمبرِ آتی  
 ہنرمین جو ہیں وہ معلوم ہیں سب  
 چلن اور اطوار مذموم ہیں سب  
 جہالت نہیں چھوڑتی ساتھ دم بھر  
 وہ تقویم پارینہ یونانیوں کی  
 یقین جسکو ٹھہرا چکا ہے نکمی  
 اُسے وحی سے سمجھے ہیں ہم زیادہ  
 زبور اور توریت و انجیل و قرآن  
 مگر لکھ گئے جو اصول اہل یونان  
 نہیں مٹتے جب تک کہ آثارِ دنیا

نہ ظاہر کہیں ہم میں خوبی نہ مضمر  
 نہ اجداد و سلاف کے ہم ہیں جو ہر  
 کہ گویا ہم اپنے کو بچا تو ہیں  
 کوئی ہم پر مبعوث ہوتا پیغمبر  
 ضلالت یہود اور نصاریٰ کی اکثر  
 وہ گمراہیاں سب ہمارے حقائق  
 علوم اور کمالات محدود ہیں سب  
 فراغت سے دولت سے محروم ہیں سب  
 تعصب نہیں بڑھتی تیا قدم بھر  
 وہ حکمت کہ ہر ایک دھوکے کی ٹٹھی  
 عمل نے جسے کر دیا آکے روئی  
 کوئی بات اس میں نہیں کم زیادہ  
 بالا جماع ہیں قابلِ نسخ و نسیان  
 نہیں نسخ و تبدل کا اعلیٰ مکان  
 مٹے گا کبھی کوئی شوشہ نہ نکلا

۱۔ تقویم پارینہ پرانی جبری جو سال گزرنے پر کسی کام کی نہیں رہتی ۱۲  
 ۲۔ شوشہ ریزہ حرف کا تیرا۔ مگر بیان اس لفظ سے انجیل کی اس عبارت کی طرف تلمیح کی گئی ہے  
 ۳۔ جس میں حضرت عیسیٰ فرما رہے ہیں جب تک آسمان و زمین نہ ٹھنکیں تو ریت کا ایک لفظ یا ایک شوشہ نہ ٹھیکے گا  
 ۴۔ یعنی حکماء یونان کی کتابوں کو مسلمان بھی گویا ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا حضرت عیسیٰ تو ریت کی نسبت فرمایا ہے

شتان چین جو مغربی علم و فن کے وہ ہیں ہند میں جلوہ گر سو برس سے  
 تعصب و لیکن وہ ڈالو ہیں پردے کہ ہم حق کا جلوہ نہیں دیکھ سکتے  
 جمعی ہیں یون میں اسطو کی رائیں جو اب جمی اتر کر تو ایمان لائیں  
 اب اس فلسفہ پر جو ہیں مرنے والے شفا اور محسبی کے دم بھرنے والے  
 اسطو کی جو کھٹ پہ سر دھرنے والے فلاطون کی اقتدا کرنے والے  
 وہ تیلی کے کچھ نیل سو کم نہیں ہیں پھر عمر بھرا وہ جہان تھو وہ ہیں  
 وہ جب کر چکے ختم تحصیل حکمت بندھی سر پہ دستار علم و فضیلت  
 اگر رکھتے ہیں کچھ طبیعت میں جو تہ تو ہے انکی سب سے بڑی یہ لیاقت  
 کہ گردن کو ڈھات کہ دین زبان سے تو منوا کر چھوڑیں اسواک حجاب سے  
 سو اسکو جو آئے اسکو پڑھا دین انھیں جو کچھ آتا ہو اسکو بتا دین  
 وہ سیکھی ہیں جو بولیاں سب سکھا دین میان مٹھوا پنا سا اسکو بنا دین  
 یہ دیکھتے ہیں علم کا انکے حاصل اسی پر ہر خزانہ کو بین آما مثل  
 ہیران ۱۱

۱۱ اسطو (اسطاطالیس) نامی مشہور حکیم ہے افلاطون کا شاگرد اور اسکندر کا استاد اور وزیر بھی  
 اور علم اول کے لقب سے ملقب تھا علم حکمت و فلسفہ و منطق وغیرہ میں کامل دستگاہ رکھتا تھا بلکہ موجد  
 مانا جاتا ہے ۱۲  
 ۱۳ شفا بوعلی سینا کی کتاب کا نام ہے جو تمام فنون حکمت کو جامع ہے اور جسکی اٹھارہ جلدیں ہیں ۱۴  
 ۱۵ محسبی حکیم بطلیموس کی کتاب علم ریاضی میں ہے جسکو خواجہ نصیر الدین محقق طوسی نے عربی میں ترجمہ کیا ۱۶  
 ۱۷ میان مٹھو طوطے کو کہتے ہیں اور میان مٹھو بنانے سے ایسا پڑھانا مراد ہے جیسا طوطے کو  
 پڑھاتے ہیں کہ صرف الفاظ یاد کر لیتا ہے مگر سمجھتا بالکل نہیں ہے ۱۸

نہ سرکار میں کام پانے کے قابل  
 نہ جنگل میں ریوڑ چرانے کے قابل  
 نہ پڑھتے تو سنو طرح کھاتے کھا کر  
 جو پوچھو کہ حضرت نے جو کچھ پڑھا ہے  
 مفادِ اس میں دنیا کا یا دین کا ہے  
 تو مجذوب کی طرح کچھ بکین گئے  
 نہ حجتِ رسالت پلا سکتے ہیں وہ  
 نہ قرآن کی عظمت دکھا سکتے ہیں وہ  
 دسلین میں سب آج بیکار لنگی  
 پڑے اس مشقت میں ہیں وہ سراپا  
 گئیں بھول گئے کی بھیڑ میں جو بیٹا  
 نہیں جانتا یہ کہ جاتی کہھر میں  
 مثالِ انکی کوشش کی جو صاف ایسی  
 ادھر اور ادھر دیر تک آگ ڈھونڈی  
 مگر ایک جگہ چمکتا جو دیکھا  
 لیا جا کے تمام اور سب نے اسیدم  
 لگے اسکو سلگانے سب ملے پیہم  
 یوں ہی رات ساری ٹھونکنے لگوالی

نہ دربار میں لب ہلانے کے قابل  
 نہ بازار میں بوجھ اٹھانے کے قابل  
 وہ کھوئے گئے اور تعلیم پا کر  
 مراد آپ کی اسکے پڑھنے سے کیا ہے  
 نتیجہ کوئی یا کہ اسکے سوا ہے  
 جواب اسکا لیکن کچھ تو سیکھ گئے  
 نہ اسلام کا حق جتا سکتے ہیں وہ  
 نہ حق کی حقیقت بتا سکتے ہیں وہ  
 نہیں جلتی تو پونہیں تلوار انکی  
 نتیجہ نہیں اُنکو معلوم جسکا  
 اسی راہ پر پڑ لیا گلہ سارا  
 گئے بھول رستہ ویا راہ پر ہیں  
 کہ کھالی کہیں بندرون نہ جو سردی  
 نظر روشنی اُنکو آئی نہ اُسکی  
 تپنگا اُسے آگ کا سب نے سمجھا  
 کیا گھانٹا بھونٹا سپہ لاکر فراہم  
 نہ کچھ آگ جنگلی نہ سردی ہوئی کم  
 مگر اپنی محنت کی راحت نہ پائی

گزرتے تھے جو جانور سطرف سے  
 ملامت بہت سخت تھے انکو کرتے  
 مگر اپنی کد سے نہ باز آتے تھے وہ  
 نہ سمجھے وہ جب تک ہوا دن روشن  
 نہ جھاڑینگے گرد تو ہم سے دامن  
 بہت جلد ہو جائے گا آشکارا  
 وہ طبیب جسے غش ہیں ہمارا طباً  
 بتانے میں ہر نخل جسکے بہت سا  
 فقط چند نسخوں کا ہی وہ سفینہ  
 نہ انکو نباتات سے آگہی ہے  
 نہ تشریح کی لڑ کسی پر کھلی ہے  
 نہ پانی کا علم اور نہ علم ہوا ہے  
 نہ قانون میں انکے کوئی خطا ہے  
 سدید میں لکھا ہی جو کچھ بجا ہے  
 سلف لکھ کر جو قیاس اور گمان ہے  
 وہ شعر اور قصائد کا ناپاک دفتر  
 زمین جس سے زلزلے میں برابر  
 ہوا علم و دین جس سے تاراج سارا  
 جہاں کشمکش میں انھیں دیکھتے تھے  
 کہ شرما یں وہ زعم باطل سے اپنے  
 ملامت پاؤں لٹے غمراہ تھے وہ  
 اسی طرح جو ہیں حقیقت کے دشمن  
 یہ جب ہوگا نوز سولہ انگن  
 کہ جگنو کو سمجھے تھے وہ اک شرارا  
 سمجھتے ہیں جسکو باض سیما  
 جسے عیب کی طرح کرتے ہیں اخفا  
 چلے آئے ہیں جو کہ سینہ سینہ  
 نہ اصلا خبر تعدنیات کی ہے  
 نہ علم طبعی نہ کیمسٹری ہے  
 مریضوں کا انکے نگہبان خدا ہے  
 نہ مخزن میں انگشت رکھنے کی جا ہے  
 نفسی کے ہر قول پر جان فدا ہے  
 صحیفے ہیں اتر کر ہوئے آسمان سے  
 عفونت میں سدا اس کی جو ہر بدتر  
 ملک جس سے شرما تے ہیں آسمان پر  
 وہ علمو نہیں علم ادب ہمارا



برا شعر کہنے کی گر کچھ سزا ہے  
 تو وہ محکمہ جس کا قاضی خدا ہے  
 گنہگار وہ ان جھوٹ جائیگے سا  
 سخن جو ہے یاں آج حصہ ہمارا  
 ہر اک کذب و بہتان ہو حسین گوارا  
 بنو ہند میں اس سے اور اک ہمالہ  
 زمانے میں جتنے قلی اور نفر ہیں  
 گوئیے امیرون کے نور نظر ہیں  
 مگر اس تپ دق میں جو مبتلا ہیں  
 جو سچے نہون جی سے جائیں گدرب  
 بنے دم پر گر شہر چھوڑیں نفر سب  
 پہ کر جائیں ہجرت جو شاعر ہمارے  
 عرب جو تھو دنیا میں اس فن کے بانی  
 زمانے نے جنکی فصاحت تھی مانی  
 سب انکی مہر اور کمالات کھو کر  
 ادب میں پڑی جان انکی زبان سے  
 سنان کو لیے کام انھوں نے لسان سے  
 ہوئی انکو شعرون اخلاق صیق  
 عبث جھوٹ بکنا اگر ناروا ہے  
 مقرر جہان نیک و بد کی جزا ہے  
 جہنم کو بھردینگے شاعر ہمارے  
 نہیں قوم کو ظاہر احسن سے چارا  
 مجسم ہو اسکا اگر جھوٹ سارا  
 ہمالہ سے ہو جسکی چوٹی دو بالا  
 کمائی سے اپنی وہ ب بہرہ ور ہیں  
 ڈفالی بھی لے آتے کچھ مانگ کر ہیں  
 خدا جانو وہ کس مرض کی داہن  
 ہو نیلا جہان گم ہوں صوبی اگر سب  
 جو ٹھہر جائیں مہر تو گندہ ہوں گھر سب  
 کہیں ملے جس کم جہان پاک سارے  
 نہ تھا کوئی آفاق میں جنکا ثانی  
 شادی عزیزوں نے انکی نشانی  
 رہی شاعری کو بھی آخر ڈبو کر  
 جلا دین نے پائی انکے بیان سے  
 زبانوں کو کوچہ تھے بڑھکر سنان سے  
 پڑی انکو خطبوں سے عالم میں بل چل

۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

۱۱  
 ۱۲  
 ۱۳  
 ۱۴  
 ۱۵  
 ۱۶  
 ۱۷  
 ۱۸  
 ۱۹  
 ۲۰  
 ۲۱  
 ۲۲  
 ۲۳  
 ۲۴  
 ۲۵  
 ۲۶  
 ۲۷  
 ۲۸  
 ۲۹  
 ۳۰  
 ۳۱  
 ۳۲  
 ۳۳  
 ۳۴  
 ۳۵  
 ۳۶  
 ۳۷  
 ۳۸  
 ۳۹  
 ۴۰  
 ۴۱  
 ۴۲  
 ۴۳  
 ۴۴  
 ۴۵  
 ۴۶  
 ۴۷  
 ۴۸  
 ۴۹  
 ۵۰  
 ۵۱  
 ۵۲  
 ۵۳  
 ۵۴  
 ۵۵  
 ۵۶  
 ۵۷  
 ۵۸  
 ۵۹  
 ۶۰  
 ۶۱  
 ۶۲  
 ۶۳  
 ۶۴  
 ۶۵  
 ۶۶  
 ۶۷  
 ۶۸  
 ۶۹  
 ۷۰  
 ۷۱  
 ۷۲  
 ۷۳  
 ۷۴  
 ۷۵  
 ۷۶  
 ۷۷  
 ۷۸  
 ۷۹  
 ۸۰  
 ۸۱  
 ۸۲  
 ۸۳  
 ۸۴  
 ۸۵  
 ۸۶  
 ۸۷  
 ۸۸  
 ۸۹  
 ۹۰  
 ۹۱  
 ۹۲  
 ۹۳  
 ۹۴  
 ۹۵  
 ۹۶  
 ۹۷  
 ۹۸  
 ۹۹  
 ۱۰۰

خلف انگریزوں کو کہ جادو بیان ہیں  
 بلاغت میں شہور ہندوستان میں  
 کہ جب عمر میں عمر ساری گنو ہیں  
 طوائف کو ازبر ہیں دیوان ان کے  
 نکلتے ہیں تکیوں میں ارمان ان کے  
 کہ عقلمندی پر دیے ڈال انھوں نے  
 شرفیوں کی اولاد بے تربیت ہے  
 سیکو کبوتر اڑانے کی لٹ ہے  
 چرس و رنگا بنے پشیدہ کوئی  
 سدا گرم انفار سے انکی صحبت  
 بڑھو لکھوں کسایہ سے انکو وحشت  
 کمینوں کی جگہ میں عمریں گنوائی  
 نہ علمی مدارس میں ہیں انکو پاتے  
 پہلوئی کی رونق میں جا کر بڑھاتی  
 کتاب و معلم سے پھرتے ہیں بھاگو  
 کر کیجے ان پاک شہدوں کی گنتی  
 ملی خاک میں جن سے عزت بڑونکی  
 تو یہ جس قدر خانہ برباد ہونگے

فصاحت میں مقبول ہر جوان ہیں  
 وہ کچھ میں تو لے دیکھیں گونہان میں  
 تو بھانڈا انکی غریب مجالس میں گائیں  
 گو تو نہ بے حد ہیں احسان ان کے  
 شناخوان ہیں بلبیس شیطان ان کے  
 ہمیں کہ دیا فارغ البال انھوں نے  
 تباہ انکی حالت بری انکی گت ہے  
 کسکیو ٹیرین لڑانے کی دھت ہے  
 مذکورہ چند کارسیا ہر کوئی  
 ہر اک رند و اوباش سوا انکی ملت  
 نے مدارس کی تعلیم سے انکو نفرت  
 انھیں گالیوں میں اور آپ کھانی  
 نہ شالیتہ جلسوں میں آتے جاتے  
 پڑے پھر لڑتے ہیں دیکھتے اور دکھاتے  
 مگر نالچ گانے میں ہیں سب آگے  
 ہوا جنکے پہلو سے بچکر ہے چلتی  
 مٹی خاندانوں کی جن سے بزرگی  
 وہ سب ان شرفیوں کی اولاد ہونگے

ترقی کی اولاد

۱۲  
 یہ بال شہداء - آزاد - بیباک اور بجا کو کہتے ہیں جن کی آنکھیں کسی کا لحاظ اور شرم ہائی نہ ہے

ہوئی انکی بچپن میں یوں سیانی  
 لگی ہونے جب کچھ سمجھ بوجھ شفیانی  
 بس بگھر میں شوار تھمنا ہوا نکا  
 نشہ میں مے عشق کے چور ہیں وہ  
 غم چشم دابرو میں رنجور ہیں وہ  
 کرین کیا کہ ہر عشق طینت میں انکی  
 اگر شش جہت میں کوئی دلربا ہے  
 اگر خواب میں کچھ نظر آگیا ہو  
 بھری سب کی جست رو داہریا  
 اگر مان ہو دکھیا تو انکی بلا سے  
 جو ہے گھر میں فاقہ تو انکی بلا سے  
 جنھوں نے لگائی ہو کو دلربا سے  
 نکالی سے و شنام سے جی جرائیں  
 جو میلونین جائیں تو چنچن کھائیں  
 لرز رہیں او باش انکی سہسی سے  
 کہ قیدی کی جیسے کٹے زندگانی  
 چڑھی بھوت کی طرح سر پہ جوانی  
 اکھاڑ و نہیں تکیوں میں منا ہوا نکا  
 صفت فوج مرگان میں تھک رہیں وہ  
 بہت ہاتھ سول کے مجبور ہیں وہ  
 حرارت بھری ہر طبیعت میں انکی  
 تو دل انکا نا دیدہ اسپر فدا ہے  
 تو یاد اسکی دن رات نام خدا ہے  
 جسے دیکھے قیس و فراد ہریان  
 ابا ہج بابا و اتو انکی بلا سے  
 جو مرتا ہے گنبد تو انکی بلا سے  
 غرض پھر نخلین کیا ہی ملے سوا  
 نہ جوتی سے پزار سے ہچکچائیں  
 جو محفل میں ٹھہریں تو فتنے اٹھائیں  
 گریزان میں زند انکی مہاسیگی سے

۱۔ سیانی بیاہ مخلوط بردن سیانی صفت مونت جسکے معنی ہوشیار صاحب تمیز اور سمجھدار کے ہیں ۱۲

۲۔ دائیں بائیں آگے پیچھے اوپر نیچے چھ سمتیں ہیں مگر اس سے اکثر تمام دنیا مراد لیتے ہیں ۱۲

۳۔ صوفیہ کی اصطلاح میں ذات باری تعالیٰ کے سوا جو کچھ ہے وہ ماسوا ہے مگر اس جگہ طرہ ماسوا یعنی مستحق مجازی سے مراد لگتی ہے ۱۲

سچو تون کو اپنے اگر بیاہ دیجے  
 جو بیٹی کے پیوند کی فکر تہیجے  
 یہی جھیکنا کو بکو گھر گھر ہے  
 نہ مطلب نگاری کا اُنکو سلیقہ  
 نہ اُمید داری کا اُنکو سلیقہ  
 قلی یا نفر ہو تو کچھ کام آئے  
 نہیں ملتی روٹی جھینٹ پیچھے کے  
 جو ہیں انہیں دو چار سودہ گھر کے  
 منور یہ اعیان اشراف کی ہیں  
 وہ اسلام کی پود شاید یہی ہے  
 بہت جس سے آئندہ چشم ہی ہے  
 یہی جان ڈالے گی باغ کھن میں  
 یہی ہیں دہنسلین مبارک ہماری  
 کرین گی یہی قوم کی غمگساری  
 یہی شمع اسلام روشن کریں گی  
 تو ہو دون کا بوجھ اپنی گردن پہ لیجے  
 تو بد راہ ہیں بجانجے اور بھتیجے  
 بہو کا ٹھکانا نہ بیٹی کو بر ہے  
 نہ دربار داری کا اُنکو سلیقہ  
 نہ خدمت گزاری کا اُنکو سلیقہ  
 مگر اُنکو سن میں کوئی کھیائے  
 وہ گزران کرتے ہیں سو غیب کر کے  
 وہ دین ات خواہان ہیں مرگ پاپ کے  
 سلف اُنکو وہ تھو خلف اُنکو میں  
 کہ جسکی طرف آنکھ سب کی لگی ہے  
 بقا منحصر ہے اسلام کی ہے  
 اسی سے بہار آئیگی اس چمن میں  
 کہ بخشینگی جو دین کو استواری  
 ان ہی پر اُمید ہیں موقوف ساری  
 بڑو نکا یہی نام روشن کریں گی

۱۷ لائق اور رشید بیٹا۔ طعنًا لائق بیٹے کو بھی کہتے ہیں ۱۲

۱۸ بر۔ اس کے کوکھ میں جس سے بیٹی کا ازدواج ہو سکے۔ اور اُنکو بر بنین ملتا یعنی سکے ایسا رکانہیں ملتا جس سے

۱۹ اسکی شادی کیا ہے ۱۲  
 ۲۰ نفر اُردو میں سائیس چاکو قلی اور کم درجہ کے آدمی کو کہتے ہیں ۱۲

خلف اُنکے الحق اگر یان ہی ہین  
 اگر یاد کار عزیزیان ہی ہین  
 تو یاد اس قدر اُنکی رہی انکی یان  
 سمجھتے ہین شاید جو آپ کو یان  
 چلن پر ہین جو قوم کے اپنی خندان  
 جو ڈھونڈھو گریا رو بہ در دُشمن  
 نہ رنج اُنکے افلاس کا اُنکو اصلا  
 نہ کوشش کی ہمت نہ دین کو پسیا  
 کہیں اُنکی پوشاک پر طعن کرنا  
 عزیز و نکی جس بات میں عیب پانا  
 شہادت سے دل سہائیوں کا دکھانا  
 نہ کچھ درد کی چوٹ اُنکی جگر میں  
 جہاز ایک گرداب میں بھنس رہا ہے  
 نکلنے کا راستہ نہ پہننے کی جا ہے  
 جو سو تو ہین مست خواب گرا ہین  
 کوئی اُنسے پوچھے کہ ای ہوش الو  
 بڑا وقت بڑا ہے آنے کو ہی جو  
 بچو گے نہ تم اور نہ ساھی تمھارے

عزیزیان

عظمت

سلف کے اگر فاتح خوان ہی ہین  
 اگر نسل شراف و اعیان ہی ہین  
 کہ اک قوم بہتی تھی اس نام کی یا  
 ہین آزادی راے پر جو کہ نازان  
 مسلمان ہین سب جنکے نزدیک نادان  
 تو نکلنے کے تصور ہی جو انداز نہیں  
 نہ فکراُنکی تسلیم اور تربیت کا  
 اڑانا مگر مفت اک اک کا خاکا  
 کہیں اُنکی خوراک پر نام دھرنا  
 نشانہ اُسے پھبتیوں کا بنانا  
 یگانوں کو بیگانہ بن کر چڑانا  
 نہ قطرہ کوئی خون کا چشم تر میں  
 بڑا جس سے جو کھون میں چھوٹا بڑا ہے  
 کوئی اُنہیں سوتا کوئی جاگتا ہے  
 جو بیدار ہین اُنہیں خند نہ ناں ہین  
 کس امید پر تم کھڑے ہنس رہے ہو  
 نہ چھوڑیگا سوتون کو اور جاگتوں کو  
 اگر ناوڈوبی تو دو بیٹے سارے

عزیزیان

۲

غرض عیب کیجے بیان اپنے کیا کیا  
 فقیہ اور جاہل ضعیف اور توانا  
 مریض ایسے مایوس دنیا میں کم ہیں  
 کسی نے یہ اک مرد انا سے پوچھا  
 کہا "عقل جس سے ملے دین و دنیا"  
 کہا "پھر اہم سب سے علم و مہر ہے  
 کہا "اگر نہویہ بھی اسکو میسر"  
 کہا "در ہو یہ بھی اگر بند اسپر"  
 وہ ننگِ شہر تا کہ ذلت سے چھوٹے  
 مجھے ڈر ہے میرے قوم یارو  
 اگر اسلام کی کچھ حمیت ہے تمکو  
 ورنہ یہ قول آئیگا راست پیر  
 رہو گے یوں ہی فارغ البال کب تک  
 رہے گی نہی پوڈیا مال کب تک  
 بس اگلے فسانے فراموش کرو

کہ بگڑا ہوا یان ہی آوے کا آوا  
 تاسف کے قابل ہوا حوال سب کا  
 بگڑ کر بھی جو نہ سنبھلین وہ ہم ہیں  
 کہ نعمت ہی دنیا میں سب سے بڑی کیا  
 کہا "اگر نہو اس سے انسان کو بہر"  
 کہ جو باعث افتخار بشر ہے  
 کہا "مال و دولت ہو پھر سب سے بڑھکر"  
 کہا "اے سنیہ بجلی کا گرنا ہے بہتر  
 خلائق سب کی نحوست سے چھوٹے"  
 مبادا کہ وہ ننگِ عالم تم ہی ہو  
 تو جلدی سے اٹھو اور اپنی خبر لو  
 کہ ہونے سے انکا نہو نا ہی بہتر"  
 نہ بدلو گے یہ چال اور ڈھال کب تک  
 نہ چھوڑو گے تم بھیر یا چال کب تک  
 تعصب کے شعلے کو خاموش کر دو

۱۱۔ بود چھوٹے درخت اولاد نسل ۱۲

۱۳۔ یعنی اور بنگی دیکھا دیکھی بے سمجھی بوجھ کوئی کام کرنا۔ یہ لفظ بھیر چال سے بگڑ کر بھیر یا چال ہو گیا ہے کیونکہ  
 بھیر دن کی عادت ہے کہ اگلی بھیر جس رستہ پر پڑتی ہے پھیلی بھی اسی کے ساتھ ہو لیتی ہیں ۱۴

بزرگوار

حکومت نو آزادیاں تمکو دی ہیں  
صدائیں یہ ہر سمت ہو آرہی ہیں  
تسلط ہو ملکوں میں و امان کا  
نہ بدخواہ ہو دین و ایمان کا کوئی  
نہ ناقض ہو ملک کو ارکان کا کوئی  
نہ سازین ہو بے خطر عید وین  
گھلی ہیں سفر اور تجارت کی راہیں  
جو روشن ہیں تحصیل حکمت کی راہیں  
نہ گھر میں غنیم اور دشمن کا کھٹکا  
مہینوں کے کٹتے ہیں رستے پلو نہیں  
ہر اک گوشہ گلزار ہے جنگلو نہیں  
سفر جو کبھی تھا تو سقیر کا  
پونجی ہیں ملکوں سے دم کی خبریں  
عیان ہیں ہر اک بر اعظم کی خبریں  
نہیں واقعہ کوئی پناہ کہیں کا  
کہ وہ قدر اس امن و آزادی کی  
ہر اک راہ رو کا زمانہ ہے ساتھی  
کہ دشمن کا کھٹکا نہ رہن کا دور ہے

ترقی کی راہیں سراسر گھلی ہیں  
کہ راہیں پچا تک سب گھلی ہیں  
نہیں بند رستہ کسی کا روان کا  
نہ دشمن حدیث اور قرآن کا کوئی  
نہ مانع ترغیت کے فرمان کا کوئی  
اذانیں بٹھرتے ہو مسجد وین  
نہیں بند صنعت کی حرفت کی راہیں  
تو ہوا ہیں کسب دولت کی راہیں  
نہ باہر ہو قزاق و نہرن کا کھٹکا  
گھرون سے سوا چین ہو نہز لو نہیں  
شب روز ہر امینی قافلون میں  
وسیلہ ہے وہ اب سراسر ظفر کا  
جلی آتی ہیں شادی و غم کی خبریں  
گھلی ہیں زمانے پہ عالم کی خبریں  
ہو آئینہ حوالہ ویر زمین کا  
کہ ہے صاف ہر سمت راہ ترقی  
یہ ہر سو سے آواز یہم ہے آتی  
نکلجاؤ رستہ ابھی بے خطر ہے



بہت لوجھ بار ایسے لڑوا رہی ہیں  
بہت سونہ چلنے سے نچوٹا ہے ہیں  
مبادا کہ غفلت میں کھوٹی ہو منزل  
لٹیرے نہ ٹھہراؤ تم رہبروں کو  
ٹٹو لو زور پہلے اپنے گھروں کو  
بڑی ہیں کہ اچھو و تیر تھارے

چلن ہو چکر عالمون کے بیان سب  
بگڑنے کو طیار بیٹھے ہیں بیان سب  
ستون مرکز ثقل سو مٹ چکا ہے  
کہ جو وقت یار ونہ ہے آنیوالا  
وہ آخر کو مٹی میں مگر رہے گا  
ابھی اور ہوتا ہے با مال باقی  
سراخام ہر قوم و ملت یہی ہے  
طلسمِ حبان کی حقیقت یہی ہے  
بہت باغ چھانٹو گئے پھول بھل کر

بہت قافلے دیر سے جا رہے ہیں  
بہت چل چلاؤ میں گھبرا رہی ہیں  
مگر اک تم ہی ہو کہ سوئی ہو غافل  
نہ بد خواہ سمجھو بس اب یا و لون کو  
دو الزام پیچھے نصیحت گردن کو  
کہ خالی ہیں یارِ ذخیرہ تمھارے  
امیر و نکی تم سن چکے دہستان سب  
شریفی نکی حالت ہو تم پر عیان سب  
یہ بوسیدہ گھر اب گرا کا گرا ہے  
یہ جو کچھ ہوا ایک شتمہ ہو اسکا  
زمانے نے اونچے سے جسکو گرایا  
نہیں گے کچھ قوم میں حال باقی  
یہاں ہر ترقی کی غایت یہی ہے  
سدا سے زمانے کی عادت یہی ہے  
بہت یان ہو خشک چشم ہوا کہ

۱۔ ستون کا مرکز ثقل سے ہٹ جانا مقدمہ ہے مکان کے گر جانے کا ۱۲

۲۔ قاعدہ کہ صاحب باغ بعض وہ درخت جنہیں پھل باقی رہ چکا ہے جیسے درخت بیر کیلا کھجور تارک کلاب  
بلا جنسیلی۔ سندھی وغیرہ اور نیردہ ٹہنیان درخت کی جو خشک جاتی ہیں انہیں جھنڈا باغ کو صاف سمٹ کر ادیتا ہوں

کہان ہین وہ اہرام مصر کی بانی  
 گئے پیشدادی کدھراور کیا گئی  
 کماؤ گمین کھوج کلہ انیون کا  
 وہی ایک ہے جسکو داکم بقا ہو  
 سوا اسکے انجام سب کا فنا ہو  
 مسامیان ہین فقیر و غنی سب  
 غلام اور آزاد ہین فتنی سب  
 کہان ہین گردان زابستانی  
 ٹا کر رہی سب کو دنیاے فانی  
 بتاؤ نشان کوئی ساسانیون کا  
 جہان کی وراثت اسی کو سزا ہے  
 نہ کوئی رہے گا نہ کوئی رہا ہے  
 غلام اور آزاد ہین فتنی سب

۱۱ اہرام مصری مصر کے مثلث نما چوہل مینار ہین جو دریائے نیل سے پانچ میل کے فاصلے پر  
 واقع ہین انہین سے ایک مینار دنیا کے سات عجائبات میں شمار ہوتا ہے اسنے زیادہ  
 کوئی قدیم عمارت شاید دنیا میں موجود نہیں ۱۲

۱۲ گردان زابستانی سے مراد رستم کا خاندان ہے ۱۲

۱۳ فارس کے گیارہ بادشاہ جو کیورث کی اولاد میں ہوئے ہین پیشدادی کہلاتے ہین ۱۳

۱۴ کہانی بادشاہوں سے کیقباد کی کاؤس کنجرو کے لہر اسب مراد ہین ۱۴

۱۵ کلہانی کیلہ یا یعنی خالد یہ بابل والے ۱۵

۱۶ بہمن بن اسفندیار کی اولاد میں جسقدر بادشاہ ہوئے ہین انکا ساسان لقب ہے

ان ہی کو ساسانی بادشاہ کہتے ہین ۱۶

## دوسرا ویساچہ

حدیث ورد و لاویزداستانی سہت

کہ ذوق مشین ہرچون دراز تر گردد

مسدس و جزیر اسلام اول ہی اول ۹۶ سلمہ ہجری میں چھپکر  
 شائع ہوا تھا اگرچہ اس نظم کی شاعت سے شاید کوئی معتد بہ فائدہ  
 سو سائٹی کو نہیں پہونچا۔ مگر چھ برس میں جس قدر قبولیت یا شہرت  
 اس نظم کو اطراف ہندوستان میں ہوئی وہ فی الواقع تعجب انگیز ہے۔  
 نظم بالکل غیر مانوس تھی اور مضمون اکثر طعن و ملامت پر مشتمل تھے۔  
 قوم کی خرابیاں چن چن کر ظاہر کی گئی تھیں اور زبان سے تیغ و  
 سنان کا کام لیا گیا تھا۔ ناظم کی نسبت قوم کے اکثر ابرار و اخیار  
 مذہبی سوء ظن رکھتے تھے۔ تعصب عموماً کلمہ حق سننے سے  
 مانع تھا۔ با این ہمہ اس تھوڑی سی مدت میں یہ نظم  
 ملک کے اطراف و جوانب میں پھیل گئی ہندوستان کے  
 مختلف اضلاع میں اس کے آٹھ سات ایڈیشن اب سے  
 پہلے چھپ چکے ہیں بعض قومی مدرسوں میں اس کا انتخاب

بچوں کو پڑھایا جاتا ہے۔ مولد شریف کی مجلسوں میں جا بجا  
 اُس کے بند پڑھے جاتے ہیں اکثر لوگ اُسکو پڑھ کر بے اختیار  
 روتے اور آنسو بہاتے ہیں۔ اُس کے بہت سے بند ہمارے  
 واعظوں کی زبان پر جاری ہیں۔ کہیں قومی ناگ میں  
 اُس کے مضامین ایکٹ کیے جاتے ہیں۔ بہت سی مسدس  
 اُسی کی روش پر اس بحر میں ترتیب دیے گئے ہیں شمالی مغربی  
 اضلاع کے سرکاری مدارس میں عام قبولیت کی وجہ سے  
 اُسکو تعلیم میں داخل کر لیا گیا ہے۔ یہ اور اسی قسم کی اور بہت  
 سی باتیں ایسی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم نے اسکی طرف کافی  
 توجہ کی ہے۔ مگر مصنف کو کچھ فخر کرنے کا محل نہیں ہے۔ اگر قوم کے دل  
 متاثر ہونے کا مادہ نہ ہوتا تو یہ اور ایسی ایسی ہزار نظمیں بیکار تھیں۔  
 پس مصنف کو اگر فخر ہے تو صرف اس بات پر ہی کہ اُسنے زمین شور میں  
 تخریدی نہیں کی اور پتھر میں چونک لگانی نہیں چاہی۔ اُس نے  
 ایک ایسی جماعت کو مخاطب کر دیا ہے جو بے راہ ہے پر گمراہ نہیں ہے  
 وہ راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں مگر راستے کی تلاش میں جپلاست گراں ہیں

اُن کے ہنر مفقود ہو گئے ہیں مگر قابلیت موجود ہے۔ انکی صورت بدل گئی ہے مگر حیوانی باقی ہے۔ انکے قویٰ مضحمل ہو گئے ہیں مگر ذرا اعلیٰ نہیں ہوئے اُن کے جوہر مٹ گئے ہیں مگر جلاسی بہر نمودار ہو گئے ہیں اُن کے عیبوں میں خوبیاں بھی ہیں مگر چھپی ہوئی۔ انکی خاکستریں چنگاریاں بھی ہیں، مگر دبی ہوئی۔

یہ نظم جس میں قوم کی گذشتہ اور موجودہ حالت کا صحیح صحیح نقشہ کھینچنا مد نظر تھا اگرچہ مشرق کی عام نظموں کی نسبت مبالغہ و خالی تھی لیکن فرو گذاشت سے خالی نہ تھی۔ دوست کی نگاہ نکتہ چینی اور بخرد گیری میں وہی کام کرتی ہے جو دشمن کی نگاہ کرتی ہے۔ دونوں یکساں عیبوں پر خرد گیری اور خوبوں سے چشم پوشی کرتے ہیں مگر دشمن اس غرض سے کہ عیب ظاہر ہوں اور خوبیاں مخفی رہیں۔ اور دوست اس خوف سے کہ مبادا خوبوں کا غرور عیبوں کی صلاح سے بازرگئے مصنف بھی جو کہ دوستی کا دم بھرتا ہے شاید محبت اور دلسوزی ہی سے قوم کی عیب جوئی پر مجبور ہوا اور ہنر گستری سے معذور رہا مگر یہ سب جسطحہ رغبت دلانے والا تھا اسقدر ریاوس کرنیوالا بھی تھا مصنف کو دلکی

آگ بھڑک بھڑک کر بجھ گئی تھی اور اُسکی افسردگی الفاظ میں سہل نہ کر گئی  
 تھی نظم کا خاتمہ ایسی دلکش اشعار پر ہوا جن سے تمام امیدیں منقطع ہو گئیں اور تمام  
 کوششیں راہِ کان نظر آنے لگیں۔ شاید اس خرابی کا تذکرہ کچھ ہو سکا اگر قوم  
 کی توجہ مصنف کو دل میں ایک نئی تحریک پیدا نہ کرتی اور قوم کو ایک نئے خطاب  
 کا مستحق ٹھہراتی۔ گو قوم نہیں بدلی مگر اس کو تیرے بدلتے جاتی ہیں۔ پس اگر  
 تحسین کا وقت نہیں آیا تو نفرت ضرور کم ہونی چاہیے بعض احباب کی  
 تحریک نے ان خیالات کی تائید کی اور ایک ضمیمہ مقتضای حال کو موافق  
 اصل مسدس کے آخر میں لائق کیا گیا۔ ضمیمہ کو طول دینا مصنف کا مقصود  
 نہ تھا مگر اس ضمن میں کوچھ کر طول سے بچا ایسا شہی کل تھا جسے مندرجہ کو کرنا تھو یا تو نہیں ملنا  
 قدیم مسدس میں بھی جستہ جستہ تصوف کیا گیا ہے شاید بعض تصرفات کو  
 ناظرین اس وجہ سے کہ قدیم اسلوب مانوس ہو گیا تھا پسند نہ کریں  
 مگر مصنف کا فرض تھا کہ دو ستون کی ضیافت میں کوئی ایسی چیز پیش نہ  
 کرے جو خود اُسکے مذاق میں ناگوار معلوم ہو نظم پہلے پسند کے قابل  
 تھی اور نہ اب ہے مگر الحمد للہ کہ ورد اور سچ پہلے بھی اور اب بھی ہے  
 امید ہے کہ در دھیلیکا اور سچ چمکے گا۔ اِنَّا لَقَبْلُ مِنَّا اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

## ضمیمہ

بس زنا امیدی نہ یوں بن بھاتا تو جھلکے میل پنی آخر دکھا تو  
 ذرہ نا امید وکی ڈھارس بندھا تو فسردہ دلون کد دل آخر بڑھا تو  
 تری دم سے مرد و نہن جانیں پریں جلی گھنٹیاں تو فی سر سبز کی مین  
 سفینہ پے نوع طوفان میں تو تھی سکون بخش یعقوب کنگان میں تو تھی  
 زینچا کی غمخوار ہجران میں تو تھی دل آرام یوسف کی زندان میں تو تھی  
 مصائبے جبن کر انکو گھیرا سہارا وہاں سب کے تھا ایک تیرا  
 بہت ڈوبتوں کو ترایا ہے تو نے بگڑتوں کو اکثر بنایا ہے تو نے  
 اکھڑتے دلون کو جمایا ہے تو نے اُجڑتے گھروں کو بسایا ہے تو نے  
 بہت تو نے پستون کو بالا کیا ہے اندھیرے میں اکثر اُجا لایا ہے  
 قوی تجھ سے ہمت ہی پیرو جان کی بندھی تجھ سے ڈھارس ہی خر و کلان کی  
 تجھ ہی پر ہی بنیادِ نظمِ جہان کی نہ تو تو رونق نہواں دکان کی  
 تگا پھر ہر مرحلے میں تجھ ہی سے روار دے ہر قافلے میں تجھ ہی سے  
 کسانوں سے کلر میں تو ہی ہوا تی جہازوں کو گرداب میں ہی کھواتی  
 سکندر کو دارا پہ ہے تو چڑھاتی فریدون کو ضحاک سے ہر لڑاتی



چلے جب سہر تو زباں گل عنان کی  
نوازا بہت بنواؤں کو تو نے  
دیادسترس نارساؤں کو تو نے  
سکندر کو شان کئی تو نے بخشی  
وہ ریر و نہیں رکھتے جو کوئی سامان  
نہ ساتھی کوئی جس سے منزل آسان  
تزویر بلکہ خوش خوش میں سطح جائے  
زمین جو تو کو جب اٹھتا ہے جوتا  
شب روز محنت میں ہر جان کھوتا  
اگر موج زن اس کی دہن تو ہو  
بنے اس سے بھی گرسوا اپنے دم پر  
پہاڑ لاک فزون اور ہو کوہ غم پر  
نہیں فکر تو دل بڑھاتی ہو جب تک

نظر تیری سٹی پہ ہر کاروان کی  
توانگر بنایا گداؤں کو تو نے  
کیا بادشہ ناخداؤں کو تو نے  
کلمیس کو دنیا نئی تو نے بخشی  
خوڑا دسے جنکا خالی ہے دامان  
نہ محرم کوئی جوئے درد پنہان  
کہ جا کر خزانہ میں اب کوئی پاتے  
سہیں کالگان تہا نہیں جبکہ ہوتا  
مہینوں نہیں یا توں پھیلا کر سوتا  
تو دنیا میں غل بھوک کا چار سو ہو  
بلاؤں کا ہوسا منا ہر قدم پر  
گدہ زنی ہو جو کچھ گزر جائے ہم پر  
دماغ نہیں پو تیری آتی ہو جب تک

۱۵ لفظ کئی منسوب ہے کہ سے جسکے معنی زبان فارسی میں شاہنشاہ کہیں اور لوگ عجم کے دوسرے طبقے کے چاروں بادشاہ کے کہلاتے ہیں جنکے نام یہ ہیں کیتقادیک وئس کینڈر کے لہر سب جسکی جمع کیاں اور ایک نسبت کو ساتھ کیا فی ہو پس کئی وہ چیز ہے جو کیا نیوں کی طرف منسوب ہے جیسے تاج کئی اور شان کئی

۱۶ کلمیس اٹلی کا رہنے والا اور زن جہاز رانی میں ہوشیار تھا اسی نے ملکہ ازبلا والیہ سپین کی امداد سے ۱۵۹۲ء میں براعظم امریکا کو تلاش کر کے قدیمی دنیا پر ظاہر کیا ۱۲

۱۷ جوتا بواؤں مجھول جوتے والا یعنی کاشتکار ۱۳

۱۸ اسپین یعنی موسم کا عمدہ حالت میں نظر آنا ۱۴

یہ سچ ہے کہ حالت ہماری زبون ہے،  
 جہالت وہی قوم کی رہنمون ہے  
 مگر اسی امیداک سہارا ہے تیرا  
 نہیں قوم میں گریہ کچھ جان باقی  
 نہ وہ جاہ و خشنیت سے سامان باقی  
 بگردنیز کا گواہی وقت آگیا ہے  
 بہت ہیں ابھی جنہیں غیرت ہو باقی  
 فقیری میں بھی بوے ثروت ہے باقی  
 مٹے پر بھی پندار ہستی ہی ہو  
 سمجھتے ہیں عزت کو دولت سے بہتر  
 گلے تم قناعت کو ثروت سے بہتر  
 لڑنکا نہیں در بدر سے جھکنے والا  
 مشابہ ہی قوم اس میں جوان سے  
 نہ بستر سے حرکت نہ جنبش مکان سے  
 نظر آتے ہیں سب صفت جسکے مزین  
 بجائیں حواس اسکی اور ہوش قائم  
 دماغ اور دل حشمت اور گوش قائم  
 کرے کوئی اعلیٰ اگر غور کامل

عزیز و نکی غفلت ہی جون کی تون ہو  
 تعصب کی گردن یہ پلت کا خون ہو  
 کہ جلوہ یہ دنیا میں سارا ہے تیرا  
 نہ اٹھیں وہ اسلام کی نشان باقی  
 اس حال میں بھی ہو کہ آن باقی  
 مگر اس بگڑنے میں بھی اکاوا ہے  
 دلیری نہیں پر حمیت ہے باقی  
 تہید ستہ میں پر مروت ہے باقی  
 مکان گرم ہو گا گو بچھ گئی ہے  
 فقیری کو دولت کی شہرت سے بہتر  
 انھیں موت ہی بار منت سے بہتر  
 وہ خود پست ہیں نیرنگا ہیں بینا  
 کیا ضعف نے جسکو مالوس جان سے  
 اجل کے ہیں آثار جسے عیان سے  
 نہیں کوئی مہلک ضلالت کوین  
 طبیعت میں میل خورد و نوش قائم  
 جوانی کا پندار اور حوش قائم  
 عجب کیا جو ہو جائزہ دینا مل

بہشت قبول

آخان تری

عیان سب پہ احوال بیمار کا ہے  
موافق دوا ہے نہ کوئی غذا ہے  
مگر ہوا بھی یہ دیا مٹتا تھا  
یہ سچ ہے کہ ہے قوم میں قحط انبیا  
سفال و خرف کے ہیں انبار گریا  
چھے سنگرز و زمین گوہری ہیں کچھ  
جو بے غم ہیں انہیں تو غمخوار بھی ہیں  
ابن ہی غافلون میں خبردار بھی ہیں  
جامعہ کے اپنی زلے بھی ہیں یان  
جو چاہیں پٹ دین ہی سب کی کایا  
اکیلون نے ہے قافلون کو بچایا  
یون ہی کام دنیا کا چلتا رہا ہے  
یہ سچ ہے کہ ہیں بیشتر ہم میں ناوان  
جہان میں ہیں جو انکی غرت کو خواہان  
پا پس بھی کچھ ہوتے جاتے ہیں پیدا  
کوئی خیر خواہی میں ہی ہمسرا نکا  
کوئی ہر زبان سے ستائش گرا نکا  
بہت انگریز گن سنتے ہیں چکے چکے

غلام

کہ تیل اٹھیں جو کچھ تھا سب حل چکا ہے  
ہزال بدن ہر زوال قوی ہے  
بجھا جو کہ ہے یان نظر کوٹا  
نہیں قوم کے پر سب افراد یکساں  
جو اہر کے ٹکڑے بھی ہیں نہیں پنہاں  
لے ریت میں زوہ زری ہیں کچھ  
جو بے مہر ہیں کچھ تو کچھ بار بھی ہیں  
خرابات میں چند ہتھیار بھی ہیں  
نکمون کچھ کام والے بھی ہیں یان  
کہ اک اک نے ملکون کو ہی یان جگایا  
جہازون کو ہے زور قون نے ترایا  
دیے سے دیا یون ہی جلتا رہا ہے  
نہیں چکے درد و تعصب کا درمان  
ان ہی سے وہ ہتھیار دست گیر یان  
کہ جو خیر خواہوں ہیں ان پر شیدا  
کوئی دست دبازوسی ہا ورنکا  
بہت رکھتے ہیں نقش حب و دل پرانکا  
بہت سنسکر دھنتے ہیں چکے چکے

بہت دن سے دریا کا پانی کھڑا تھا  
 تعمیر سے یہ حال اسکا ہوا تھا  
 ہوئی تھی بیانی ہزار اہل روانی  
 پر آب سین رو کچھ کچھ آنے لگی ہو  
 ہوا بیلے کچھ اٹھانے لگی ہے  
 اگرچہ یہ انقلاب اتفاقی  
 حوادث نے انکو دریا ہے کچھ کچھ  
 ضرورت نے مستہ دکھایا ہے کچھ کچھ  
 ذرا دست بازو ہلانے لگے ہیں  
 رہ راست پر ہیں وہ کچھ آتے جاتے  
 تھا خر سے ہیں اپنے بچتا جاتے  
 بزرگی کے دعوں پہ لگ رہے ہیں  
 نہیں گھاٹ پر گورتی کر آتے  
 نمی روشنی سے ہیں آنکھیں جراتے  
 کہ دنیا نہیں گرج رہی کو قابل  
 منزل پہ ہاتھ ملنے لگے ہیں  
 دھوین کچھ دلوں سے نکلتے لگی ہیں  
 وہ غفلت کی ساتیں گد زیکو ہیں  
 توج کا جسمین نہ ہرگز پتا تھا  
 کہ مکر وہ تھی بو تو کڑوا مزا تھا  
 کہ مشکل سے کہہ سکتے تھے اسکو پانی  
 کناروں کو اس کے ہلانے لگی ہے  
 کناروں کو اس کے ہلانے لگی ہے  
 تو دریا میں بس کہ موج ہوا تھی  
 مصائب نے نچا دکھایا ہے کچھ کچھ  
 زمانے کے غل نے جگا یا ہے کچھ کچھ  
 وہ سوتے ہیں کچھ کلبدان لگی ہیں  
 تعلی سے ہیں انہی شرماتے جاتے  
 سرخ اپنا کچھ کچھ ہیں وہ پاتے جاتی  
 وہ خود اپنی نظروں سے گرنے لگی ہیں  
 نئی بات سے ناک بھون میں جڑھاتے  
 مگر ساتھ ہی یہ بھی ہیں کہتے جاتے  
 اس طرح دنیا میں رہنا مشکل  
 کچھ اس سوز سے جی پکھلتے لگے ہیں  
 کچھ آسے سی سینوں پہ چلنے لگی ہیں  
 نشہ جو پڑھے تھے اترنے کو ہیں اب

نہین گرچہ کچھ درد اسلام آنگو  
 نہ کچھ فکر آغاز و انجام آنگو  
 مگر قوم کی سنکے کوئی مصیبت  
 خصوصیت سے ہیں اپنی گو خواران سب  
 خود واپس کی چوٹوں سے ہیں تیر جان  
 کتنا اتفاقی نے کھو یا ہے ہکو  
 یہ مانا کہ ہم میں ہیں ایسے دانا  
 سترل کو ہر ٹھیک ٹھیک اپنے جانا  
 پتا غار بانوں سے پہا سب کے جاری  
 فرائض میں گو دین کو سب میں قاصر  
 مساجد سے غائب ملا ہی میں حاضر  
 کہ مذہب پہ چلے ہیں جو ہر طرف سے  
 خود اپنی ہے گو قدر و قیمت گنوا  
 جو آپ اٹکی خوبی نہین کوئی پائی  
 شرف گو کہ باقی نہین غلبہ کچھ  
 ذرا پھر کے پیچھے وہ جب دیکھتے ہیں  
 نبرہ گون کا علم و ادب دیکھتے ہیں  
 توہن فخر سے وہ بھی مر اٹھا

نہ ہیو می قوم سے کام میں کو  
 ہر ابر سے ہو صبح یا شام میں کو  
 انھیں کچھ نہ کچھ آہی جاتی ہوتی  
 نرا خون سیر باہم کی ہیں نا توان سب  
 یہ ہیں متفق اسیہ پیر جوان سب  
 اسی جزر و مد نے ڈوبو یا ہو ہکو  
 جنھوں نے حقیقت کو ہر اپنی چھانا  
 کہ ہم میں کہاں اور کہاں نہر مانا  
 کہ حالت بری آجکل ہو جارہی  
 نہ مشغول باطن نہ پابند ظاہر  
 مگر ایسے فاسق ہیں ان میں نہ فاخر  
 وہ دیکھ آنگو مٹی میں تھلا سلف سے  
 پہ بھولے نہین ہیں بڑوں کی بڑائی  
 توہن خوبیوں پر ان ہی کی فدا  
 مگر خواب میں دیکھ لیتے ہیں سب  
 وہ اپنا حساب و نسب دیکھتے ہیں  
 سرفرازی جد و آب دیکھتے ہیں  
 کبھی ہیں نداسے گردن جھکاتے

تو انکا یہی افتخار اور زدامست  
 کہ آتی ہو کچھ اس سروبوئے حمیت  
 بھلا دی جنھوں نے بڑائی بڑو کی  
 وہی ایشیا کرتے آباد ہیں یاں  
 چین کی جنھیں چھو یا وہیں یاں  
 گئیں بھول صحرا کی جنکو فضا میں  
 قوی ہوں کہ کمزور افزوں ہوں یا کم  
 مؤخر ہوں اس زرم میں یا مقدم  
 کسی نگین ہوں کسی حال میں ہوں  
 تعلق کی ہوئی اگلی عظمت سے اپنی  
 گذشتہ اور آئندہ حالت سے اپنی  
 سنیں دور بخمدار سے کچھ کنار  
 کہ تو میں ہیں دنیا میں جو جلوہ فرما  
 کہ قبائل اندان کہ کنا ہے زیبا  
 جہان ہو کہ بستہ ساتھ اکو جنبک

اگر کچھ بھی باقی ہو یا رونہیں بہت  
 تنگن سعادوت ہو اور فال دولت  
 وہ کھو بیٹھے آخر کیا بی بڑوں کی  
 اسی میں جو گرم فرما وہیں یاں  
 قفس کو ہی ہوتے آزاد ہیں یاں  
 وہ شاید قفس ہی میں عمریں گنوائیں  
 بندی میں ہوں یا کہ پستی میں ہوں ہم  
 محقر زمانے میں ہوں یا مکرم  
 عبائیں ہوں پوشیدہ یا مثل ہوں  
 اگر یا خبر ہیں حقیقت سے اپنی  
 بندی پستی کی نسبت سے اپنی  
 تو سمجھو کہ ہے پار کھیا ہمارا  
 الپ ارسلان سے یہ طغرائے پوچھا  
 نشان اگلی اقبال مندی کے ہیں کیا  
 کہا ملک دولت ہو ہاتھ اگلی جنبک

۱۷ سلجوقیوں کے سلسلے کا دوسرا بادشاہ ہو اسکی باپ کا نام چغریگ اور چچا کا نام طفل بیگ تھا طفل بیگ  
 اپنی زندگی میں اسکو ولیعہد مقرر کر دیا تھا۔ چنانچہ طفل کے بعد اسکا جانشین ہوا۔  
 ۱۸ طفل سلجوقیوں کے سلسلے کا پہلا بادشاہ الپ ارسلان کا چچا اور سلجوق کا پوتا جو ۱۰۷۴ء میں تخت نشین ہوا۔

جہان جاگن وہ سرخرو ہو گئے تین  
 نہ بگڑیں کبھی کام جو وہ بنائیں  
 کرین جس کو گڑس تو وہ کیا ہو  
 ولیم کی جبکہ باتیں سنیں یہ  
 کہا جان عم گپے ہے گورنشین  
 حادثہ سوین گذارا نہیں یان  
 ہم ہے کبھی گاہ برہم ہے محفل  
 زمانے کی گردش سے بچا ہے شکل  
 بہت کیک تازو کو یان گھرتے دیکھا  
 جہان سوہو یان دہن ہریان بھی  
 سقر بھی ہو یہ خاکدان اور جہان بھی  
 نکھرتے ہیں جویان وہ گدلاؤ بھی میں  
 ضعیف و رقی ازنی اور عراقی  
 یہ اقبال کی ہر متق بن میں باقی  
 بلاؤ نہیں گھر کر نکھاتے ہیں وہ  
 نہیں ہوتے نیرنگ گردون سے حیران  
 اٹھاتے نہیں کچھ حادثہ سے نقصان  
 بھڑکتے ہیں انفرادہ ہو کر سوا وہ  
 ظفر ہمنان ہو جدھر باگ اٹھائیں  
 نہ اگھڑیں قدم جس جگہ وہ جائیں  
 اگر خاک میں اٹھو الین طلا ہو  
 ہنسنا شکے فرزانہ دور ہیں یہ  
 مگر شرط اقبال ہرگز نہیں یہ  
 بلند ی بستی سے چارہ نہیں یان  
 کھٹن ہے کبھی گاہ آسان ہر منزل  
 نہ محفوظ ہیں اس سے مدبرہ مستقبل  
 سدا شہسوار و کو یان گرتے دیکھا  
 جہان روشنی ہر دہن ہر دھواں بھی  
 بہار میں بھی ہیں اس چمن میں نملن بھی  
 چکتے ہیں جویان وہ گناؤ بھی ہیں  
 چکھاتا ہر درد قح سب کو ساقی  
 یہ سب تلخیاں انکی ہیں اتفاقی  
 ذرا ڈگمگا کر سنبھل جاتے ہیں وہ  
 ہر اک درد کا ڈھونڈ لیتے ہیں دریاں  
 وہ چونک اٹھتے ہیں دیکھ خواب پریشان  
 پھپھکتے ہیں پڑمروہ ہو کر سوا وہ



پکھلتے ہیں سانچے میں ڈھلنے کی خاطر  
 ٹھہرتے ہیں دم لے کے چلنے کی خاطر  
 سب کو غرض ہی سمجھتے ہیں پہلے  
 ضرورت نہیں یہ کہ فرما زواہیوں  
 سپاہی ہوں تاجر ہوں یا نا خدا ہوں  
 کہ ہم کیا ہیں اور کون ہیں اور کہاں ہیں  
 جب لڑا نہیں ہوش کچھ وقت کھو کر  
 کرین کوششیں سب بہم ایک ہو کر  
 نہ ہوتا ب پرواز اگر آسمان تک  
 بڑا ہے وہی وقت اب ہم یہ آ کر  
 سواروں نے کی راہ طے باگ اٹھا کر  
 گرفتار خیزان سدھار بھی اب ہم  
 مگر بیٹھ رہے سے چلنا ہے بہتر  
 جو ٹھنڈک میں چلنا نہ آیا میسر  
 یہ تکلیف درج ہے سب اتفاقی  
 ہوا کچھ وہی حسن بیان کچھ کیا ہے  
 کرو کچھ کہ کر ناہی کچھ کیا ہے  
 لے بدیا۔ علم۔ ہشر۔ فضیلت ۱۲

لگاتے ہیں غوطہ اچھلنے کی خاطر  
 وہ کھاتے ہیں ٹھوکر سنہلنے کی خاطر  
 ابلجھتے ہیں پیچھے سلجھتے ہیں پہلے  
 رعیت ہوں وہ خواہ کشور کشا ہوں  
 وہ کچھ ہوں پانی سے واقف ذرا ہوں  
 گھٹے یا بڑے ہیں سب یا اگر ان میں  
 رہیں بیٹھ قسمت کو اپنی نہ رو کر  
 رہیں درغ ذلت کا واس سے ڈھو کر  
 تو ان تک ٹہرین ہو سالی جہانک  
 کہ اٹھیں سو تے بہت دن چڑھا کر  
 گئے قافلے ٹھہر منزل پہ جا کر  
 تو ہو بچ بھلا جاؤ منزل پہ گپ ہم  
 کہ ہے اہل محنت کا اللہ دیا ور  
 تو ہو بچینگے ہم دھوپ کھا کھا کر سپر  
 چلو اب بھی ہر وقت چلنے کا بات  
 لیا جس نے پھل بیج بو کر لیا ہے  
 مثل ہے کہ کرتے کی سب پیا ہے

سین علی



نہین ملتی کوشش سو دنیا ہی تنہا  
 کہ ارکان دین بھی اسی پر ہیں پر پیا  
 جنہیں ہونہ دنیا سے فانی کی پردا  
 کہ میں آخرت کا ہی وہ کاش سودا  
 نہین ملتے دنیا کی خاطر اگر تم  
 تو لو دین حق کی ہی ٹھ کر خرم  
 بنی نوع میں دو طرح کے ہیں انسان  
 تفاوت ہو حالت میں جنگی نمایان  
 کچھ نہیں ہیں احت طلبا و ترن آسان  
 بلک کے نگہبان بستر کے دربان  
 نہ محنت پائش قدرت کے قائل  
 سمجھتے ہیں تنکے کو رستے میں جائل  
 اگر ہیں تو انگریز تو بے کار ہیں سب  
 اپنا جہن روگی ہیں بیمار ہیں سب  
 تعیش کے ہاتھوں سے ناچار ہیں سب  
 تن آسانوں میں گرفتار ہیں سب  
 برابر ہیں انکا ہونا نہ ہونا  
 نہ کچھ جاگنا انکا بہتر نہ سونا  
 اگر ہیں تہید ست اور بے نوا وہ  
 تو محنت سے ہیں جی چراتے سدا وہ  
 نصیبوں کا کرتے ہیں اکثر گلا وہ  
 ہلاتے نہیں کچھ مگر دست و پا وہ  
 اگر بیک مل جائے قسمت سے انکو  
 تو سو بار بہتر سے محنت سے انکو

۱۱ یعنی ہر وقت با بدن کی حفاظت اور خود آرائی میں مصروف رہتے ہیں یا نرم نرم کچھ نون

میں بڑے اینڈ تے ہیں۔ گویا بستر کے دربان ہیں ۱۲

۱۳ یعنی نہ محنت کرتے ہیں اور نہ اس بات کے قائل ہیں کہ کوشش سے خدا تعالیٰ انکو

ان کے مقاصد پر کامیاب کر سکتا ہے ۱۴

۱۵ پا جھکے ہاتھ پاؤں بیکار ہوں۔ روگی۔ روگ والا یعنی مریض ۱۶

نہ جو بے نواہین نہ ہین کچھ تو انگر  
 کہ کھانے کو ملتا رہے پیٹ بھر کر  
 ہوے زلیو زامیت سو عاری  
 نہ ہمت کہ محنت کی سختی اٹھائیں  
 نہ غیرت کہ ذلت سے پہلو بچائیں  
 نہ کل فکر بھایہ کہ ہین اسکی چل کیا  
 ہین کرتے کھیتی میں وہ جانفشانی  
 پہ جب یاس کرتی ہو دل پر گرانی  
 ہین لیتے کچھ کام تدبیر سے وہ  
 کبھی کہتے ہین هیچ ہین سب سامان  
 دھرے سب رہ جائینگے کاغذ و لوان  
 ترقی اگر ہمنے کی بھی تو پھر کیا  
 یہ گرم کوشش میں جو روز و شب ہین  
 ترقی کے میدان میں سبقت طلب ہین  
 ہین لگو کچھ انہی محنت سے امانا  
 کبھی کرتے ہین عقل انسان پہ نفرین  
 وہ تدبیر میں سطح کرتی ہر تفتین  
 مگر سب خیالات ہین خام اُسکے

وہ ہین دھور کی طرح قانع اسی پر  
 ہین بڑے پس میں سو اگر قدم بھر  
 معطل ہون تو تین انکی ساری  
 نہ جرات کہ خط و نکتے میدان میں آئیں  
 نہ عبرت کہ دنیا کی سمجھ میں آدائیں  
 نہ ہے آج پروا کہ ہونا ہو کھل گیا  
 نہ ہل جوتے ہین دیتے ہین پانی  
 تو کہتے ہین حق کی ہے نامہربانی  
 سد اڑتے رہتے ہین تقدیر سے وہ  
 کہ خود زندگی ہو کوئی دن کی مہمان  
 نہ باقی رہے گی حکومت نہ فرمان  
 یہ بازی اگر حیت لی بھی تو پھر کیا  
 اٹھا تو سد بار رنج و نقب ہین  
 نہ تاثیر دنیا کی بھولے یہ سب ہین  
 بناتے ہین وہ گھر ہین جسم ہینا  
 کہ با وصف کوتاہ بینی ہے خود ہین  
 کہ گویا کھلا اُسپہ ہے ستر تکوین  
 ادھر ہین جتنے ہین بیان کلام اُسکے

نہ آتا رِ دولت کی اُسکو خبر کچھ	نہ اسبابِ راحت کی اُسکو خبر کچھ
نہ کلفت نہ راحت کی اُسکو خبر کچھ	نہ عزت نہ ذلت کی اُسکو خبر کچھ
نہ واقف کہ مقصودِ ہستی سی ہو کیا	نہ آگاہ اس کے ہستی ہو شے کیا
اٹھاتے ہیں جسکے لیے رنج و محنت	کبھی کہتے ہیں نہ رہے مان دولت
اسی ہو دماغِ غمین آتی ہو محنت	اسی سے گناہوں کی ہوتی ہو غربت
ہو یہیں عبدِ ابیس سے قومِ نہ نازل	یہی حق ہو کرتی ہو بند و نکو غافل
کہ مقسومِ مہن کو ششیں سب ہیں باطل	کبھی کہتے ہیں سعی و کوشش ہو حاصل
برابر ہیں یاں محنتی اور کاہل	نہیں ہوتی کوشش سے تقدیرِ زائل
توروی ٹکمون کو ہرگز نہ ملی	ہلانے سوزِ زری کی گر ڈور ہلتی
سُلائے کو قسمت کو رنگینِ فسانے	ٹکمون کے ہیں سب یہ دلکش ترانے
نہیں چاہتے دستِ بازو ہلانے	اسی طرح کے کر کے حیلے بہانے
کہ حرکت میں ہوتی ہو بکرتِ خدا کی	وہ بھول ہو یہیں عبادتِ خدا کی

۱۲۔ ٹکمون کے نزدیک روٹی کا بلجانا گویا ترقی کی حد ہے ۱۲

۱۳۔ یعنی جس طرح قصہ خوان رنگینِ فسانے سُنا سُنا کر بادشاہوں اور امیرین کو خواب راحت میں لایا کرتے ہیں اسی طرح وہ لوگ جو کاہل و رنجے ہیں دنیا کو فانی لکڑی مال دولت سے نفرت دکھا کر اور تقدیر کی آڑ لیکر تدبیر سے باز رہتے ہیں اور انکی اس طرح کی باتیں گویا انکے سخت بیدار کو خفتہ کرنے کے لیے کہاں بیان ہیں ۱۳

نہ  
میں

سُنی تم نے جس جماعت کی حالت  
بگڑتی ہیں تو میں اسی کی بدولت  
کیا صوڑ و صید اکو برباد اسی نے  
جہان ہے زمین پر نحوست ہے انکی  
مصیبت کا پیغام کثرت ہو ان کی  
وجود انکا اصل اہلیات ہو ان  
سبب ایسے تن آسان و بیکار و کاہل  
نہیں اُنسے کچھ نوع انسان کو حاصل  
جب پھیلے ہیں سہمی ہو دولت  
جہان بڑھ گئی ان کی تعداد حد سے  
رہا اُسکو بہرہ نہ حق کی مدد سے  
بچو ایسے شو موئی پر چھائیوں سے

تنزل کی بنیاد ہے یہ جماعت  
ہوا اسکی ہے مفسد ملک و ملت  
بگاڑا و شوق در بغداد اسی نے  
جدھر ہے زمانے میں نکبت ہے انکی  
تباہی کا لشکر جماعت ہے انکی  
خدا کا غضب انکی بہتات ہو ان  
تدن کے حق میں ہیں زہر ہلاہل  
نہیں انکی صحبت کہ ہے سقیم قاتل  
یہ جون جون کہ برہمتی ہیں لہو  
ہوئی قوم محسوب بنے ام و دوسے  
وہ اب بچ نہیں سکتی نکبت کی زد سے  
ڈرو ایسے چپ چاپ نیما یوں سے

۱۵ صورہ بحیرہ شام کے کنارے پر ملک شام کا ایک نہایت قدیمی شہر کہتے ہیں کہ یونان کا اکثر علماء اسی  
کے تھے مسلمانوں نے اسکو اور شہر عکا کو غلہ، ہجری میں فتح کیا تھا۔ اور اب مدت سو ویران ہے ۱۲

۱۶ صید ۱۔ دمشق سے ۲۰ میل بحیرہ شام کے کنارے پر ایک مضبوط اور مستحکم شہر تھا جس میں متعدد  
قلعے تھے اور اب یہ بھی ویران ہے ۱۲

۱۷ اصل۔ جرہ لیا ت بلا کی جمع۔ یعنی بلاؤں کی جرہ ۱۲ بہتات۔ کثرت افراط ۱۲

۱۸ نیما لوٹ۔ اور نیما کی تیسر یعنی کاہل اور نکمے آدمی اگرچہ ظاہر میں ملک کو نہیں لوٹتے مگر چونکہ  
انکا اثر و سماں پر پڑتا ہے اسلیئے انکو چپ چاپ نیما کی کہا گیا ہو گویا وہ ملک کو چپکے ہی چپکے تاراج کر رہے ہیں ۱۲

مگر ایک فریق اور اُن کے سوا کہ  
 سب اس بزم میں جنکا نور و ضیاء  
 ہو جو جو کہ پیدا ہین محنت کی خاطر  
 نہ راحت طلب ہین نہ مہلت طلب وہ  
 نہیں لیتے دم اکیدم بے سبب و ہ  
 وہ تھکتے ہین او چین باقی ہو دنیا  
 چین گرنہ وہ ہوں کھنڈ کاخ و دیوان  
 جو بوئیں نہ وہ تو ہوں جاندار بے جان  
 یہ چلتی ہو گاڑی اُن ہی کہ سارے  
 کھیلاتے ہین کوشش میں تاب تو ان کو  
 سمجھتے نہیں سہین جان اپنی جان کو  
 بس اس طرح جینا عبادتِ اُنکی  
 مشقت میں عمر اُنکی کٹی ہے ساری  
 سدا بھاگ دوڑ اُنکی رہتی ہو جاری  
 نہ لون جیٹھ کی دم تڑاتی ہو اُنکا  
 نہ اجاب کی تیغ احسان سے گھائل  
 نہ دکھ درد میں سوئے آرام مائل  
 نئے ہوں کبھی رستم و سام جیسے

شرف جس سے نوع بشر کو ملا ہے  
 سب اس باغ کی جن سے نشوونما ہو  
 بنے ہین زمانے کی خدمت کی خاطر  
 لگے رہتے ہین کام میں روز و شب وہ  
 بہت جاگ لیتے ہین سوتے ہین جب وہ  
 کما تے ہین وہ اور کھاتی ہو دنیا  
 بنیں گرنہ وہ شاہ و کشور ہوں عریان  
 جو چھانٹیں نہ وہ تو ہوں جنگل گلستان  
 جو وہ کل سٹیجیں تو بیکل ہوں سارے  
 گھلاتے ہین محنت میں جسم دروان کو  
 وہ مرم کے رکھتے ہین زندہ جہان کو  
 اور اس دُھن میں ناشاد و شگامگی  
 نہیں آتی آرام کی اُن کے باری  
 نہ اندھی میں عاجز نہ منہ میں عاری  
 نہ ٹھہراہ کی جی چھڑاتی ہو اُنکا  
 نہ بیٹے سے طالب بھائی سے سائل  
 نہ دریا و کوہ اُنکے رستے میں حائل  
 غیو اب بھی لاکھوں ہین گننام ہے



کسی کو بیوہ بن ہو کہ جو کچھ کمائیں  
 کسی کو یہ کہے کہ جھیلین پلائیں  
 کوئی محو ہو فکر فرزند و زن میں  
 جو مصروف ہو کشتکار میں کوئی  
 عزیزوں کی ہو غمگساری میں کوئی  
 یہ ہوائی ساعت کے سامان کرتا  
 کوئی اس تنگ و دین رہتا ہو ہر  
 رہین جیتے جی تاکہ خود شاد و خرم  
 کہ بعد اپنے کھائینگے فرزند و زن  
 بہت دل میں اپنی یہ رکھتے ہیں ہاں  
 وہ ہوں تاکہ جب چشم عالم سے نہاں  
 یہی طالبِ شہرت و نام لاکھوں  
 بہت مخلص اور پاک بندے خدا کے  
 نہ شہرت کو خواہاں نہ طالبِ ثنا کے  
 ریاضت سب انکی خدا کی لیے ہے  
 کوئی انہیں ہر حق کی طاعت مفتوں  
 کوئی زہد و سبر و قناعت پہ مفتوں  
 کوئی مومن سچا کو پہنچاتا  
 کھلا میں کچھ اور نو کو کچھ آپ کھائیں  
 یہ احسان کسی کا نہ ہرگز اٹھائیں  
 کوئی چور ہو چٹ اہل وطن میں  
 تو مشغول دُکان داری میں کوئی  
 ضعیفوں کی خدمت گذاری میں کوئی  
 وہ کہنے پہ ہے جان قربان کرتا  
 کہ دولت جہان تک ہو کیجے فراہم  
 مرن جب تو دل پر نہ لیجائیں یہ عشم  
 لباس اٹکا اور اپنا ہو گا کفن کیا  
 کہ کر جائیں یاں کوئی کار نمایاں  
 تو ذکر جمیل اُنکا باقی رہے یاں  
 بناتے ہیں جہو کے کام لاکھوں  
 نشان جن سے قائم ہیں صدق و صفا کے  
 نمائش سے بیزار دشمن ریا کے  
 مشقت سب اُسکی رضا کے لیے ہے  
 کوئی نامِ حق کی شاعت پہ مفتوں  
 کوئی چند دو عطا جماعت پہ مفتوں  
 کوئی سادہ ہو دُہون کی تراتا

بہت نوع انسان کے غمخوار دیا اور  
شدائد کے دریاے خون میں شناور  
ہر اک قوم کی بہت بوداؤں سے پر  
کسی پر ہو سختی صعبیت ہے اُن پر  
کہیں ہو فلاکت مصیبت ہے اُن پر  
کسی پر جلیں تیر آماج یہ ہیں  
یہ ہیں حشر تک بات پر اُڑنے والے  
یہ فوج حوادث سے ہیں اُڑنے والے  
اُنڈتا ہے رکنے سے اور اُنکا دریا

جالتے ہیں جب پاؤں ملتے نہیں یہ  
گے پھیل جب پھر سمٹتے نہیں یہ  
ہم بن گئے سر نہیں بیٹھے وہ  
خدا نے عطا کی ہے جو اُنکو قوت  
نہیں پھرتی اُنکا منہم کوئی زحمت  
بھروسے پہ اپنے دل دست دیا ہے  
نہیں مرحلہ کوئی دشوار اُن کو  
کلاستان ہے صحراے پُر خار اُنکو  
نہیں حائل اُنکو کوئی رہنڈر میں

ہو خواہ ملت بہ اندیش کشور  
جان کی پُر آشوب کشتی کے لنگر  
سب اس نغمہ کی نمودیں ہیں  
کسی پر ہو غم رنج و کلفت ہر اُن پر  
کہیں آئے آفت قیامت ہر اُن پر  
لگے کوئی رہگیر تاراج ہیں  
یہ چمان کو میخون سے ہیں اُڑنے والے  
یہ غیروں کی ہیں ناگ میں اُڑنے والے  
جنوں سے زیادہ ہر کچھ اُنکا سوا  
بڑھا کر قدم پھر ملتے نہیں یہ  
جہان بڑھ گئے بڑھ گئے گھٹتے نہیں یہ  
جب اُٹھتے ہیں اُنکے کر نہیں اُٹھتے وہ  
سمائی ہے دلمیں بہت اُسکی عظمت  
نہیں کرتی زیر اُنکو کوئی صعوبت  
سمجھتے ہیں ساتھ اپنی لشکر خدا کے  
ہر اک راہ ملتی ہے ہموار اُن کو  
برابر ہے میدان و کُसार اُنکو  
سمندر ہے پایاب اُنکی نظر میں

اسی طرح یاں اہل ہمت ہیں جتنے  
جہان کی ہر سب دھوم دھام انکو دم  
بغیر انکو بسا زو سامان تھی تلخیر  
زمین سب خدا کی ہو گلزاران ہی سے  
لے ہیں سعادت کے آثاران ہی سے  
ان ہی پر ہو کچھ فخر ہو کر کسی کو  
ان ہی سے ہو آباد ہر ملک و دولت  
ان ہی پر ہو موقوف قوموں کی عزت  
دُم نکا ہو دنیا میں حمت خدا کی  
ان ہی کا اُجالا ہے ہر رگد زمین  
ان ہی کا ظہور ہا ہر سب خشک ترین  
ان ہی سے ہو رتبہ بہ دم نے پایا

کمر بستہ ہیں کام پر اپنے اپنے  
فقیر اور غنی سب طفیلی ہیں اُن کے  
تہو تے اگر یہ تو ویران تھی تلخیر  
زمانے کا ہے گرم بازاران ہی سے  
کھلے ہیں خدائی کے اسراران ہی سے  
ان ہی سے ہو کر ہو شرف آدمی کو  
ان ہی سے ہو سرسبز ہر قوم و ملت  
ان ہی کی ہو سب رنج مسکونین کت  
ان ہی کو ہو پھٹی خلافت خدا کی  
ان ہی کی ہو یہ رشتہ دشت و دین  
ان ہی کی کر سٹے ہیں سب بحر و برین  
کہ سرسبز روحانیوں نے جھکایا

۱۲۰ کہ زمین میں تین چوتھائی پانی اور ایک چوتھائی خشکی ہے پس چوتھائی خشکی رجب مسکون ہے ۱۲۰  
۱۲۱ پھینا یعنی زب دنیا ۱۲۱  
۱۲۲ اس مصرع میں لفظ خلافت ہو اُس قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں  
خدا تعالیٰ نے انسان کو اپنا خلیفہ اور جانشین فرمایا ہے یعنی اِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْکَ خَلِیْفَۃً  
خَلِیْفَۃً ط میں کرے والے میں زمین پر اپنا نائب ۱۲۲  
۱۲۳ آدم سب سے پہلے انسان کو کہتے ہیں جیسا کہ دوسرا لقب ابو البشر ہے۔

۱۲۴ روحانی مطلق میں اُن لوگوں کو کہتے ہیں جو نہ سب صرف روحانی باتوں پر منحصر کرتے ہیں جسے  
عیسائی نکر اس خند میں روحانیوں سے ملا لیا ہیں جنہوں نے حکم انروی آدم کے اگر سر جھکایا اور سب دنیا  
بسیا کہ قرآن مجید میں ہے فَسَبِّحْہُ الْمَلَائِکَۃُ وَالرُّسُلُ اَجْمَعُونَ اَلَا لِیْسَ سَجْدَہُ کیا تمام فرشتوں سب سب

ہر اک ملک میں خیر و برکت ہے اُن سے  
نجات ہو اُن سے شرافت ہو اُن سے  
چفا کش ہو گر تم ہو غرت کے خواہان  
مشقت کی لذت چھوٹنے اٹھائی  
کسی نے بغیر اسکے ہر گز نہ پائی  
نہال اس گستاخین جتنی بڑھیں  
حکومت ملی اُن کو صفار ستے جو  
وہ قطب زمان ٹھہرے عطار تھے جو  
ابو الفضل یان اٹھ کر سراج کتنے  
ہر اک قوم میں شان و شوکت ہو اُن سے  
شرف اُن سے فخر اُن سے عزت ہے اُن سے  
کہ عزت کا ہی بھید لذت میں پہنا  
جہان میں ملی اُن کو آخر بڑائی  
فضیلت نہ عزت نہ فرمانروائی  
ہمیشہ وہ نیچے سے اوپر چڑھیں  
امامت کو پہنچے وہ قصار تھے جو  
بنے مرجع خلق و خمار تھے جو  
ابو الفضل ہو گداری و خلاف کتنے  
زمین ساز ۱۲

۱۱ خراسان میں صفاریوں کی حکومت تیس برس ہی یعقوب بن لیث انکا پہلا بادشاہ  
صفار ٹھہرے کو کہتے ہیں یعقوب اول یہی کام کرتا تھا یہ حاکم سیستان کو بیان کر رہا ہو گیا  
یہاں تک کہ رفتہ رفتہ خراسان نیمروز کرمان اور فارس وغیرہ پر مسلط ہو گیا۔ اس بندہ میں  
اور بھی کئی پیشہ ورون کے نام آئے ہیں۔ مثلاً قصار دھوبی کو، سراج ربر بھی کو  
سراج زین کو، اور علاج دھینے کو کہتے ہیں۔ بڑے بڑے امیہ دین اور علما و شایخ  
یہ تمام پیشے کرتے تھے۔ اولیٰ الفضل اصحاب فضل و کمال کو کہتے ہیں اور ابوالوقت  
اور ابن الوقت اہل سلوک کی اصطلاح میں عفا کے دو مرتبے ہیں جن میں سے  
ابوالوقت اعلیٰ مرتبہ سمجھا جاتا ہے ۱۲

نہ بونصر تھا نوع میں ہم سے بالا      نہ تھا ابو علی کچھ جان سے نرالا  
 طبیعت کو چین سے محنت میں نہ الا      ہو ویس لیے صاحبِ قدر والا  
 اگر فکر کسب نہ تم کو بھی ہو      تم ہی پھر ابو نصر اور ابو علی ہو  
 بڑا علم اپنے یہ تم نے کیا ہے      کہ عزت کی یان جس ستون پر نہا ہو  
 ترقی کی منزل کا جو رہنما ہے      تنزل کی کشتی کا جو نا خدا ہے  
 قوی پشت تھیں جس پشتیں تمہاری      ہوئی دست بردار قوم اُس سے ساری  
 ہنر ہے نہ تم میں فضیلت ہے باقی      نہ علم و ادب نہ حکمت ہے باقی  
 نہ منطق ہو باقی نہ ہیئت ہو باقی      اگر ہے تو کچھ قابلیت ہے باقی  
 اندھیل نہ چھا جا اس گھر میں دیکھو      پھر اُسا دوا اس ٹٹماتے دیکھو  
 بہت ہم میں اور تم میں جو ہرین مخفی      خبر کچھ نہ ہو کہ تم کو ہے جن کی  
 اگر جیتے جی کچھ نہ ان کی خبر لی      تو ہو جائیں گے ملے مٹی میں مٹی  
 یہ جو ہرین ہم میں امانت خدا کی      مبادا تلف ہو دو ویت خدا کی

۱۔ محمد بن محمد بن ترخان جو ابو نصر فارابی اور معلم ثانی کے لقب سے مشہور ہو حکم اسلام  
 میں اسکے رتبہ کا کوئی حکم جامع فنون حکمت نہیں ہوا اسکی تقریباً ساٹھ کتابیں ترکیبی ہیں یونانیوں  
 اور عربوں کا کوئی علم ایسا نہیں جس میں اُس نے کتابیں نہیں لکھیں اس کی اکثر تصانیف مقبول  
 اور برگزیدہ ہیں فارابی کا رہنما والا تھا جو ادراک لہر کا ایک شہر ہے مقتدر باللہ کے عہد میں  
 عراق عرب میں سکونت اختیار کی تھی اور وہیں تحصیل علم کی۔ پھر سیف الدولہ حاکم  
 حلب کے پاس دمشق میں چلا گیا اور وہیں ۳۳۵ھ میں وفات پائی ۱۲  
 ۱۲۵۰ء یا اگسا ناہندی فقط ہے۔ یعنی چراغ کو اشتعالک دنیا ۱۲

یہی نور جوان پھرتے آزاد جو ہیں  
شریفوں کی کھلاتے اولاد جو ہیں  
اگر نقد فرصت نہ یوں مفت کھوتے  
یہی جو کہ پھرتے ہیں بے علم و جاہل  
رواٹل میں پنہان ہیں اٹکے فضائل  
نہوتے اگر اٹل ہو و بازی  
یہی قوم ہے جس میں قحط آدمی کا  
نہیں جہل میں جسکے حصہ کسی کا  
وہ تختیں بکتیں سے و کوشش کی ساری  
حکومت سے مایوس تم ہو چکے ہو  
ذیلی کو ڈھک ڈھک کے منہ پر و حکا ہیں  
مدار اب فقط علم پر ہے شرف کا

کمینوں کی صحبت میں یرباد جو ہیں  
مگر ننگ آبا و اجداد جو ہیں  
یہی فخر آبا و اجداد ہوتے  
بت انہیں ہیں جنکو جوہر میں قابل  
ان ہی ناقصوں میں پوشیدہ کامل  
ہزاروں انہی میں تخت طوسی رازی  
جہان شور ہے ہر طرف ناکسی کا  
کبھی علم و فن پر تھا قبضہ اسی کا  
وہی خون ہر ورنہ رگوں میں جاری  
زر و مال سے ہاتھ تم دھو چکے ہو  
بزرگی بزرگوں کی سب کھو چکے ہو  
کہ باقی ہے ترکہ یہی اک سلف کا

۱۰ طوس مشہور مقدس کا قدیم نام ہے۔ اور یہاں طوسی مراد خواجہ نصیر الدین محقق طوسی ساتویں  
صدی ہجری کا ایک اسلامی حکیم سے ہے جو بلا کوخان کو مصاحب مل و مرشید تھے اور جن کی تصانیف  
اکثر علوم و فنون میں ابونصر اور ابوعلی سینا کی تصانیف کو بعد سمجھی جاتی ہیں ۱۲  
۱۱ رازی رے کا باشندہ۔ رے عراق عجم کا ایک قدیم اور نامی شہر ہے اور یہاں رازی مراد  
امام فخر الدین رازی سے ہے جنکی ولادت ۵۲۰ھ ہجری میں ہوئی تھی مسلمانوں میں یہ بڑی جلیل القدر  
عالم گذرے ہیں۔ انکی تصانیف مختلف علوم و فنون و مذہب میں پچاس کے قریب شمار کی گئی  
ہیں جنہیں صرف قرآن مجید کی تفسیر بارہ جلدوں میں ہے ۱۲  
۱۳ ناکسی مجھے نالا لکھی لپین ۱۲

ہمیشہ سے جو کہتے آئے ہیں سب بیان  
عرب اور عجم ہند اور مصر و یونان  
یہ دعویٰ تھا کہ حقیقت یہ تھی کچھ  
جواہر تھا کہ سب کی نظر نہیں بھاری  
فضائل تھے سب کے اعتباری  
پاب بحر و برکہ زمین گواہی  
کیا کوہ سارون کو مسار اس نے  
زمینوں کو منوایا و وار اس نے  
لیا بجایے کام لشکر کشی کا  
یہ پتھر کا ایندھن ہے جلوانے والا  
صداؤں کو سانچے میں ڈھلوانی والا  
یہی برق کو نامہ بر ہے بناتا

کہ ہے علم سرا یہ فخر انسان  
رہا اتفاق سپہ قوموں کا یکسان  
کھلی اسپہ بیک شہادت نہ تھی کچھ  
پرکھنے کی جسکے نہ آتی تھی باری  
نہ تھیں طاقتیں اسکی معلوم ساری  
کہ ہو علم میں زور و دست الہی  
بنایا سمندر کو بازار اس نے  
ثوابت کو ٹھہرایا شیار اس نے  
دیا پتلیوں کو سکت آدمی کا  
جہازوں کو خشکی میں چلوانے والا  
زمین کے خزانے اگلوانے والا  
یہی آدمی کو ہر بے پر اڑاتا

۱۰ تحقیقات جدیدہ ثابت ہوا کہ زمین گن نہیں بلکہ متحرک ہے اور آفتاب کے گرد گھومتی ہے ۱۲

۱۱ تحقیقات قدیمہ میں سبع سیارہ کے علاوہ باقی ستارے ثوابت مانے جاتے تھے مگر اب تحقیقات جدیدہ سے ثابت ہوا کہ سبع سیارہ کے علاوہ اور بھی سیارے ہیں بلکہ بیسک شموس (جمع شمس) اور بت سے اقمار (جمع قمر) آسمان پر نظر آتے ہیں۔

۱۲ صداؤں کا سانچے میں ڈھلوانا اشارہ ہے فونو گراف اور گرامو فون کی جانب ۱۲



تقدیر کے ایوان کا معمار ہے یہ ترقی کے لشکر کا سالار ہے یہ  
 کہیں دستکاروں کا اوزار ہے یہ کہیں جنگجو یون کا ہتھیار ہے یہ  
 دکھایا ہو نیچا دیس و نکو دیس نے بنایا ہے روباہ شیر و نکو دیس نے  
 اسی کی ہے اب چار سو حکمرانی کیے اسنے زیر ارٹھنی اور یانی  
 ہوئے رام دیوان مائند رانی گئے زابل بھیل سب پہلوانی  
 ہوا اسکی طاقت سوسنی عالم پڑے سامنے اسکے چرخ و یلم  
 یہ لاکھوں پہرے سیکڑوں کو چڑھاتا سواروں کو پیادوں کو عورتوں کو دلاتا  
 جہازوں سے ہر زور و قوت کو بھڑاتا حصاروں کو ہر جنگ و عین اڑاتا  
 ہوا کوئی حربوں سے اسکے نہ سربر نہ ٹھہری زرہ اسکے آگ نہ بکتر

۱۲ ارٹھنی اسپینا کے باشندے اور یانی مین کے باشندے ۱۲  
 ۱۳ ولایت مائند ران و یلم اور گیلان کے مشرق میں ہوا اس نواح کا اکثر باشندہ بابوس کے  
 ماتحت مین جنکو فردوسی در شاہنامہ میں مائند ران کو دیو کیا ہے گلاب یورک فنون جنگ کا کو بی مغلوب کر کے چھوڑا ۱۲  
 ۱۴ زبائے قدیم مین زابل کے نام سے وہ ملک مشہور تھا جسکے مشرق میں کابل مغرب میں سیستان جنوب  
 میں سندھ اور شمال میں کوہستان ہزارہ ہی غزنین - ہیمند اور فرہ وغیرہ اسکے مشہور تھے ۱۲  
 کیا نیون کرنا زمین یہ ملک رستم کے خاندان کی حکومت میں تھا۔ وہاں کے باشندے نکو زابلی دریا ستانی کہتے ہیں ۱۲  
 ۱۵ چرکس کشیا کے باشندوں کو کہتے ہیں ۱۲

۱۶ دیلم ایک پہاڑی ملک کا نام ہے پہلے ایران میں شامل تھا اور اب غلداری روس میں داخل ہوا اس  
 ملک کے باشندے دن کو بھی دیلمی کہتے ہیں جبکہ بال اکثر گھوگر و مارہو ہیں ۱۶ زورق چھوٹی کشتی کو کہتے ہیں ۱۶

تین سو

تین سو

ہر اک راہ میں اُسکو کھڑا یا رہا  
 کہ اک نوع ہے نوع انسان سو برتر  
 اگر سپہیں انسان تو وہ وہیں کچھ  
 بہت دیوتا اُنکو گردانتے ہیں  
 وہ اتنا مقرر اُنھیں مانتے ہیں  
 وہ سب جزو کل اُنکے ہیں آئی  
 نہ ہمسرا کوئی اُنکا نہ ہمتا  
 سمجھ بوجھ سے ہے زمانے کی بالا  
 عجائب میں قدرت کی حران ہو  
 چھپے اور ظاہر نہ اور پرانے  
 دکھائے فتوحات کے سب ٹھکانے  
 وہ یوں چھپا گئے خاوا و راختر  
 رہی ہوسد اِشت حکمت حکومت  
 نہ علم اُن میں باقی رہا اور نہ حکمت  
 نہ ایران تاج اپنا کھو کر رہا کچھ  
 یہ کہتا تھا محنت سو کھٹا تھا جب دل  
 وہی ہیں کچھ اور دل کھٹا کے قابل  
 نہو ایک جتنک لہو اور سپینا

جنھوں نے بنایا اُسے اپنا یا اور  
 یہ قول آجکل صادق آتا ہے اُنپر  
 الگ سب کام اُنکو اور وہیں کچھ  
 بہت اُنکو معجز نما جانتے ہیں  
 یہ جو ٹھیک ٹھیک اُنکو یہی انتہیں  
 کہ دنیا نے جو کی تھی جنگ کمانی  
 کیا علم نے اُنکو ہر فن میں یکتا  
 ہر اک چیز اُن کی ہر اک کام اُنکا  
 صنائع کو سب اُنکو تکتے ہیں ایسے  
 دیے علم نے کھول اُن پر خزانے  
 بتائے اُنھیں غیب کے مال خانے  
 ہوا جیسے چھائی ہو سب بحر و پر  
 یہ سچ ہے کہ ہوا اصل تعلیم دولت  
 ہوئی سلطنت جنگی دنیا کے نصرت  
 نہ یونان محکوم ہو کر رہا کچھ  
 پہ اک خاکش ضمیر و ہمت میں کامل  
 کہ جن سختیوں کا اٹھانا ہے مشکل  
 حلال آدمی کو ہو کھانا نہ پینا

زمانہ گذشتہ میں تعلیمی اہلیت

ہنیں سہل گر صید کا ہاتھ آتا  
نہ بیٹھو جو ہے بوجھ بھاری اٹھاتا  
زمانہ اگر ہم سے زور آتا ہے  
کر ویا اپنے بزرگون کی حالت  
اٹھاتے تھے برسوں سفر کی مشقت  
جہاں کھوج پاؤ تھے علم و ہنر کا  
عراقین و شام و خوارزم و توران  
وہیں پے سپر کر کے کوہ و بیا بان  
جہاں تک عمل میں اسلام کا تھا  
تو لازماً گھوڑوں کو سرپٹ بھگانا  
ذرا تیز ہانکو جو ہے دور جانا  
تو وقت ای غریب وہی در کاہی  
شد اند میں جو ہارتے تھے نہ ہمت  
غریبی میں کرتے تھے کسب فضیلت  
نخل گھر سے لیتے تھے رستہ اُدھر کا  
جہاں جنس تعلیم سنتے تھے ازراں  
ہو نہتے تھے طلبا کُتّان و خیران  
ہر اک راہ میں اُن کا تاجا بھٹکا

۱۵ عراقین و توران عراق یعنی عراق عرب و عجم جو کہ ایران کا پہاڑی حصہ اور جو بلوڈا اہل بھی کہتے ہیں  
۱۶ کشام کو اسکے مختلف حصوں کو کہنا ہے شامات بھی کہتے ہیں جیسے کیلانات و شروانات  
گیلان و شروان کو کہتے ہیں ۱۲

۱۷ خراسان کے شمال میں بحیرہ خوارزم یعنی جھیل یورال تک جس کا دار الحکومت اس زمانے  
میں خیوا ہے۔ ابتداء میں اسلام سے سلطان محمود غزنوی شاہ تک (جس کا فاتحہ چنگیز خان نے کیا)  
بڑے بڑے جلیل القدر بادشاہ یہاں حکمران رہے اور اب روس کے ماتحت ہو کر کاخ باہر جاتا  
خیوا، زرخشا اور نہراو اس کے بڑے شہر ہیں ۱۲

۱۸ ملک توران زمانہ سابق میں دریائے سندھ سے جھیل یورال تک مانا جاتا تھا  
اور یہ ایران کا مشرقی حصہ تھا اب اس کا کچھ رقبہ وسی عملداری میں شامل ہو گیا ہے ۱۲

دارالعلوم اسلامیہ

ضمیمہ

مسدس حالی

نفسیہ ستیہ اور صاحبیہ	نظامیہ نوریہ مستنصریہ
عزیزیہ زینیہ اور ناصریہ	رواجیہ عزیزیہ اور قاہریہ
حجازی و کردی و قبا قیون کے	یہ کالج تھوکر سب فاقیون کو
جہانک ہو کا مپ اپنے سنوارے	بشر کو ہے لازم کہ ہمت نہ ہارے
کہ ہین عارضی زور کمزور ساے	خدا کے سوا چھوڑ دے سب ہارے
سد اپنی گاڑی کو گر آپ ہانکو	اڑے وقت تم دین بائین جھانکو

۱۵ اس بندین چند مدارس اسلامیہ کا نام لیا گیا ہے اور انچھ نظامیکے نام سے پانچ بڑے ہت نشا پور  
اصفہان بصرہ و بغداد میں خواجہ نظام الملک طے سی زیر الپ سالانہ سبوتی کو بنواؤ مشہور تھوکر نور الدین  
شاہ حسن مول کل موصل میں مستنصریہ خلیفہ مستنصر باللہ عباسی کا بغداد میں ستیہ یعنی مدرسہ الشیخ فاضل  
ابوب خواصلاح الدین کا بنایا ہوا دمشق میں قصابیہ وزیر صفی الدین کا قاہرہ میں نورانیہ و کردی و قبا قیون کا  
بیت اللہ کا دمشق میں قصابیہ ملک الناصر صلاح الدین کا قبرس میں جاری تھوکر نفسیہ عزیزیہ زینیہ  
عزیزیہ قاہریہ وغیرہ جبکہ بانیوں کے نام معلوم نہیں ہیں بیت المقدس موصل بغداد دمشق اور اسکندریہ میں کچھ تھے  
۱۶ حجازی حجازی کارہنے والا حجاز عرب میں بجا محمد کے کنارے ایک پہاڑی سلسلہ ہے جو چونکہ شام کا جزیرہ  
چلا گیا ہے چونکہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ اسی سلسلہ میں ہیں سیلے اہل مکہ اور اہل مدینہ کو حجازی کہتے ہیں ۱۲  
۱۷ کردی کردے منسوب ہے جو ایک ترکی قوم ہے اور سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس  
اسی قوم کا بہت بڑا ہیر و گند را ہے ۱۲

۱۸ قبا قیاتی قبا قیاتی کارہنے والا حیرہ کا سپین اور بحر اسود کو شمالی حصہ کو سابق میں دشت  
قبا قیاتی کہتے تھے اور اسوقت یہ تاتاری سلماون کی آبادی تھی۔ اب یہ حصہ دس کی عملداری میں ہے ۱۳

بہت خوان بے اشتہا تنہ کھائے  
بہت آس پر ساز کی راگ گائے  
بس اپنی گردن پہ کھجوا تم  
تم ہی اپنی شکل کو آسان کرو گے  
تم ہی اپنی منزل کا سامان کرو گے  
چھپا دست ہمت میں زورِ قضا  
سراسر ہو گو سلطنت فیض گستر  
مگر کوئی حالت نہیں اس سے بدتر  
ہو اس طرح ہاتھ نہیں اس کی رعیت  
وہی گزرت تجارت کو اسکو سمجھائے  
وہی کشتکاری کو آئین سکھائے  
ملاحر رعیت کو ایسا سہارا  
یہی سلطنت کی ہر کافی اعانت  
نفوس و اموال کی ہو حفاظت  
یہی نور رعیت پر بجا ہو کوئی

بہت بوجھ بندہ بندہ کرتے اٹھائے  
بہت عارضی تنہ جلوے دکھائے  
کرو حاجتیں آپ اپنی رواتم  
تم ہی درو کا اپنے دربان کرو گے  
کرو گے تم ہی کچھ اگر بان کرو گے  
مثل ہے کہ ہمت کا حامی خدا  
رعیت کی خود تربیت میں ہو یا ور  
کہ ہر بوجھ ہو قوم کا سلطنت پر  
کہ قبضے میں غسان ملک کو جیتے  
وہی صنعت اور حرفت اسکو بتائے  
وہی اسکو لکھوائے وہ ہی پڑھائے  
کیا آدمیت کے اس سے کمارا  
کہ ہو ملک میں اسکی بدولت  
حکومت میں ہو عدال و رعایت  
نہ قانون چھٹ کا فرما ہو کوئی

۱۰ اس نظم میں بے اشتہا خوان کھانے اور بندہ بندہ کو بوجھ اٹھانے اور ساز کے سہارے پر راگ گانے اور عارضی جلوے دکھانے سے مراد ہے کہ ملک جس قدر انگریزی تعلیم تنہ حاصل کی ہے اور ریشہ کی ترغیب کی ہے اپنی تعلیم کا آپ فکر نہیں کیا ۱۲

۱۱ جولاء (۱۱) مارچ (۲) وہ لکڑی جو گاڑی کے بیلوں کی گردن پر رکھی جاتی ہے ۱۲

۱۳ مردے کو غسل دینے والا ۱۴ بجا حکومت - مند - ہٹ ۱۵

بہت بوجھ بندہ بندہ کرتے اٹھائے

جہان ہو یہ اندازِ فرارِ وائی  
 کہ ہر کام میں آئیں ٹھونڈھے پرائی  
 کھڑا ہو سہارے اک اڑوار کے گھر  
 گیا اب وہ دلتنگیوں کا زمانہ  
 برہمن کا پننے اگر شدُربانا  
 ہر طرف شیشب و فرازاب  
 بس اب وقت کا حکم نامق ہی ہے  
 یہی آجکل اصل فرماندہی ہے  
 ملی ہو طاقت اسی کیمیا کو  
 سکھاتی ہے محکوم کو یہ طاعت  
 دون سے مٹاتی ہے نقشِ عداوت  
 یہی ہر عسیت کو حقدار کرتی  
 سستی ہے غریبوں کی فریاد اسی نے  
 رپسلک کی ڈالی ہو بنیاد اسی نے  
 مقید بھی کرتی ہو یلہ و رربا بھی  
 رعیت کی ہے وان نیٹ بے حیائی  
 کرے آپ اپنی نہ مشکل کشائی  
 مٹی وہ جہان آ رہے ہیں پر  
 کہ اپنوں کا حصہ تھا پڑھنا پڑھانا  
 تو اس پر نہیں کوئی اب تازیانہ  
 سفید اور سیٹھین نہیں اپنا زاب  
 کہ جو کچھ ہے دنیا میں تعلیم ہی ہے  
 اسی میں چھپا ہے منشا ہنشی ہے  
 کہ کرتی ہے یہ ایک شاہ گدا کو  
 بھھاتی ہو حاکم کو رازِ عدالت  
 جہان سے اٹھاتی ہے رسمِ بغاوت  
 یہی ہو کہ وہ کو ہوا کرتی  
 کیا ہے غلامی کو سربا و اسی نے  
 بنایا ہے پسلک کو آوا اسی نے  
 بناتی ہو آزاد بھی با و فابھی

۱۰ روزہ کی بول چال میں ضروری اور تاکید حکم کہتے ہیں ۱۲ پسلک سلطنت  
 جمہوری جسمین تمام رعیت کو انتظام ملک و وضع قانون وغیرہ میں مداخلت ہوتی ہے جیسے بالفعل  
 ڈانسل و راکمیک وغیرہ میں جاری ہو اور روس کی رعایا جملی کی خواہش کر رہی ہے پسلک جمہور رعایا انگریزی

تجارت نے رونق ہو یا سہو پائی  
فلاح کی یہ منزلت ہے بڑھائی  
ترقی صنعت کو دی ہو بلا کی  
یہ نا اتفاقی ہے قوموں کے کھوتی  
یہ آپس کے کینے دلون سے ہو دھوتی  
یہ نقطہ نہ خط کی طرح ہو گذرتی  
جہاں یہ نہیں وان نہ قوم اور نہ ملت  
جدا سب کے رنج اور جدا سب کی رست  
خبر وان نہیں یہ کہ ہو قوم شو کیا  
جنھوں نے کہ تعلیم کی قدر و قیمت  
ملوک اور سلاطین نے کھوئی حکومت  
رہے خاندانی نہ عزت کے قابل  
انہ چلتے ہیں جان کام کار گیر دن کے  
بگڑنے لگے کھیل سودا گروں کے  
کماؤ تھے دولت جو دن رات میٹھے  
ہنر اور فن ان میں سب گھٹتے جاتے  
ادیبوں کے فضل و ادب گھٹتے جاتے  
ہو رہے سب فلسفی اور مشاظر

کہ بیج اُسکے آگے ہے فرمانروائی  
کہ فلاح کرتے ہیں معجز نائی  
کہ ہوتی ہو معلوم قدرت خدا کی  
یہ قومی محبت کا ہے بیج بوقی  
یہ دانے ہو سب ایک لڑ میں پروتی  
کر ورون و لون کو ہر ایک کرتی  
نہ ملکی حمایت نہ قومی حمیت  
الگ سب کی دولت الگ سب کی عزت  
چھپا سر حق سے تعلق میں ہو کیا  
نہ جانی مسلط ہوئی ان پر دولت  
گھرانوں پہ چھائی امیرن کو نکبت  
ہر ساری دعویٰ شرافت کو بل  
نہ برکت ہو پیشے میں پیشہ ورون کے  
ہوے بند دروازے اکثر گھرون کے  
وہ ہیں بے صبری ہاتھ پر ہاتھ میٹھے  
ہنر مند میں روز و شب گھٹتے جاتے  
طلب اور ان کے مطلب گھٹتے جاتے  
نہ ناظم ہیں سرسبز آنکے نہ ناشر

یہ سب ہے بڑھتی



اگر اک پہننے کو ٹوپی بن سائیں  
جو سینے کو وہ ایک سوئی منگائیں  
ہر شخصین غیروں کو محتاج ہیں وہ  
نہ پاس نہ چادر نہ بستر ہے گھر کا  
نہ چاقو نہ قلعی نہ نشتر ہے گھر کا  
کنول مجلسوں قلم و فترو نہیں  
جو مغرب کے آئے نہ مال تجارت  
ہو تجارت پر نہ راہ و معیشت  
پر لے سہارے ہیں بیوپار و اسباب  
یہ ہیں شرک تعلیم کی سب سزائیں  
مبادا رو عافیت پھٹے پائیں  
ہوا بڑھتی جاتی سر رکھ رہے  
لیے فروختی دوران کھڑا ہے  
جنہیں ماہر اور کرتبی دکھتا ہے  
پہن بڑھ کر کھٹکتے جاتے  
بس ب علم و فن کو وہ پھیلاؤ سامان  
غریبوں کو راہ ترقی ہو آسان  
کوئی نہیں دنیا کی عزت کو تھامو

یہ ہیں  
شرک تعلیم کی  
سب سزائیں

تو کپڑا وہ ایک وردنیا سے لائیں  
تو مشرق سے مغرب میں لینے کو جائیں  
مکینکس کی رو میں تاراج ہیں وہ  
نہ برتن ہیں گھر کے نہ زیور ہے گھر کا  
صراحی ہے گھر کی نہ ساغر ہے گھر کا  
اثاثہ ہر سب عاریت کا گھر و نہیں  
تو مرجائیں بھوکے وہاں اہل معرفت  
دکانوں میں ڈھونڈ مٹھی پا کر کفایت  
طفیلی میں بیٹھا اور تجارت روان سب  
وہ کاشاب بھی غفلت سے باز اپنی میں  
کہ ہیں بے پناہ آنے والی بلائیں  
چراغوں کو فانوس بن اب خطر ہے  
ہر اک فوج کا جائزہ لے رہا ہے  
انھیں سخت تائغ و طبل و لوہا ہے  
رسالوں سے نام انکے ہیں کٹتے جاتے  
کہ نسلیں تمھاری بنیں جن سے انسان  
امیر و نرین ہو نور تعلیم تابان  
کوئی کشتی دین دولت کو تھامے

بنے قوم کھانے کمانے کے قابل  
 تمدن کی مجلس میں آنے کے قابل  
 سمجھنے لگین اپنوسب نیک بڑہ  
 کرو قدر انکی ہنرجن میں پاؤ  
 دل و در حوصلے انکے لکمر بڑہاؤ  
 کوئی قوم کی جن سے خدمت برائے  
 کرو گے اگر ایسے لوگوں کی عزت  
 بڑھائے گی جو قوم کی شان و شوکت  
 مدد و جہد سے وہ آج لے گی  
 ترقی کے یونان کی اسباب کیا تھے  
 تمدن کے میدان میں زور آتا تھے  
 مقاصد بڑے اور ارادے بڑے عالی  
 سبب کچھ نہ تھا اسکا جبر قدرت وانی  
 ترقی میں کرتے تھے جو جانفشانی  
 وطن جیتی جی نہ قربان تھا سارا  
 زمانے میں ہونٹھ کھانے کے قابل  
 خطاب و میت کا پانے کے قابل  
 لگین کرنے آپ اپنی اپنی مدد  
 ترقی کی اور انکو رغبت و لاؤ  
 ستون اس کھنڈر گھر کے ایسے بناؤ  
 بٹھائیں انھیں سر پر اپنی پرانے  
 تو پاؤ گے اپنے میں تم ایمان جاعت  
 گھرانوں میں بھیلایا نیکی غیر و برکت  
 عوض مکمل اسکا ذرا چند دیگی  
 ہنر پر جہان پیرو برنا فدا تھے  
 وطن کی محبت میں مکسر فنا تھے  
 نہ تھا اس چھوٹا بڑا کوئی خالی  
 کہ ہوئے تھے جو علم و حکمت کے بانی  
 حیات انکو ملتی تھی وان جاودانی  
 پس از مرگ سمجھتے تھے وہ آشکارا

۱۔ قدیم یونانیوں میں یہ دستور تھا کہ جو شخص اہل کمال سمجھا جاتا تھا تو باشندگان یونان  
 اسکا بت بنا کر عام گزندگاہوں پر نصب کرتے تھے اور اسکو مثل یونان کے قرار دیکر اسکی پرستش کیا کرتے  
 تھے اس حوصلہ افزائی سے قوم میں بڑے بڑے علما و حکما پیدا ہو گئے تھے جنکے (سیٹیجی)  
 (مجسمے) اب بھی یونان کے بعض بعض مقامات میں نظر آتے ہیں ۱۲

اسی گز نے تھا جوش سب کو دلایا  
 اسی شوق نے تھا دل کو بڑھایا  
 اسی نے تھا یونان کو یونان بنایا  
 اس امید پر کوششیں تھیں سارے  
 جنھیں ملک میں اپنی کھنی ہو وقت  
 جنھیں دین کی ہو نہ منظور و ملت  
 جنھیں بل اولاد ہو اپنی پیاری  
 بہت دل بہن نرم ان نون ہو جاتا  
 تنزل پہ بہن اسکے آنسو بہاتے  
 خیر ہی ہو دل کو چلتے ہیں کس بج  
 رئیسوں کی جاگیر داروں کی دولت  
 بزرگوں کی اور واعظوں کی نصیحت  
 جیسے تب کچھ آنکھیں اہل وطن کی  
 جماعت کی عزت میں ہو سب کی عزت  
 رہی ہو نہ ہر گز رہے گی سلامت  
 وہی شاخ پھولگی یاں او بھلیگی  
 ذخیرہ ہے جب چو نہٹا کوئی پاتا  
 انھیں ساتھ لے لیکے ہی بیان جاتا  
 سدا انکو بہن اس طرح کام چلتے  
 کہ تھا اک جزیرے نے رتبہ یہ پایا  
 اسی نے تھا یونان کو یونان بنایا  
 اس امید پر کوششیں تھیں سارے  
 جنھیں ملک میں اپنی کھنی ہو وقت  
 جنھیں دین کی ہو نہ منظور و ملت  
 انھیں فرض ہو قوم کی ملک ساری  
 کہ حالت یہ ہیں قوم کی آمدی آتے  
 نہیں آپ کچھ کر کے لیکن دکھاتے  
 وہ ہیں آپ ہی ہاتھ ملتے ہیں جس  
 فقیہوں کی دانشوروں کی فصیلت  
 ادیبوں کی اور شاعروں کی فصاحت  
 جو کام آئے بہو میں انجمن کی  
 جماعت کی ذلت میں ہو سب کی ذلت  
 نہ شخصی بزرگی نہ شخصی حکومت  
 بری ہوگی جڑ اس گلستا میں جسکی  
 تو بجا گا جماعت میں ہی اپنی آتا  
 فتوح اپنی ایک ایک کو ہر دکھاتا  
 کمانی سو اک اک کی لاکھوں ملتے

جب ایک چوٹا جسمین دانش حکمت  
معیشت سواک اک کو بخشے فراغت  
تو اس زیادہ ہر بے غیرتی کیا  
غضب ہے کہ جو نوع ہو سب برتر  
فرشتوں سے جو سمجھے اپنے کو بڑھ کر  
نوع و رمی کا نشان اس میں اتنا  
الہی بحق رسول تہامیؑ  
جسے دور و نزدیک سب گرامی  
شریرون کو ساتھ اپنی جسے بنا یا  
طفیل اسکا اور اسکی عمرت کا یارب  
اک ابر اسنے بھیج اپنی رحمت کا یارب  
کہ ملت کو ہر رنگ ہستی سے اسکی

بنی نوع کی اپنی بر لائے حاجت  
کرے ایسے وقت اپنی ساری غنیمت  
کہ ہوا آدمی کو نہ پاس آدمی کا  
گئے آپ کو جو کہ عالم کا سرور  
خدا کلنے جو کہ دنیا میں بظہر  
مسلم ہوئی کو کیر و نمین جتنا  
ہر اک فرد انسان کا تھا جو کہ حامی  
برابر تھے کئی وزنگی و شامی  
بیرون کا ہمیشہ بھلا جسے چاہا  
بکڑ ہاتھ جلد اسکی است کا یا رب  
غبار اس سے جو دھوئی زلت کا یا رب  
ہوا پست اسلام ستی ہے اسکی

۱۵ تہامی تہامہ کا رہنے والا۔ تہامہ ملک حجاز کے مشرقی حصے کو جو بحر احمر کے کنارے عرب کے جنوبی علاقے میں ہے۔  
۱۶ تہامی تہامہ کا رہنے والا۔ تہامہ ملک حجاز کے مشرقی حصے کو جو بحر احمر کے کنارے عرب کے جنوبی علاقے میں ہے۔  
۱۷ تہامی تہامہ کا رہنے والا۔ تہامہ ملک حجاز کے مشرقی حصے کو جو بحر احمر کے کنارے عرب کے جنوبی علاقے میں ہے۔

۱۸ تہامی تہامہ کا رہنے والا۔ تہامہ ملک حجاز کے مشرقی حصے کو جو بحر احمر کے کنارے عرب کے جنوبی علاقے میں ہے۔

۱۹ تہامی تہامہ کا رہنے والا۔ تہامہ ملک حجاز کے مشرقی حصے کو جو بحر احمر کے کنارے عرب کے جنوبی علاقے میں ہے۔

سچا ان کو اس تنگنا سے بلا سے  
 نہ امید یار ہی ہو یا ر آشتنا سے  
 چپ است چھائی ہوئی ظلمتوں  
 اچھین کل کی فکر آج کرنی سکھا دے  
 کمینگا وہ باز مئی و دوران دکھا دے  
 چھٹین پا طین تاکہ باران سے پہلے  
 کہ رستہ ہو کم رہر و درہنما سے  
 نہ چشم اعانت ہو دست عصا سے  
 دلونین امید تکی جاحسیرین  
 ذرا اٹکی آنکھوں سے پردہ اٹھا دے  
 جو ہونا ہے کل آج اُنکو سکھا دے  
 سفینہ بنا رکھیں طوفان سے پہلے

۱۰ تنگنا سے - تنگی - وہ گلی جو تنگ ہو - تنگ جگہ - درہ پارڈکا ۱۲

۱۱ رہر و سے مراد عام مسلمان اور رہنما سے حضرات علمائے کرام ۱۲

۱۳ یاری مدد گاری کرنا - مدد کرنا ۱۲

۱۴ کمینگا - گھات کی جگہ جہاں دشمن کی تاک میں بیٹھیں ۱۲

۱۵ سفینہ - کشتی - ناؤ ۱۲

۱۶ طوفان - آب کنثر - پانی کی روجو مکانون کو گرا دیوے اور انسان و حیوان

بہا لیجاوے یا تدمھی جو بہت تیز ۱۲

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

## مناجاتِ حالی بحضور محبوب باری صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ای خاصہ خاصانِ رسلِ وقتِ دعا ہے  
جو دینِ بڑی شان سے نکلا تھا وطن سے  
جس دین کو مدعو تھی کبھی خسرو و کسریٰ  
وہ دین ہوئی بزمِ جان جس سے چراغِ  
جو دین کہ تھا شرک سے عالم کا نگہبان  
جو تفرقے اقوام کے آیا تھا مٹانے  
جس دین کو تھی غیر دین کے لاکھ ملائے  
جو دین کہ ہمدردِ دینی نوعِ بشر تھا  
جس دین کا تھا فقر بھی اکسیر غنا بھی  
جو دین کہ گود و نہیں ملا تھا حکما کی  
جس دین کی محبت سب دیاں تھیں مغلوب  
جو دین تیرا اب بھی وہی چشمہ صافی  
جانِ راگِ ہر دین اتا تو ان پر گشتِ شب و  
چھوٹو نہیں اطاعت ہی نہ شفقت ہی بڑ و نہیں  
دولت ہی نہ عزت نہ فضیلت نہ ہنر ہے

اُمّت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے  
پر دیں میں وہ آج غریبِ اغوا ہے  
خود آج وہ مہمانِ سراپا فقر ہے  
اب اسکی مجالس میں نہ بتی نہ دیا ہے  
اب اسکا نگہبان اگر ہے تو خدا ہے  
اُس دین میں خود تفرقہ اب کو پڑا ہے  
اُس دین میں خود بھلائی اب بھائی جدا ہے  
اب جنگِ جدلِ طرفِ سہمیں بپا ہے  
اُس دین میں اب فقر ہی باقی نہ غنا ہے  
وہ عرصہ تیغِ جھکلاؤں سفہا ہے  
اب معترضِ اُس دین پہ ہر شہ درسا ہے  
دیندار و نہیں پڑا ہی باقی نہ صفا ہے  
محفلِ اعیان ہے وہ بزمِ شرفا ہے  
بیار و نہیں محبت ہی نہ بیار و نہیں وفا ہے  
اک دین ہی باقی سو وہ بزرگ و نوا ہے

ہو دین کی دولت ہی بہا علم سے رونق  
 شاہد ہے اگر دین تو علم اُسکا ہی زیور  
 جس قوم میں اور دین میں ہو علم نہ دلت  
 گو قوم میں تیری نہیں اب کوئی بڑائی  
 اور یہ کہیں یہ نام بھی مٹ جائے نہ آخر  
 جس قہر کا تھا سر بفلک گنبد اقبال  
 بیڑا تھا نہ جو باو مخالف سے خبردار  
 وہ روشنی بام و در کشورِ اسلام  
 روشن نظر آتا نہیں ان کوئی چراغِ آج  
 عشرت کدی آباد تھے جس قوم کی ہر سو  
 جاؤں تھی لگا رہتے جن رہگذر و نہیں  
 وہ قوم کہ آفاق میں جو سر بفلک تھی  
 جو قوم کہ مالک تھی علوم اور حکم کی  
 اکھنچ اُنکے کمالات کا لگتا ہی اب تینا  
 بکڑی ہر کچھ ایسی کہ بنا ہے نہیں بنی  
 تھی آس تو تھا خوف بھی ہمراہ جا کر  
 جو کچھ ہیں وہ سب اپنی ہی ہاتھوں کو ہن کر تو ت  
 دیکھو دین میں اپنی ہی غفلت کی بدولت

بے دولت و علم اس میں نہ رونق نہ بہا ہے  
 زیور ہے اگر علم تو مال اُسکی جلا ہے  
 اُس قوم کی اور دین کی پانی یہ پینا ہے  
 پر نام تری قوم کا یان اب بھی بڑا ہے  
 مدت اسے دُورِ زمان میٹ رہا ہے  
 دوبار کی اب گونج رہی اُس میں صدا ہے  
 جو چلتی ہے اب چلتی خلافت اُسکے ہو ہے  
 یاد آج تک جسکی زمانہ کو ضیا ہے  
 بجھنے کو یہ اب گر کوئی بجھنے سے بچا ہے  
 اُس قوم کا اک ایک گھر اب بزمِ عزاء ہے  
 دن رات بلند اُنہیں فقر و نیکی صدا ہے  
 وہ یاد میں سلاطین کی بے وقفا ہے  
 اب علم کا وان نام نہ حکمت کا پتا ہے  
 گم رشت میں اک قافلہ بے طبل و درا ہے  
 ہر اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم خدا ہے  
 اب خوف ہی ریت ہے دلوں میں نہ رہا ہے  
 شکوہ ہے زمانہ کا نہ قسمت کا گنا ہے  
 سچ ہے کہ ہر مری کام کا انجام بُرا ہے



اکی زیب بدن سبے ہو پشاک کتان کی  
 ور کا ہر بلین معر کے میں جوشن خفتان  
 دریا ویر آشوب ہے اک راہ میں حال  
 ملتی نہیں پاک بوند بھی پانی کی جہان مفت  
 ہاں نکلیں ہن سودی کو درم لیکے پرانے  
 فریاد ہو اے کشتی موت کے نگہبان  
 اے چشمہ رحمت بآبِی آنت و ارقی  
 جس قوم کو گھر اور وطن تجھ سے چھڑایا  
 صدمہ و دردندان کو تری جسے کہ ہو بچا  
 کی تو نے خطا عفو ہوا ان کینہ کشونکی  
 ستو بار ترا دیکھ کے عفو اور تر حشم  
 جو بے ادبی کرتے تھے اشعار میں تیری  
 برتاؤ تری جبکہ یہ اعدا پہن اپنے  
 کہ حق سے دعا است مرحوم کے حق میں  
 است میں تری نیک بھی ہیں بد بھی میں لیکن  
 ہر حقیقش دہر مخالف میں ترانام  
 جو خاک ترے در پہ چار و سب اڑتی  
 جو شہر ہوا تیری ولادت سے شرف

اور ربت میں ڈوبی ہوئی کشور کی ہوا ہے  
 اور دوش پہ پایوں کو وہی کینہ روا ہے  
 اور مٹیہ کو گھوڑا ناو پہ پان قصدِ شنا ہے  
 وان قافلہ سب گھر سے تہمت چلا ہے  
 اور سگر روان شہر میں مدتِ نیا ہے  
 بڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے  
 دنیا پہ ترالطف سدا عام رہا ہے  
 جب تو نے کیا نیک سلوک اُن سے کیا ہے  
 کی اُنکے لیے تو نے بھلائی کی دعا ہے  
 کھانڈ میں جھونکے کہ تجھ زہر دیا ہے  
 ہر باغی و سرکش کا سر آخر کو جھکا ہے  
 منقول اُن ہی سے تری پھر مدح و ثناء ہے  
 اعدا سے غلاموں کو کچھ امید سوا ہے  
 خطر و نین بہت جسکا جہاز آگ گھرا ہے  
 دلدادہ ترالیک سواک امن میں سوا ہے  
 ہتھیار جو انوں کا ہر پہر نکا عصا ہے  
 وہ خاک ہمارے پیر داروی شفا ہے  
 اب تک وہی قبلہ تری است کار رہا ہے

جس ملکِ ناپائی تری ہجرت ہو سعادت  
 کبھی سو تشنگی ہر کُل میں سو آہ  
 کُل دیکھیے پیش آئے غلاموں کو ترے کیا  
 اب تک تو تری نام پہ اک ایک فدا ہے  
 ہم نیک ہیں یا بد ہیں پھر آخر میں تمہارے  
 نسبت بہت اچھی ہو اگر حال بُرا ہے  
 اگر بد ہیں تو حق اپنا ہی کچھ تجھ پہ زیادہ  
 اخبار میں لکھا ہے لاجی ہمنے سنا ہے  
 تدبیر سننے کی ہماری نہیں کوئی  
 ہاں ایک دعا تیری کہ مقبولِ خدا ہے  
 خود جاہ کو طالب ہیں نہ عزت کی ہیں خواہ  
 گردین کو جو کھوں نہیں دلت سی ہماری جو ختم  
 عزت کی بہت دیکھ لیں دنیا میں ہمارے  
 ہاں حالی گستاخ نہ بڑھ حداد سے  
 باتوں سے پکنا تری اوصاف لگا ہے  
 ہے یہ بھی خبر تجھ کو کہ ہے کون مخاطب  
 یاں جنبش لب خارج ادا آہنگِ خطا ہے

۱۱۱

فضل الہی سے مسدس و مناجات مؤلفہ جناب مولوی الطاف حسین صاحب  
 تخلص حالی رحمۃ اللہ الوالی حسب فرمایش جناب حاجی محمد سعید صاحبِ حرکت  
 کلکتہ خلاصی ٹوٹ (۱۵) کرباہ رمضان ۱۳۳۳ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۱۶ء  
 باہتمام احقر العبدِ حاجی رحمت رب شید محمد عبد المجید غفرلہ اللہ احمیدہ مطبع مجید واقعہ کابوٹلج

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
ترجمہ تاریخ ہندوستان	چار روپیہ	سراج المرقم	دیکھو آنہ	علیہ وسلم ہر ایک پیغمبر کا	
تاریخ فتح قسطنطنیہ		قصہ اصحاب کف	دیکھو آنہ	مع وجہ تسمیہ اسرائیل کے	
مختصر حالات سلاطین ہند		مجموعہ واقعی		ہر ایک کے ذکر شروع میں	
سلطان محمد فاتح قسطنطنیہ		یعنی فتوح اٹام	چار روپیہ آنہ	آیت قرآن مجید لکھی گئی	
کی عجیب غریب فتوحات		العوام و اجماع و غیرہ	تین آنہ	کہ جس سے معلوم ہو جائے	
قابل دید از مسرہ بد الدین		حقائق الموجودات	دیکھو روپیہ	کہ ذکر فلان آیت شروع ہو	
بی - ۷ -	سوار روپیہ	مرآة الکونین	آٹھ آنہ	سورہ میں سے اور کون سی غیر	
واقعات ہند	دو روپیہ	سیر برہما		کس کے پہلے تھے اور کس کے	
جواہر اسرار	آٹھ آنہ	سند تکررہ الکرام		زمانہ میں کون کون	
ارخان اسرائیل	دیکھو آنہ	تاریخ خلفای عرب		بادشاہ نامی گذر رہے	
تاریخ مکہ معظمہ	دس آنہ	د اسلام مع نقشہ	ایک روپیہ چھ آنہ	دوسرے افغانستان	
کارنامہ ترک	دو روپیہ	عجائب القصص	سوار دو روپیہ	شیوخ و سلاطین ماضیہ	
فتوحات بھنسا	چھ آنہ	المہمون مع الجزیرہ	آٹھ آنہ	ریاستہا حال کی تفصیل	
تاریخ احمدی	پانچ آنہ	شاسنامہ منظم	سات روپیہ آنہ	گو یا کہ اس کا کیا نتیجہ	
تاریخ بیت المقدس	دیکھو روپیہ	تاریخ ہندوستانی		ہے ہر سلمان کو اسکے دیکھنے	
تاریخ جدولہ		عبد الکریم بی - ۱ -		کی اشد ضرورت ہے	
مرآة السلاطین	دو روپیہ	مطبوعہ جدید		حالات سلف کے معلوم	
سیر المتأخرین کامل	سات روپیہ	ترجمہ سکند نامہ	سات روپیہ	کہ کیا اس سے تیر کوئی	
واقعات ہند	بارہ آنہ	ارخان اسرائیل		ذریعہ نہیں خولی اسکی	
بغاوت ہند	پانچ آنہ	ابتداء زمانہ نبی کریم		دیکھنے سے تعلق رکھتا	چھ آنہ
تاریخ نبی اسرائیل	تین آنہ	سے تاحضرت عبداللہ		ہمیت ترک کر کو	
تاریخ ابلیس		صحابہ رسول خدا صلی اللہ		نویا کا اردو ترجمہ	چار آنہ

لغات الصراح عربی دان حضرات خصوصاً طلبہ کے لیے لغات میں صراح بہتر  
 ضروری اور اہم ہے وہ اسکی عام مقبولیت سے ظاہر ہے شاید کسی طالب علم کو قدردان علم  
 کاتب خانہ اس کتاب کے خالی نہ ہوگا مگر ساتھ ہی اسکے یہ بھی آپکو معلوم ہوگا کہ اس میں لغات کے  
 تلاش کرنے میں بہت وقت بڑتی ہو تا وقتیکہ الفاظ کا مادہ اور اصل معلوم نہ ہو اسکا مراح میں تلاش  
 کرنا محال ہے اسلیے ادبیات عربیہ نے کتاب صراح کی تلخیص فرمائی اور لغات کو با خیال مادہ و اصل  
 کریم اللغات و لغات کشوری کے جمع کر دیا ہے جس سے ہر استعداد والا اس سے نفع اٹھا سکتا ہے  
 اور اسکا نام لغات الصراح بالصیغہ الاصح اسم باسمی بکھا ہوا فصل مصنف کو روز میں دریا کو بند  
 کر نیکا عجاز دکھایا ہو ہر لغت شروع سے شروع ہو تاکہ نظر پڑنے میں آسانی ہو جو ہم بالکل مختصر  
 قیمت براہ رفاه عام صحت ایک روپیہ چار آنہ رکھی گئی ہے۔

الصالحات یعنی نیک بیبایان جو مندرجہ ذیل حاسان کا مجموعہ ہے  
 مرضیۃ الرسول ﷺ کے علیہ وسلم یعنی آنحضرت کی ذات علیہ سعیدہ کے حالات و غیرہ  
 روحہ طاہرہ آنحضرت کی پہلی بی بی جناب عذیرہ رضی اللہ عنہا کے حالات مبارک  
 صدیقہ یعنی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تمام زندگی کے حالات  
 بضیۃ الرسول ﷺ - جگر گوشہ رسول حضرت فاطمہؑ ہر اکے زندگی کے حالات  
 وغیرہ جسکو مولانا سید اصغر حسین صاحب نے بہت خوبی سے جمع فرمایا ہر قیمت جدا  
 اعلان نامہ داران ملکین کی خدمت میں آتا ہے کہ خدا کے فضل و کرم سے اندونون یہ مجموعہ علم  
 تراوا العقبیٰ جس میں مجتبوہ کلام الہی ترجمہ و مناجات مقبول و قربات عند اللہ و  
 تسکون الرسول و قصد السبیل مصنفہ عالم طبعی فاضل لودھی جناب حاجی حافظ مولانا  
 مولوی اشرف علی صاحب شامل ہیں احقر نے نہایت اہتمام و نظام کے ساتھ  
 چھپوایا ہے چونکہ اس مجموعہ کا حق بذریعہ جیٹری محفوظ کر دیا جاوے گا لہذا کوئی صاحب  
 بلا اجازت راقم کے اسکو ہر طرح سے نہایت بے عزتی کے ساتھ نہ کھائے نہ لکھے نہ مصراع

برہم لوان بلایع باشد و بس فقط  
 المشاعر حاجی محمد سعید تاجر کتب کلکتہ خلاصی مولانا (۸۵)





